رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نافرمانوں کا عبرتناک انجام

تالیف: محمد عبداللہ مدنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نافرمانوں کا عبرتناک انجام

تالیف

محمد عبداللہ مدنی

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ——— رسول کریم ﷺ کے نافرمانوں کا عبرتناک انجام

تالیف ——— محمد عبداللہ مدنی

ناشر — مشتاق احمد
باہتمام — سلمان خالد

پروف ریڈنگ ——— مولانا عبداللہ محمود

کمپوزنگ ——— حافظ سیف اللہ خالد

النفیس کمپوزنگ اینڈ فوٹوسٹیٹ
بالمقابل حبیب بنک شجاع آباد۔ فون: 061-6003470

پرنٹرز ——— اسد نیر پرنٹرز لاہور

قیمت ——— روپے

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور

کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی کمپوزنگ کی غلطی ہو تو ادارہ کو اطلاع فرما کر اپنا دینی فرض پورا کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔ شکریہ

Marfat.com

فہرست عنوانات

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
حرف آغاز	11	بے نمازیوں کا عبرتناک انجام	17
تارک نماز کیلئے پندرہ دردناک سزائیں	17	تارک نماز کے لیے دنیا کی سزائیں	18
موت کے وقت کی تین سزائیں	18	قبر کے تین عذاب	18
قیامت کے دن کی سزائیں	18	قیامت کے دن نماز چھوڑنے والے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی	21
بے نمازی کے لئے دردناک عذاب	22	بعض نافرمانوں کا عبرتناک انجام	24
ارتداد اختیار کرنے والے کا انجام	24	ایک مرتد......	24
حضرت ابوموسیٰ اور کچھ دوسرے لوگوں کی یمن سے ہجرت	25	نجاشی کے پاس قریشی وفد	25
نجاشی کی معاملہ فہمی	26	دربارشاہی میں مسلمانوں کی طلبی	27
دربار میں حاضری	27	نجاشی کے سامنے جعفر کی حق گوئی	28
مسلمانوں کو حبشہ میں سکونت کی اجازت اور وظائف کا حکم	30	قریشی ہدیئے قبول کرنے سے نجاشی کا انکار	31
حبشہ میں نجاشی سلطنت کی تاریخ	31	نجاشی ایک بوریہ نشین درویش کے روپ میں	32
قریشی وفد کی حبشی حکام اور پادریوں سے سازباز	34	نجاشی کی انصاف پسندی	35
دربارشاہی میں جعفر کی بیباکانہ تقریر	35	نجاشی کے سامنے آیات قرآنی کی تلاوت	37
قریشی وفد سے سوال جواب	37	وفد کو نجاشی کا دوٹوک جواب	38
قریشی وفد میں پھوٹ	38	عمارہ کی بے حیائی اور پھوٹ کا سبب	38
عمارہ سے ابن عاص کا بھیانک انتقام	39	نجاشی کا غضب اور عمارہ کا انجام	40
ثعلبہ بن حاطب کا زکوٰۃ دینے سے انکار اور اسکا عبرتناک انجام	41	مرتد کی لاش سامان عبرت	45

Marfat.com

بائیں ہاتھ سے کھانے کی سزا	45	جھوٹ کا انجام	46
عیینہ بن بدر کی عجیب وغریب کہانی	46	خارجیوں کے متعلق نبی کی پیشین گوئی	47
حضرت علیؓ کی خوارج سے جنگ اور سردار خوارج حرقوص کا قتل	49	انصار و مہاجرین کی فرمان برداری اور تین شریروں کی نافرمانی	50
اقرع، عیینہ اور عباس کے اعلانات	51	بنی سلیم کی طرف سے عباس کی تردید	51
قیدی باندیوں سے ہمبستری کی شرائط	51	عیینہ کے حصہ کی بڑھیا اور لالچ	52
بڑھیا کا سنِ وصال	52	عیینہ کی نافرمانی اور آنحضرت ﷺ کی بددعا	53
عیینہ کو لالچ کی سزا	53	قومیت کی خاطر لڑنے والے کا عبرتناک انجام	54
غزوہ تبوک کے موقع پر منافقین کی حالت اور عبرتناک انجام	57	علیؓ کی گھر پر تعیناتی	57
منافقین گومگو میں	58	مدینہ سے کوچ اور منافقین کی ہمراہی	58
ابن ابی کے واپسی کے حیلے	58	رومیوں کا خوف دلا کر ہراس انگیزی کی کوشش	59
یہودی کے گھر منافقوں کا اجتماع	59	نبی ﷺ کو اطلاع اور بازپرس	59
منافقین کے حیلے بہانے	60	جد ابن قیس کی حیلہ سازیاں	60
جد کا بیٹے پر غیظ وغضب	61	منافقوں کے عطیات نامقبول	61
منافقین کی طرف سے گرمی کا بہانہ	62	کچھ دیہاتیوں کا عذر	62
منافقین کی بلاعذر پہلوتہی	63	علیؓ کے چھوڑنے پر منافقین کی افواہیں	63
علیؓ کو قریشی پھبتیوں کا ڈر	64	گریز کرنے والوں سے بے نیازی	65
ابوخثیمہ کا گریز	65	سامانِ راحت پر نبی ﷺ کے لئے تڑپ اور جہاد کیلئے روانگی	66
نبی ﷺ کے حضور میں ابوخثیمہ کی حاضری	66	علاقہ ثمود میں آندھی کی پیشین گوئی	67
حکم کی خلاف ورزی کا انجام	67	لشکر میں پانی کی نایابی اور تشنہ لبی	68
آنحضرت ﷺ کی دعا سے سیرابی	68	معجزہ اور ایک منافق کی ہٹ دھری	69
آنحضرت ﷺ کی اونٹنی کی گمشدگی	70	منافقین کی زبان زوری اور اونٹنی کی بازیافت	70
ہمراہیٔ منافقین کی خوفناک سازش	71	سازشیوں کے لئے بددعا	75
مسجد ضرار	77	مسجد ضرار مسجد قبا کے مقابلے پر	78
مسجد ضرار پھوٹ کا شاخسانہ	79	مسجد ضرار کا مصرف	79

Marfat.com

مسجد ضرار ابو عامر کی سازش	79	مسجد میں آنحضرت ﷺ کو دعوت	79
آنحضرت ﷺ کا عذر اور وعدہ	80	مسجد ضرار کو مسمار کرنے کا حکم	80
اس زمین کی نحوست	80	اس زمین پر کوڑی ڈالنے کا حکم	81
والدین کی نافرمانی کا عبرتناک انجام	82	ماں باپ کا ادب واحترام اور خدمت	82
جیسی کرنی ویسی بھرنی......والدین کی گستاخی پر عبرتناک انجام	84	بیٹے کی ماں باپ سے ہاتھا پائی...... ایک عبرتناک انجام	89
جس سے والدین ناراض اس سے اللہ تعالیٰ ناراض	92	والدین کی نافرمانی کرنیوالوں کیلئے سخت عذاب	93
ماں کو اذیت پہنچانے والے کا عبرتناک انجام	96	اولاد کی دینی تربیت نہ کرنیوالوں کا عبرتناک انجام	97
پاکستان میں بھی بوڑھے والدین کا مقام اولڈ ہاؤسز......؟	97	بیٹے نے آنکھیں پھیر لیں...... دنیا اندھیر ہے	101
کیا دولت سے سب کچھ خریدا جاسکتا ہے!	102	وہ بھلا میری چند سانسوں کا بوجھ کیسے اٹھائیں گے؟	102
اشرف شاہ کی دردناک کہانی	104	ایک دردناک کہانی کے تین مناظر	107
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے	110	ایک میجر (ر) کی دردناک داستان	111
مسز بخاری کی افسوسناک کہانی	111	ایک خاتون، جس کی میت وصول کرنے سے انکار کردیا گیا	114
پاک آرمی کے ایک (ر) میجر کی کہانی	114	قائداعظم کا ڈرائیور بھی اولڈ ہاؤس میں مرا	115
اولڈ ہاؤسز میں والدین کو داخل کروانے کی شرح بڑھ گئی:	116	اولاد کی دینی تربیت کیجئے ورنہ......!	116
تربیتِ اولاد کی اہمیت وافادیت	117	روزِ محشر ایک بچے کی فریاد	118
تجھ سے پہلے جو یہاں تخت نشین تھا	122	والدین کی بددعا سے بری موت کے مشاہدات	123
حقوق فرائض کو اہمیت نہ دینے والوں کا عبرتناک انجام	126	بیوی کے حقوق اور اس کی حیثیت	126
حقوق العباد سے غفلت	126	غیبت حقوق العباد میں داخل ہے	127
''احسان'' ہر وقت مطلوب ہے	127	وہ خاتون جہنم میں جائے گی	128
وہ خاتون جنت میں جائے گی	129	مفلس کون؟	129
حقوق العباد میں چوتھائی دین ہے	130	اسلام سے پہلے عورت کی حالت	130

خواتین کے ساتھ حسن سلوک	131	قرآن کریم صرف اصول بیان کرتا ہے	132
گھریلو زندگی، پورے تمدن کی بنیاد ہے	132	عورت کی پیدائش ٹیڑھی پسلی سے ہونے کا مطلب	133
یہ عورت کی مذمت کی بات نہیں ہے	134	عورت کا ٹیڑھا پن ایک فطری تقاضا ہے	134
''غفلت'' عورت کے لئے حسن ہے	134	زبردستی سیدھا کرنے کی کوشش نہ کرو	135
سارے جھگڑوں کی جڑ	135	اس کی کوئی عادت پسندیدہ بھی ہوگی	136
ہر چیز خیر وشر سے مخلوط ہے	137	انگریزی کی ایک کہاوت	137
اچھائی تلاش کروگے تو مل جائے گی	137	کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں	138
عورت کے اچھے وصف کی طرف نگاہ کرو	138	ایک بزرگ کا سبق آموز واقعہ	138
حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ اور نازک مزاجی	139	ہمارے معاشرے کی خواتین دنیا کی حوریں ہیں	139
بیوی کو مارنا بد اخلاقی ہے	140	بیوی کی اصلاح کے تین درجات	140
بیوی کو مارنے کی حد	141	بیویوں کے ساتھ آپ ﷺ کا سلوک	142
حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی کرامت	142	طریقت بجز خدمت خلق نیست	143
صرف دعویٰ کافی نہیں	144	خطبہ حجۃ الوداع	144
میاں بیوی کے تعلقات کی اہمیت	145	ایک نادان لڑکی سے سبق لو	146
عورت نے تمہارے لئے کتنی قربانیاں دی ہیں	147	اس کے علاوہ تمہارا ان پر کوئی مطالبہ نہیں	147
ساس سسر کی خدمت واجب نہیں	148	ساس سسر کی خدمت اس کی سعادت مندی ہے	149
بہو کی خدمت کی قدر کریں	149	ایک عجیب واقعہ	149
ایسا شخص کھانے کی تعریف نہیں کرے گا	150	شوہر اپنے ماں باپ کی خدمت خود کرے	150
عورت کو اجازت کے بغیر باہر جانا جائز نہیں	151	دونوں مل کر زندگی کی گاڑی کو چلائیں	152
اگر بے حیائی کا ارتکاب کریں تو؟	152	بیوی کو جیب خرچ الگ دیا جائے	153
خرچہ میں فراخدلی سے کام لینا چاہئے	153	رہائش جائز، آسائش جائز	154
آرائش بھی جائز	154	نمائش جائز نہیں	154
فضول خرچی کی حد	155	یہ اسراف میں داخل نہیں	155
ہر شخص کی کشادگی الگ الگ ہے	156	اس محل میں خدا کو تلاش کرنے والا احمق ہے	156
غلبہ حال کی کیفیت قابل تقلید نہیں	157	آمدنی کے مطابق کشادگی ہونی چاہئے	158
بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے؟	158	اس کا بستر چھوڑ دو	159
چار ماہ سے زیادہ سفر میں بیوی کی اجازت	159	بہتر لوگ کون ہیں؟	160

''حسن اخلاق'' دل کی کیفیت کا نام ہے	161	اخلاق پیدا کرنے کا طریقہ	162
اللہ کی بندیوں کو نہ مارو	162	صحابہ کرام ہی اس لائق تھے	163
یہ عورتیں شیر ہو گئیں ہیں	163	یہ اچھے لوگ نہیں ہیں	164
دنیا کی بہترین چیز ''نیک عورت''	165	بری عورت سے پناہ مانگو	166
شوہر کے حقوق اور اس کی حیثیت	167	آج ہر شخص اپنا حق مانگ رہا ہے	167
ہر شخص اپنے فرائض ادا کرے	168	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا انداز	169
زندگی استوار کرنے کا طریقہ	170	ابلیس کا دربار	171
مرد عورت پر حاکم ہے	172	آج کی دنیا کا پروپیگنڈہ	172
سفر کے دوران ایک کو امیر بنالو	173	اسلام میں امیر کا تصور	174
امیر ہو تو ایسا	175	میاں بیوی میں دوستی کا تعلق ہے	176
ایسا رعب مطلوب نہیں	177	حضور کی سنت دیکھئے	177
بیوی کے ناز کو برداشت کیا جائے	178	بیوی کی دلجوئی سنت ہے	179
بیوی کے ساتھ ہنسی مذاق سنت ہے	180	زندگی قانون کے خشک تعلق سے نہیں گزر سکتی	183
بیوی کے دل میں شوہر کے پیسے کا درد ہو	183	ایسی عورت پر فرشتوں کی لعنت	184
شوہر کی اجازت سے نفلی روزہ رکھے	185	شوہر کی اطاعت نفلی عبادت پر مقدم ہے	186
گھر کے کام کاج پر اجر و ثواب	186	جنسی خواہش کی تکمیل پر اجر و ثواب	186
اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں	187	قضا روزوں میں شوہر کی رعایت	187
بیوی کسی غیر کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے	188	حضرت اُم حبیبہ کا اسلام لانا	189
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح	190	متعدد نکاح کی وجہ	191
غیر مسلم کی زبان سے تعریف	191	آپ اس بستر کے لائق نہیں ہیں	192
بیوی فوراً آجائے	193	نکاح جنسی تسکین کا حلال راستہ	193
نکاح کرنا آسان ہے	194	برکت والا نکاح	194
حضرت ابو عبد الرحمن بن عوف کا نکاح	195	آج نکاح کو مشکل بنا دیا گیا ہے	196
جہیز موجودہ معاشرے کی ایک لعنت	197	عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے	197
یہ دو دلوں کا تعلق ہے	198	سب سے زیادہ قابل محبت ہستی	199
جدید تہذیب کی ہر چیز الٹی	199	عورت کی ذمہ داری	200
وہ عورت سیدھی جنت میں جائیگی	201	وہ تمہارے پاس چند دن کا مہمان ہے	201

مردوں کے لئے شدید ترین آزمائش	202	عورت کس طرح آزمائش ہے؟	202
ہر شخص نگہبان ہے	204	''امیر'' رعایا کا نگہبان ہے	204
''خلافت'' ذمہ داری کا ایک بوجھ	204	مرد، بیوی بچوں کا نگہبان ہے	206
''عورت'' شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے	206	خواتین حضرت فاطمہ کی سنت اختیار کریں	207
خواتین کے لئے نسخہ کیمیا ''تسبیح فاطمی''	208	اولاد کی تربیت ماں کے ذمہ ہے	208
رسول اللہ ﷺ کی چند ضروری نصائح	209	اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ	211
ناحق قتل اور قطع رحمی کرنے والوں کا عبرتناک انجام	214	ناحق قتل کرنا سب سے بڑا گناہ ہے	215
ناحق قتل کا عبرتناک انجام	217	مقتول نے قاتلوں کو مار دیا	221
بہن کا خیال نہ رکھنے والے کو سخت عذاب	224	گناہوں کی لذت ایک دھوکہ	227
جنت اور جہنم پردے میں	227	جہنم کے انگارے خریدنے والا	228
جنت کی طرف جانے والا راستہ	228	ہر خواہش کو پورا کرنے کی فکر	229
انسان کا نفس لذتوں کا خوگر ہے	229	خواہشات نفسانی میں سکون نہیں	230
لطف اور لذت کی کوئی حد نہیں	230	امریکہ میں ''زنا بالجبر'' کی کثرت کیوں؟	231
یہ پیاس بجھنے والی نہیں	232	گناہوں کی لذت کی مثال	232
تھوڑی سی مشقت برداشت کرلو۔	233	یہ نفس کمزور پر شیر ہے	233
نفس دودھ پیتے بچے کی طرح ہے	234	اس کو گناہوں کی چاٹ لگی ہوئی ہے	234
سکون اللہ کے ذکر میں ہے	235	اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہوسکتا	236
اب تو اس دل کو تیرے قابل بنانا ہے مجھے	237	ماں یہ تکلیف کیوں برداشت کرتی ہے؟	238
محبت تکلیف کو ختم کر دیتی ہے	238	مولیٰ کی محبت لیلیٰ سے کم نہ ہو	239
عبادت کی لذت سے آشنا کردو	240	حضرت سفیان ثوریؒ کا فرمان	240
مجھے تو دن رات بے خودی چاہئے	241	نفس کو کچلنے میں مزہ آئے گا	242
ایمان کی حلاوت حاصل کرلو	242	دل تو ہے ٹوٹنے کے لئے	243
کون سے عمل دوزخ کی طرف لے جائیں گے	244	جہنم میں لے جانے والے اعمال	245
ترک عبادات	246	حرام مال کمانا	248
اعضاء کا غلط استعمال	250	فلمیں اور ڈرامے	251
حقوق العباد کا ضیاع	252	باطنی امراض	253

Marfat.com

اخلاقی خرابیاں	253	زنا کاروں کا عبرتناک انجام	255
زنا کاری کی چھ برائیاں	255	زانی کی گردن میں آگ کی زنجیر ہوگی	256
اجنبی عورت سے ہاتھ ملانے والا دردناک عذاب میں مبتلا	257	زنا کار کا عبرتناک انجام	261
بدکاری (زنا) کے روحانی نقصانات	262	پہلا نقصان: اللہ کی لعنت	262
دوسرا نقصان: سکون قلب کا چھن جانا	263	ہزاروں بار گناہ کرنے سے بھی سکون نہیں مل سکتا	264
لواطت اور بدکاری کرنے والوں کا عبرتناک انجام	274	ایک لواطت کرنے والے کا عبرتناک واقعہ	275
لواطت شیطان کو بہت زیادہ پسند ہے	275	لواطت کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت	276
ہم جنس پرستی کرنیوالی عورتوں کے لئے دردناک عذاب	276	قیامت کے دن لواطت کرنے والوں کی پیشانیوں پر آئسین من رحمتی لکھا ہوا ہوگا	277
لواطت اور جدید سائنس	278	ہم جنس پرستی اور ماہنامہ گرل فرینڈ کے بورڈ آف ڈاکٹرز کی رائے	279
ہم جنس پرستی کی اسلامی سزا	280	عورتوں کی ہم جنسی	281
لواطت کرنے والوں کی سزا، اسلام میں	281	مشت زنی کے نقصانات	282
پسند کی شادی	289	آرزوئے نعمت نہ رہے تو نعمت بھی نہیں رہتی	291
محبت کی شادیاں ناکام شادیاں	294	محبت کی شادی اور اسلام	297
ایک خبر کئی سبق	299	شادی بیاہ کی رسوم کا نتیجہ	301
ناچ گانے کی تباہ کاریاں	303	لومیرج کا انجام	304
ہندوانہ رواج	304	شرعی پردہ اور اس کے عوامل و مقاصد	307
پردہ غیر مسلم کی نظر میں	316	پردہ اور جدید ریسرچ	320
عورت کے اندر بے حجابی کا رجحان پیدا کیا گیا	321	کیا حجاب ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟	322
موجودہ دور میں پردے کی تصویر کشی	323	عورت...... اے عورت	325
کل کی بیٹی اور کل کی بہن	327	آج کی بیٹی، آج کی بہن	328
آزادیٔ نسواں کا مغربی تصور اور مسلمان عورت	335	مساوات مرد و زن اور اسلام	340
عورت کی طاقت	346	رسول اکرم کی نافرمان عورتوں کا عبرتناک انجام	350
پہلی عورت کے عذاب کا سبب "بے پردگی"	351	گھر کے اندر رہنے والے نامحرم مردوں سے پردہ کا طریقہ	352

دوسری عورت پر عذاب کا سبب ''زبان درازی''	354	زبان درازی سنگین گناہ ہے	354
بے حیائی کے سنگین نتائج	355	باپ اور بیٹی کے درمیان حیا کا پردہ	356
ٹی۔وی کا وبال	356	چوتھی عورت پر عذاب کا سبب ''استہزاء''	357
پانچویں خاتون پر عذاب کا سبب ''چغلی''	359	غیبت اور چغلی میں فرق	359
گھر کے افراد میں چغلی	360	چھٹی عورت پر عذاب کا سبب ''احسان جتلانا اور حسد کرنا''	361
موسیقی اور اس کے نقصانات	364	موسیقی بجانے اور سننے والے دونوں ملعون ہیں	369
نوحہ کرنے کا عذاب	371	نوحہ کرنے والی پر اللہ کی لعنت	371
قیامت کے دن نوحہ کرنے والی کے چہرہ پر آگ بھڑک رہی ہوگی	374	نوحہ کرنا کفر کے مترادف ہے	375
صبر کرنے والے عرش الٰہی کے قریب ہوں گے	376	فحاشی پھیلانے والوں کا عبرتناک انجام	382
پاکستان فحاشی کے دروازے پر	382	اسلامی جمہوریہ پاکستان شاہراہِ مغربیت وفحاشی پر	388
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے	390	نصیحت آموز خواب	391
عبرتناک واقعہ	391	الحاج بھائی عبدالوہاب صاحب کا ایک خواب	393
ٹی وی کے مہلک نتائج	394	ٹیلی ویژن بچوں پر تباہ کن اثرات مرتب کرتا ہے	395
ٹی وی سے کینسر	396	ٹی وی سے دیگر نقصانات	397
ٹی وی کے فضائی اثرات	397	لہوالحدیث کی تشریح......	399
کچے ذہنوں کی حفاظت	404	مجھے کس جرم میں قتل کیا گیا	410
پاکستان میں مغربی ثقافت وملحدانہ افکار کا نفوذ	412	مغرب کی اندھی تقلید.....خطرناک نتائج	419
روشن خیال اور اعتدال پسند معاشرہ	424	کراچی میں زبردستی حجاب اُتروا دیئے گئے	427
تہذیب یورپ	429	والدین اور یورپ	430
خونی بسنت کیعبرتناک نتائج	435	حرام کھانے کی نحوستیں	458
دولت کی ہوس کا عبرتناک انجام	469	رشوت لینے والوں کا عبرتناک انجام	471
سودخوروں کا عبرتناک انجام	479	شراب پینے پلانے والوں کا انجام	491
زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا عبرتناک انجام	502	عذاب قبر ایک حقیقت ہے	516
آیئے! گناہوں سے توبہ کیجئے!	525	کتابیات	527

Marfat.com

حرفِ آغاز

اللہ تعالیٰ سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر چالیس میں ارشاد فرماتے ہیں:

''اے محمد ﷺ! تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں۔''

اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی اطاعت کے بارے میں بے حد اہم نقطہ بیان کیا گیا ہے، بہت سے لوگ اطاعت کے مفہوم سے آگاہ ہیں لیکن رسول ﷺ کی اطاعت، تابعداری کی دیگر اقسام سے بالکل مختلف نوعیت کی ہے، جیسا کہ اوپر کی آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا، اہلِ ایمان کو آپ کی اطاعت دل کی گہرائیوں سے ذرا بھی شبہ اور کسی بھی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس کئے بغیر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اگر کوئی شخص آپ کی ارشاد کے صحیح ہونے پر ذرا سا بھی شک محسوس کرے یا اپنے نظریات کو آپؐ کے نظریات کے مقابلے میں صحیح تر گردانتا ہو تو اس آیت کے مطابق وہ صحیح مومن قرار نہیں پاتا۔

صحیح عقیدہ اور صحیح نظریہ رکھنے والے اہلِ ایمان جانتے ہیں کہ جو کچھ خدا کا رسول ارشاد فرماتا ہے ان کے لئے بہتر بات وہی ہے، خواہ آپس کے الفاظ ان کے ذاتی مفاد کے منافی ہوں تب بھی وہ انہیں بڑے اشتیاق اور بڑی عقیدت کے ساتھ قبول کرتے ہیں، یہی کردار سچے ایمان کی نشانی ہے جب اہلِ ایمان اس جذبۂ عقیدت واحترام کے ساتھ رسولِ

خدا کی اطاعت کرتے ہیں تو انہیں خدا کی جانب سے نجاتِ اخروی کی بشارت ملتی ہے قرآن کی یہ آیات اس خوشخبری کے سلسلے میں ہیں:

ومن یطع اللّٰہ والرسول فاُولٰئک مع الذین انعم اللّٰہُ علیھم من النبیّین وَالصِّدّیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاO

''جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیا اور صدیقین اور شہداء اور صالحین، کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں''

قل اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حمّلتم وان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الا البلاغ المبین. (سورۃ النور)

''کہو! اللہ کے مطیع بنو اور رسول کے تابع فرمان بن کر رہو، لیکن اگر تم منہ پھیرتے ہو تو خوب سمجھ لو کہ رسول پر جس فرض کا بار رکھا گیا ہے اس کا ذمہ دار وہ ہے، اور تم پر جس فرض کا بار رکھا گیا ہے اس کے ذمہ دار تم ہو، اس کی اطاعت کرو گے تو خود ہی ہدایت پاؤ گے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ صاف صاف حکم پہنچا دے''

ومن یطع اللّٰہ ورسولہٗ ویخش اللّٰہ ویتقہِ فاُولٰئک ھم الفائزونO

''جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمان برداری کریں اور اللہ سے ڈریں اور اس کی نافرمانی سے بچیں، کامیاب وہی ہیں''

جیسا کہ انہی آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ راہِ ہدایت پر وہی ہوں گے جو رسول ﷺ کی دل و جان سے اطاعت کریں گے، تاریخ کے تمام ادوار میں لوگوں کی آزمائش انبیا کی اطاعت کرنے کے حوالے سے ہی کی جاتی ہے، خدا نے اپنے پیغمبروں کا امتحان ہمیشہ

انسانوں میں سے ہی کیا ہے، اس ضمن میں بعض تنگ نظر اور غیر دانشمندانہ افراد خود کو اس بات پر امادہ نہ کر سکے کہ اپنے میں سے کسی آدمی کی یا کسی ایسے آدمی جوان سے بڑھ کر دولت مند نہ ہو اس کی اطاعت کس طرح کی جائے، بہر حال خدا نے اپنے رسولوں کا انتخاب کیا، انہیں قوت و نصرت عطا فرمائی اور علم و بصیرت کا خزانہ دیا مختصر یہ کہ معترضین جس چیز کو سمجھنے سے قاصر رہے تھے کہ خدا جس کو بھی چاہتا ہے اسے منتخب کرتا ہے، ایک مخلص مومن خلوصِ دل کے ساتھ خدا کے منتخب کردہ رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اس کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ جتنی بھی رسول کی اطاعت کرے گا، یہ دراصل خدا کی اطاعت اور بندگی ہوگی، جو لوگ خدا کے سامنے اپنا سر جھکاتے اور دین کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں وہ اس کے رسول کی بھی اطاعت کرتے ہیں، خدا اپنے ان اطاعتگذار بندوں کی کیفیت کو یوں بیان فرماتا ہے:

بلیٰ من اسلم وجههٗ لله وهو محسن فلهٗ اجرهٗ عند ربهٖ ص ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون O (سورہ البقرہ)

"حق یہ ہے کہ جو بھی اپنی ہستی کو اللہ کی اطاعت میں سونپ دے اور عملاً نیک روش پر چلے اس کے لئے اس کے رب کے پاس اس کا اجر ہے اور ایسے لوگوں کے لئے کسی خوف یا رنج کا کوئی موقع نہیں"

جو لوگ اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز سے اونچا رکھتے ہیں ان کے سارے اعمال ضائع ہیں

اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ اپنے قرآن پاک میں یوں فرماتا ہے:

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنی آواز نبیؐ کے آواز سے بلند نہ کرو نہ نبیؐ کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ رسولِ خدا کے حضور بات کرتے ہوئے اپنی آواز پست

Marfat.com

رکھتے ہیں وہ درحقیقت وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے جانچ لیا ہے، ان کے لئے مغفرت ہے اور اجر عظیم۔" (الحجرات)

خدا کے پیغمبر اہل ایمان کو ہمیشہ صحیح اور خوبصورت ترین راستے کی طرف بلاتے ہیں، اس میں ایسے اوقات بھی آتے ہیں جن میں پیغمبروں کی دعوت، گردو پیش کے لوگوں کے مفادات سے متصادم ہو جاتی ہے تاہم پیغمبر پر ایمان لانے والے اور ان کی اطاعت کا دم بھرنے والے افراد اپنی من مانی کرنے کے بجائے، خدا اس کے رسولؐ اور قرآن کے احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

دوسری جانب کمزور ایمان والے لوگ یا وہ لوگ جو اپنی خواہشات نفس کو قابو نہیں رکھ سکتے نافرمانی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ یا بوجہ کمزوریٔ ایمان پیغمبر کی دعوت پر لبیک کہنے سے قاصر رہتے ہیں۔ جیسا کہ متذکرہ بالا آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ ان کی آوازیں ایمان کا اظہار کر دیتے ہیں۔

اس امر کا امکان بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنی جماعت کی وجہ سے پیغمبر کے ارشادات کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جائیں اور اونچی آواز میں بولنے لگیں۔ خدا انہیں خبردار کرتا ہے ایسا کرنے والوں کے اعمال اکارت ہو جائیں گے۔ ان لوگوں پر یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کی تمام مساعی جو وہ تبلیغِ دین کے لئے صبح و شام بروئے کار لاتے ہیں ان نافرمانیٔ پیغمبر کی بنا پر ضائع ہو جائیں گے۔ یہ بہت اہم حقیقت ہے جس کا متعدد آیات میں اظہار کیا گیا ہے۔ خدا نے مسلمانوں کو نیک اعمال کرنے، اسلام کے اجتماعی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے، قرآن میں بتائے ہوئے اخلاقی ضابطوں کی سختی سے پیروی کرنے، فیاضی کرنے، استقامت کا مظاہرہ کرنے، رواداری اور صبر و برداشت کا رویہ اختیار کرنے، حق و صداقت کا علم بلند رکھنے اور مذہب کے وفادار رہنے کی تلقین کی ہے۔ بلاشبہ یہ سب اعمال عبادت ہی کی مختلف اشکال ہیں جو اگلے جہان میں بہت کام آئیں گے۔

تاہم جیسا کہ سورۃ الحجرات میں دیکھ چکے ہیں۔ پیغمبر خدا کے بارے میں ذرا سا بھی منافیٔ ادب رویہ کسی بھی شخص کے تمام اعمال صالح کے ضائع ہو جانے کا سبب بن سکتا

ہے۔ بلاشبہ ان آیات نے ہمیں ایک بار پھر یہ یاد دلایا ہے کہ پیغمبر خدا کی اطاعت کرنا اور ان کا احترام کرنا کتنا اہم معاملہ ہے۔

قرآن مجید میں طالوت اور ان کی فوج کا جو واقعہ بیان کیا گیا ہے، ہمیں وہ بھی خدا کے رسول کی اطاعت کی اہمیت سے آگاہ کرتا ہے۔ قرآن بتاتا ہے کہ جب طالوت اپنی فوج لے کر دشمن کی طرف روانہ ہوئے انہوں نے اپنے آدمیوں کو راستے میں آنے والے دریا میں سے پانی پینے سے منع فرمادیا۔ آگے اس کی تفصیل اس آیت میں رجوع فرمائیں:

"پھر جب طالوت لشکر لے کر چلا تو اس نے کہا، ایک دریا پر اللہ کی طرف سے تمہاری آزمائش ہونے والی ہے جو اس کا پانی پئے گا وہ میرا ساتھی نہیں۔ میرا ساتھی وہ ہے جو اس سے پیاس نہ بجھائے۔ ہاں ایک آدھ چلو کوئی پی لے۔ مگر ایک گروہ قلیل کے سوا سب اس دریا سے سیراب ہوئے۔ پھر جب طالوت اور اس کے ساتھی مسلمان دریا پار کر کے آگے بڑھے تو انہوں نے طالوت سے کہہ دیا کہ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکروں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں لیکن جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ انہیں ایک دن اللہ سے ملنا ہے، انہوں نے کہا "بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے اذن سے بڑے گروہ پر غالب آ گیا ہے، اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" (البقرہ:۲۴۹)

جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے، جو لوگ طالوت کی نافرمانی کے مرتکب ہوئے، کمزور پڑ گئے اور جنہوں نے فرمانبرداری کی، خدا نے انہیں طاقت عطا فرمادی اور وہ تائید ایزدی سے تعداد میں کم ہونے کے باوجود دشمن پر غالب آ گئے۔

خدا نے اس آیت کے ذریعہ مسلمانوں کو ایک بار پھر اس راز سے آگاہ کر دیا ہے کہ قوت، فتح یابی اور برتری کا انحصار مال و دولت، حیثیت و مرتبے اور عددی اکثریت و برتری وغیرہ پر نہیں ہے۔ جو کوئی بھی حدود اللہ کا احترام کرتا ہے اس کے احکامات کی پابندی

Marfat.com

اور نبی کی اطاعت کرتا ہے تو خدا اسے دوسروں پر غالب کر دیتا ہے۔

اسے عقل و دانش، صحت و تندرستی، خوبصورتی اور مال و دولت بھی عطا کرتا ہے اور رسولوں کے دوش بدوش خدا کی راہ میں جدوجہد کرنے پر آخرت میں بھی ہمیشہ کے لئے جنت میں رہے گا اور جو کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے، دنیا اور آخرت میں ذلت کے سوا کچھ بھی اُس کے ہاتھ نہیں آئے گا۔

افسوس کہ آج ہم میں رسول ﷺ کی نافرمانی بہت زیادہ ہو گئی ہے، اس لئے پوری امتِ مسلمہ آج دکھوں، پریشانیوں اور مصیبتوں کا شکار ہے، اور یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ بھی ہے...... کیا آج ہم رسول ﷺ کے ارشادات طیبات اور احکامات کو اپنی زندگی میں لاگو کریں گے۔ یہ کتاب اسی احساس کے پیش نظر مرتب کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

محمد عبداللہ مدنی

۲۹ ربیع الاوّل ۱۴۲۸ھ

Marfat.com

کا نام ''جب الحزن'' اس میں بچھو ہیں اور ہر بچھو سیاہ خچر کے برابر ہے، ہر بچھو کے ستر ڈنگ ہیں اور ہر ڈنگ زہر آلود ہے، یہ بچھو بے نمازی کو ڈنگ ماریں گے اور اپنے زہر کو اس کے جسم میں پھیلا دیں گے اور وہ ہزار سال تک زہر کی حرارت اور شدت محسوس کرتا رہے گا پھر وہ اپنے زہر کو اس کے گوشت اور ہڈیوں میں پھیلا دیں گے اور اس کی شرمگاہ سے پیپ بہنا شروع ہو گی جس پر اہل دوزخ بھی اس پر لعنت بھیجیں گے۔

اے رحیم و کریم! ہمیں جہنم کی عذاب سے محفوظ رکھیو، اے کمزور و گنہگار انسان! جب تک توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے ہمیشہ توبہ کرتا رہ، چند اشعار کا مفہوم ہے کہ:

''رات کے اندھیرے میں کھڑا ہو اور آہستہ سے رات کی تاریکی میں اس ذات کی طرف چل جو تجھے دیکھ رہا ہے اور اس کی قربت حاصل کر اور کہا ہے سب سے بڑھ کر معاف کرنے والے تجھ سے نا اُمیدی نہیں، تو ہی میرا محسن اور جائے اُمید ہے، اے پروردگار! میری توبہ کو اپنے فضل سے قبول فرما، تو ہمیشہ اور بے شمار گناہوں کو مٹانے پر بھی قادر ہے، اے خدا! اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور میرا لحاظ نہ رکھا تو میں کس کے سامنے اپنی حالت زار کی شکایت کروں گا اور کس سے وسیلہ چاہوں گا؟ یہ حقیقت ہے کہ جو گنہگار اس کے دروازے پر ذلیل ہو کر آتا ہے اور مصیبت کی وجہ سے اپنے کمزور و ناتواں جسم پر روتا ہے کہ شاید میرا مولا اور احسان کرنے والا سخاوت کا اظہار کرے تو اس وقت رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے اور اپنے فضل سے اس کی توبہ قبول کرتے ہوئے اس کو ذلیل سے مقبول بنا دیتی ہے۔''

مذہب سے اچھا مذہب کوئی نہیں ہے۔ میں اس مذہب کے قریب آ گیا تھا مگر پھر میں نے محمد ﷺ کا دین اختیار کرلیا، مگراب میں محمد ﷺ کے دین سے نکل کر عیسائی مذہب میں داخل ہو گیا ہوں۔''

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے یہ سن کر کہا:

''خدا کی قسم اس میں تمہارے لئے کوئی خیر نہیں ہے۔''

اس کے بعد میں نے اس سے اپنا خواب بیان کیا، مگراس پر کوئی اثر نہیں ہوااور وہ ہر وقت شراب کے نشے میں مدہوش رہنے لگا، یہاں تک کہ اسی حال میں وہ مر گیا۔اس کے مرنے کے بعد میں نے پھر خواب دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیااور کہنے لگا۔

''اے ام المومنین!''

یہ سن کر میں گھبراسی گئی اور میں نے اس خواب کی یہ تعبیر لی کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے نکاح فرمائیں گے چنانچہ اس کے بعد ایسا ہی ہوا۔

حضرت ابو موسیٰ اور کچھ دوسرے لوگوں کی یمن سے ہجرت

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ انہیں آنحضرت ﷺ کی ہجرت کا حال معلوم ہوا تو اس وقت وہ یمن میں تھے چنانچہ اس خبر پر وہ تقریباً پچاس آدمیوں کے ساتھ ہجرت کر کے آنحضرت ﷺ کے پاس آنے کے لئے ایک جہاز میں روانہ ہوئے مگر ہواؤں کے رخ کی وجہ سے جہاز حبشہ میں جا پہنچا اور اس طرح یہ لوگ بھی نجاشی بادشاہ کے پاس پہنچ گئے وہاں پہنچ کر انہوں نے حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کو بھی موجود پایا۔ حضرت جعفرؓ نے ان لوگوں کو بھی وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا۔

اس کے بعد یہ سب حبشہ میں ہی رہتے رہے یہاں تک کہ خیبر کی فتح کے وقت حضرت جعفر سمیت یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔

نجاشی کے پاس قریشی وفد

غرض حبشہ میں مسلمانوں کو بہترین پناہ گاہ اور بہترین پڑوسی ملے۔ جب مسلمان

کے رسول ہیں اور وہی پیغمبر ہیں جن کے متعلق عیسیٰؑ کو انجیل میں خوش خبری دی گئی ہے۔''

روح اللہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ روح القدس یعنی جبرئیلؑ کے پھونک مارنے سے مریم علیہا السلام کے پیٹ میں آئے، اسی کلمۃ اللہ کے معنی یہ ہیں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہو جا اور وہ ہو گئے یعنی اس قول کے ساتھ ہی ہو گئے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ نجاشی بادشاہ نے اپنے راہبوں وغیرہ سے یہ کہا تھا۔

''میں تمہیں اس خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے عیسیٰؑ پر انجیل اتاری کہ کیا تم کتابوں میں عیسیٰؑ اور قیامت کے درمیان کوئی نبی اور رسول پاتے ہو۔ یعنی جس کی صفات ایسی ہوں جیسی انہوں نے بیان کی ہیں؟''

راہبوں نے کہا:

''بے شک ایسے نبی کا ذکر ہم پاتے ہیں اور ہمیں عیسیٰؑ نے اس نبی کی خوشی خبری دی ہے اور فرمایا ہے کہ جو اس نبی پر ایمان لایا وہ مجھ پر ایمان لایا اور جس نے ان کے ساتھ کفر کیا اس نے میرے ساتھ کفر کیا۔''

یہ سنتے ہی نجاشی نے کہا:

''خدا کی قسم اگر حکومت کی یہ ذمہ داری مجھ پر نہ ہوتی تو میں ان کے یعنی آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوتا اور میں ہی وہ ہوتا جو ان کے جوتے اٹھایا کرتا اور ان کے ہاتھ دھلایا کرتا۔''

مسلمانوں کو حبشہ میں سکونت کی اجازت اور وظائف کا حکم

پھر نجاشی نے مسلمانوں سے کہا ''میری سلطنت میں جہاں دل چاہے امن و سکون کے ساتھ رہو۔'' اس کے بعد اس نے مسلمانوں کے روزینوں اور وظیفوں کے لئے حکم جاری کیا اور لوگوں سے کہا:

''ان لوگوں کو جس نے بھی بری نگاہ سے دیکھا وہ سمجھ لے کر گویا اس نے میری خلاف ورزی کی ہے۔''

میں جس کا نام بدر ہے رسول اللہ ﷺ اور ان کے دشمنوں کا مقابلہ ہوا وہ یہ وہی وادی ہے جس میں میں نے اپنے مالک کی بکریاں چرایا کرتا تھا میرا مالک بنی ضمر کا ایک شخص تھا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کے اس مقابلے میں اپنے دشمنوں کو شکست دی اور اپنے دین کو فتح نصیب فرمائی ہے۔

آگے ایک روایت آئے گی جس میں ہے کہ جب نجاشی کے سامنے سورہ مریم کی تلاوت کی گئی تو وہ اتنا رویا تھا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی تھی۔ اس روایت کے سلسلے میں علامہ سہیل کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے نجاشی عرب کے علاقے میں کافی مدت تک رہا ہے یہاں تک کہ اسے عربی زبان اتنی آگئی تھی کہ وہ سورہ مریم پڑھے جانے پر اس کو سمجھتا بھی رہا۔

حضرت جعفر حبشہ کی ہجرت کے سلسلے میں خود بیان کرتے ہیں کہ جب ہم سرزمین حبشہ میں پہنچے تو وہاں ہمیں بہترین لوگ ملے اپنے دین کے بارے میں ہمیں امنو سکون ملا اور ہم اطمینان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگے نہ وہاں ہمیں کوئی ایذا دینے والا تھا اور نہ کوئی خوشگوار بات کہنے والا تھا۔

جب یہ بات قریش کو معلوم ہوئی تو انہوں نے سازش کی کہ ہمارے پیچھے اپنے دو ذہین آدمی بھیجیں اور ان کے ہاتھ مکے کہ مشہور چیزوں میں سے کچھ ہدیئے بھیجیں (اور بادشاہ کو خوش کر کے مسلمانوں کو وہاں سے نکلوادیں) جو تحفے وہ لائے تھے ان میں سب سے عمدہ چیز مکے کا چمڑا تھا انہوں نے اتنا چمڑا بھیجا۔ حبشہ کے ہر پادری کو اس میں سے دیا جاسکے

یہ بات اس پچھلی روایت کی مخالف نہیں ہوتی جس میں گزرا ہے یہ تحفے گھوڑوں اور ریشمی جبوں پر مشتمل تھے کیونکہ شاید انہوں بادشاہ کو جو گھوڑے اور ریشمی جب دیئے ان کے ساتھ کچھ کھالیں بھی دیں اور باقی تمام کھالیں دوسرے حکام اور پادریوں میں تقسیم کردیں تا کہ ان کو اپنے حق میں ہموار کیا جاسکے پچھلی روایت میں صرف گھوڑوں اور ریشمی جبوں کا اس لئے ذکر کیا گیا کہ یہ تحفے بادشاہ کے لیے خاص تھے

کرتے ہوئے آپ ﷺ نے انہیں یہ خصوصی ہدایت بھی دی کہ ثعلبہ کے پاس بھی جانا۔

یہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر ثعلبہ کے پاس پہنچے تو ان سے صدقات کی ادائیگی کا مطالبہ کیا اور انہیں آنحضرت ﷺ کی تحریر پڑھوائی، ثعلبہ نے کہا۔

''اب تو آگے چلے جاؤ اور دوسروں سے فارغ ہو کر میرے پاس پھر آجانا۔''

وہ دونوں وہاں سے آگے بڑھ گئے، واپسی میں وہ پھر ثعلبہ کے پاس آئے تو وہ کہنے لگے۔

ذرا وہ تحریر مجھے پھر دکھلاؤ جو تمہارے پاس ہے میں اس پر ایک نظر ڈالوں گا۔''

وہ تحریر پڑھنے کے بعد ثعلبہ نے ان دونوں گماشتوں سے کہا۔

''یہ صدقہ تو جزیہ ہی کی سی ایک قسم ہے اب تو تم جاؤ تاکہ میں بھی اس کے متعلق رائے قائم کرلوں!''

یہ دونوں وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے اس سے پہلے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ بتلاتے۔

آپ ﷺ نے انہیں دیکھتے ہی پھر وہی کلمہ ارشاد فرمایا کہ۔ یاویح ثعلبہ، افسوس ثعلبہ، اس کے بعد ان گماشتوں نے آپ ﷺ کو ثعلبہ کی روداد سنائی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

ومنهم من عٰهد الله لئن اٰتٰنا من فضلهٖ لنصَّدَّقَنَّ ولنكونَنَّ من الصالحين O فلمّآ اٰتٰهم مِّن فَضلِهٖ بخلوا بِهٖ وتولوا وهم معرضونO

(توبہ: ۷۵، ۷٦)

''اور ان منافقین میں سے بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے بہت سامال عطا فرمادے تو ہم خوب خیرات کریں اور ہم اس کے ذریعہ سے خوب نیک نیک کام کیا کریں، سو جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے بہت سامال دیدیا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے کہ زکوٰۃ نہ دی اور اطاعت سے روگردانی

اس کے بعد پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے بھی وہی بات کہی جو پہلے نے کہی تھی، کہ اللہ سے ڈرو۔

آپ نے فرمایا: ”تجھ پر افسوس ہے، کیا زمین والوں میں سب سے زیادہ میں ہی اس کا حق دار اور اہل نہیں ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈروں!“ [1]

اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا:

”اس کو بلا کر لاؤ کیونکہ اسی شخص کے چیلے دین کی اتنی گہرائی میں جائیں گے کہ آخر کار خود دین سے ہی اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر انداز سے تیر نکل جاتا ہے!“

خارجیوں کے متعلق نبی کی پیشین گوئی

(یعنی جیسے تیر انداز تیر کو کمان میں لگا کر پوری قوت سے اپنی طرف کھینچتا ہے اور پھر چھوڑتا ہے تو وہ بڑی تیزی کے ساتھ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر جاتا ہے) ایک روایت کے مطابق جب ذوخویصرہ نے وہ جملہ کہا تو حضرت عمر فاروقؓ نے آنحضرت ﷺ سے یہ عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن مار دوں، آپ نے فرمایا:

”معاذ اللہ کہ لوگ یوں کہیں کہ میں اپنے صحابہ کو قتل کرتا ہوں، یہ شخص اور اس کے ساتھی (یعنی اس کی نسل کے لوگ کیونکہ یہی فرقہ خوارج کا بانی اور مورث اعلیٰ ہے) قرآن پڑھیں گے مگر اس طرح کہ اس کے الفاظ ان کے گلوں سے نیچے نہیں ہوں گے ایک روایت میں یوں ہے کہ ان کے حلقوم کی رگوں سے نیچے نہیں ہوں گے، ان کے دل اس کو نہیں سمجھتے ہوں گے، ان کے لئے قرآن میں کوئی حصہ یا لطف نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ ان کے منہ اس کی تلاوت کرتے ہوں گے، یہ لوگ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور صنم پرستوں یعنی

[1] غالباً یہ واقعہ غزوۂ حنین کے مال غنیمت کے علاوہ کسی اور مال غنیمت کی تقسیم کے موقعہ کا ہے، جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جس نے وہ بات کہی جو بیان ہوئی، اس کے متعلق یہ بھی احتمال ہے کہ وہ حنین کے موقعہ پر ان ہی دونوں میں سے کوئی ایک رہا ہو اور یا اس کے ساتھیوں میں سے کوئی رہا ہو۔

اقرع، عیینہ اور عباس کے اعلانات

اس وقت عیینہ ابن حصن فزاری نے بھی یہی کہا کہ جہاں تک میرے اور بنی فزارہ کے حصہ کا تعلق ہے تو ہم اس کو دینے سے انکار کرتے ہیں، اس وقت عباس ابن مرداس کھڑا ہوا اور اس نے بھی اعلان کیا کہ جہاں تک میرے اور بنی سلیم کے حصے کا تعلق ہے تو ہم اس کو دینے سے انکار کرتے ہیں۔

بنی سلیم کی طرف سے عباس کی تردید

مگر عباس کی بات سنتے ہی بنی سلیم نے اس کی تردید کر دی اور کہا کہ جو کچھ ہمارا حصہ ہے وہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیا۔ عباس کو اپنی قوم کی یہ بات سخت ناگوار ہوئی اور اس نے کہا:

''تم نے میری سخت توہین کر دی ہے اور مجھے اس معاملہ میں تن تنہا کر دیا ہے۔!''

ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا۔

''یہ لوگ مسلمان کی حیثیت سے آئے ہیں میں نے ان کو اختیار دیا تھا (کہ چاہے قیدیوں یعنی بیوی بچوں کو لے لیں اور چاہے اپنا مال لے لیں) مگر اپنی اولاد اور عورتوں کے مقابلے میں انہوں نے دوسری چیزوں سے انکاری کر دیا ہے، اب تم میں سے جس کے پاس کوئی قیدی عورت ہو اور وہ خوشی سے اسے واپس کر سکتا ہے تو واپس کر دے لیکن جو بخشش کے طور پر انہیں واپس نہیں کرنا چاہتا تو وہ اپنے قیدی کو بطور قرض واپس کر دے اور اس کے بعد جو پہلا مال غنیمت حاصل ہو گا اس میں سے ہم اس کو ایک آدمی کے بدلے چھ اونٹ دیں گے!''

قیدی باندیوں سے ہمبستری کی شرائط

لوگوں نے عرض کیا ہم اس بات پر راضی ہیں اور سر تسلیم خم کرتے ہیں، چنانچہ اس کے بعد صحابہ نے بنی ہوازن کی عورتیں اور بیٹے واپس کر دیئے۔

ادھر جب رسول اللہ ﷺ نے قیدی عورتوں کو صحابہ میں تقسیم کیا تو ساتھ ہی آپ

نے اپنی تلوار کی نوک اپنے سینے پر رکھی اور پھر اپنا سارا بوجھ اس پر ڈال دیا جس سے تلوار اس کے سینے کے آر پار ہوگئی اور یہ ہلاک ہو گیا، کتاب نور میں ہے کہ یہی بات زیادہ صحیح ہے ممکن ہے کہ اس نے دونوں حرکتیں کی ہوں۔

واقعہ دیکھتے ہی ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس دوڑا ہوا گیا اور کہنے لگا۔

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔!''

آپ نے فرمایا۔ کیا ہوا؟

اس نے کہا: ''ابھی آپ نے جس شخص کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے اس نے ایسا ایسا کیا ہے یعنی خودکشی کر لی ہے۔!''

ایک حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے تین طرح کے آدمیوں کے بارے میں سوال کیا گیا، ایک وہ جو بہادری کی وجہ سے لڑتا ہے، دوسرا وہ جو حمیت و غیرت اور خودداری کی وجہ سے لڑتا ہے اور تیسرا وہ جو ریاکاری کی وجہ سے لڑتا ہے، یعنی ان تینوں قسموں کے لوگ اس لڑائی میں حصہ لیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہو رہی ہے، تو ان کے بارے میں کیا مسئلہ ہے آیا ان کی جنگ فی سبیل اللہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا:

''جو شخص اس نیت کے ساتھ لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ ہی سر بلند ہونا چاہئے، اسی کی جنگ فی سبیل اللہ ہوگی۔!''

اس طرح آپ نے اس شخص کے انجام کی تصدیق فرمادی۔

پھر آپ نے اسی شخص کے متعلق اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

''بعض دفعہ تم میں کوئی شخص ایسا عمل کرتا ہے جو لوگوں کی نظروں میں جنتیوں کا عمل ہوتا ہے مگر وہ شخص حقیقت میں جہنمی ہوتا ہے اور کبھی کوئی شخص ایسا عمل کرتا ہے جو لوگوں کے نزدیک جہنمیوں کا عمل ہوتا ہے لیکن وہ شخص جنتی ہوتا ہے۔!''

اس فرمان میں یہ اشارہ ہے کہ کبھی کبھی عمل کی حقیقت اس کی ظاہری شکل کے خلاف ہوتی ہے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حمایت ایک ایسے شخص سے بھی کرا دیتا ہے جو فاجر ہوتا ہے، امام سبکی نے اس فرمان کے واقعہ کی طرف اپنے قصیدہ

انہوں نے فوراً اپنے ہتھیار اٹھائے اور آنحضرت ﷺ کے پیچھے روانہ ہو گئے یہاں تک کہ آپ سے جا ملے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ جرف کے مقام پر فروکش تھے۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! منافقین یہ کہہ رہے ہیں کہ میں دراصل آپ کے لئے ایک بوجھ تھا مجھے چھوڑ کر آپ نے اپنا بوجھ ہلکا کرلیا ہے!''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ میں نے تمہیں صرف ان لوگوں کی وجہ سے چھوڑا ہے جنہیں میں مدینے میں چھوڑ آیا ہوں۔ !اس لئے واپس جاؤ اور میری عدم موجودگی میں میرے گھر والوں اور اپنے گھر والوں کی دیکھ بھال کرتے رہو۔ علی کیا تم اسی بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیئے تم اسی درجے میں رہو جس درجے میں موسیٰ کے لئے ہارون تھے سوائے اس کے میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے!

کیونکہ جب موسیٰ اپنے پروردگار کے وعدے پر جانے لگے تو وہ ہارونؑ کو (جوان کے بھائی تھے) اپنی قوم میں اپنا قائم مقام بنا کر گئے تھے۔ غرض آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد پر حضرت علی واپس مدینے آ گئے۔

علی رضی اللہ عنہ کو قریشی پھبتیوں کا ڈر

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے تو جعفر طیار کو اپنے گھر والوں کے پاس چھوڑنے کا ارادہ کیا مگر جعفر نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں آپ کو چھوڑ کر گھر میں نہیں بیٹھوں گا۔ آخر آنحضرت ﷺ نے مجھے گھر والوں کے پاس چھوڑنے اور جعفر کو ساتھ لے جانے کا فیصلہ فرمایا۔ اس پر میں عرض کیا۔

''یارسول اللہ! کیا آپ ایسے موقع پر مجھے چھوڑے جا رہے ہیں جبکہ قریش پہلے ہی بہت کچھ کہہ رہے ہیں۔ کہ وہ میرے متعلق یہ نہیں کہیں گے کہ میں نے کتنی جلدی اپنے چچا کے بیٹے یعنی آپ سے دامن بچالیا اور گھر بیٹھ رہا۔ دوسرے یہ کہ میں اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کا طالب اور اس کے لئے کوشاں ہوں کیونکہ میں نے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا ہے:

ذالک بانّھم لا یصیبھم ظمأٌ ولا نصبٌ وّلا مخمصةٌ فی سبیل اللّٰه ولا یطئون موطِئًا یغیظ الکفار ولا ینالون من عدوٍّ نّیلا اِلّا کتب لھم بہٖ عملٌ صالحٌ ط اِنّ اللّٰه لا یضیع اجر المحسنین O (توبہ: ۱۲۰)

''اور میرے ساتھ جانے کا ضروری ہونا اس سبب سے ہے کہ ان لوگوں کو راہ میں جو پیاس لگی اور ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے۔''

گریز کرنے والوں سے بے نیازی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچ کر جانے کے بعد جب کوئی شخص رہ جاتا اور آنحضرت ﷺ سے بتلایا جاتا کہ فلاں شخص نے جنگ سے گریز کیا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

''اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر اس میں کوئی بھی خیر ہوگی تو اللہ تعالیٰ جلد ہی تم سے لا ملائے گا اور اگر اس میں کوئی خیر نہیں ہے تو اس طرح حق تعالیٰ نے تمہیں اس کی طرف سے بے فکر کر دیا!''

ابوخثیمہ کا گریز

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے سے گریز کرنے والوں میں ابوخثیمہ بھی تھے۔ (چنانچہ یہ مدینے میں ہی رہ گئے تھے) ایک روز جبکہ رسول اللہ ﷺ کو کوچ کئے ہوئے کئی دن ہو چکے تھے اور شدید گرمی کا دن تھا یہ اپنی دونوں بیویوں کے پاس آئے ان کی بیویوں نے باغ کے اندر اپنے سائبانوں میں خوب اچھی طرح پانی چھڑک کر انہیں ٹھنڈا کر رکھا تھا اور دونوں اپنے اپنے سائبان میں کھانا تیار کر کے بیٹھی ہوئی تھی۔

تو) لوگوں نے پکار کر کہا: یارسول اللہ! خدا کی قسم یہ تو ابوخثیمہ ہی ہیں۔!

اسی وقت ابوخثیمہ نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچ کر آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا ابوخثیمہ تمہارے لیے یہ ہی زیادہ بہتر تھا۔

اس کے بعد ابوخثیمہ نے آنحضرت ﷺ کو اپنا پورا واقعہ بتایا تو آپ نے بہت خوب فرمایا اور ان کے لئے دعا خیر کی ابوخثیمہ سے آنحضرت ﷺ نے جو یہ جملہ ارشاد فرمایا تھا کہ۔ تمہارے لیے یہ زیادہ بہتر تھا۔ یہ کلمہ تہدید اور تنبیہ ہے۔

علاقہ ثمود میں آندھی کی پیشین گوئی

غرض رسول اللہ ﷺ نے شہر حجر کے کھنڈروں میں اس کنویں پر پہنچ کر پڑاوٴ ڈالا جہاں صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔ یہاں اتر کر آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو خبردار کیا کہ آج رات ان پر آندھی کا زبردست طوفان آئے گا۔ آپ نے فرمایا جس کے پاس بھی اونٹ ہیں وہ انہیں باندھ کر رکھے (ورنہ اس طوفان میں ان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے)

اس کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ نے ممانعت فرمائی کہ آج رات کوئی شخص تنہا پڑاوٴ سے باہر ہرگز نہ نکلے بلکہ کسی نہ کسی کو ساتھ رکھے۔ اتفاق سے ایک شخص اس رات اپنی کسی ضرورت سے پڑاوٴ کے باہر تنہا چلا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا دم گھٹ گیا۔ اسی طرح ایک دوسرا شخص اپنے اونٹ کی تلاش میں تنہا نکل گیا جس کا انجام یہ ہوا کہ شدید ہوا نے اس کو اڑا کر طے کے پہاڑوں میں لے جا پھینکا۔

حکم کی خلاف ورزی کا انجام

آنحضرت ﷺ کو جب ان حادثات کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا ''کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا کہ کوئی شخص تنہا کہیں نہ جائے بلکہ کسی کو ساتھ لے کر نکلے۔!

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اس شخص کے لئے دعا فرمائی جس کا دم گھٹ رہا تھا۔ آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا عطا فرمائی۔ پھر آپ نے اس شخص

کے لئے دعا کی جسے ہواؤں نے لے کے پہاڑوں میں لے جا پھینکا تھا۔ وہ شخص ایک عرصہ کے بعد بھٹکتا ہوا اس وقت مدینہ منورہ پہنچا جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس مدینے پہنچے۔

علامہ دمیاطی نے اپنی کتاب سیرت میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر میں نماز پڑھانے کے لئے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو قائم مقام بنایا کرتے تھے اور لشکر کی پہرہ داری اور طلایہ گردی کرنے والے دستہ پر حضرت عبادہ ابن بشر کو مامور فرماتے تھے چنانچہ رات کو وہی لشکر کے گرد پہرہ دینے کے لئے گھوما کرتے تھے۔

لشکر میں پانی کی نایابی اور تشنہ لبی

ایک روز مسلمانوں کے پاس پانی ختم ہو گیا اور لوگوں کو پیاس نے اس قدر پریشان کیا اور بیتاب کر دیا کہ حلق میں کانٹے پڑ گئے یہاں تک کہ بہت سے لوگوں نے اپنے اونٹ کاٹ ڈالے اور ان کے پیٹ میں سے پانی وہ تھیلیاں نکال کر ان میں کا پانی پیا اور پیاس بجھائی۔

چنانچہ حضرت عمر فاروق سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ شدید گرمی کے زمانے میں ہم سفر پر روانہ ہوئے راستے میں ہم لوگ ایک منزل پر ٹھہرے تو ہمارے پاس پانی بالکل ختم ہو گیا اور سب لوگ پیاس سے جاں بہ لب ہو گئے یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے اپنے اونٹ ذبح کر کے ان کے پیٹ، کی تھیلیوں کا پانی نکال کر پیا اور باقی پانی اپنے جگر اور سینوں پر ملا تا کہ کچھ ٹھنڈک اور سکون حاصل ہو سکے۔

آخر لوگوں نے حضور ﷺ سے اس تکلیف کی شکایت کی۔ چنانچہ ابو بکر ؓ نے آپ سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعا خیر کا خوگر بنایا ہے اس لئے ہمارے واسطے دعا فرمایئے!

آنحضرت ﷺ کی دعا سے سیرابی

آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم دعا کرانا چاہتے ہو؟ صدیق اکبر ؓ نے عرض کیا، ہاں

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے یہاں تک کہ ذی اوان کے مقام پر فروکش ہوئے جو ایک مقام کا نام ہے یہاں سے مدینے تک ایک دن سے کم کا سفر ہے، مگر علامہ بکری لفظ اوران کے بارے میں کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ الف اور داؤ کے درمیان سے را کا حرف رہ گیا ہے اور یہ اصل میں لفاظ اردان ہوگا جو ایک مشہور کنواں ہے جس کے نام پر اس جگہ کا نام ہے۔

مسجد ضرار

رسول اللہ ﷺ یہاں قیام فرما تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسجد ضرار کے متعلق خبر دی (جو منافقین نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور مذاق اڑانے کے لئے بنائی تھی جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے) چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہوا:

وَالَّذِين اتخذوا مسجدًا ضِرارًا و كفرًا وتفريقًا بين المومنين وارصادًا لمن حارب اللّٰه ورسولهٗ من قبل وليحلفن اِنْ اردنآ اِلَّا الحسنٰی ؕ واللّٰه يشهد اِنَّهم لكٰذبون O لا تقم فيه ابدًا لمسجدٌ اُسِّسَ على التَّقوٰی من اوّلِ يوم احقُّ ان تقوم فيهِ ؕ فيه رجالٌ يحبون ان يتطهروا ؕ واللّٰه يحب المطهرين ...... تا...... واللّٰه عليمٌ حكيمٌ O

(توبه: ۱۰۷ تا ۱۱۰)

"اور بعضے ایسے ہیں جنہوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی ہے کہ اسلام کو ضرر پہنچائیں اور اس میں بیٹھ بیٹھ کر کفر کی باتیں کریں اور ایمانداروں میں تفریق ڈالیں اور اس شخص کے قیام کا سامان کریں جو اس کے قبل سے خدا اور رسول کا مخالف ہے اور قسمیں کھا جاویں گے کہ بجز بھلائی کے اور ہماری کچھ نیت نہیں اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں اور آپ اس میں کبھی نماز کے لئے کھڑے نہ ہوں البتہ جس مسجد کی بنیاد

فرمان اولاد کا ٹھکانہ اور ان کو دیا جانے والا عذاب مجھے دکھائیے۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ مالک کو حکم دے دیا گیا ہے، پھر میں 'مالک' کے پاس جاؤں گا جو میرے لیے اس طبقہ کو سامنے کرے گا۔ ان کو آگ کے سب سے نچلے طبقہ میں الٹا لٹکایا گیا ہوگا جہاں جہنم کے فرشتے ان کی پشتوں اور راتوں کو آگ کے بیتوں سے پیٹ رہے ہوں گے اور اس کے ساتھ ساتھ سانپ اور بچھو ان کے پاؤں کو ڈس رہے ہوں گے۔ میں ان کے عذاب کو دیکھ کر رونے لگوں گا اور تین مرتبہ عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کروں گا۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے: کہ ان کا خروج ان کے والدین کی رضا کے ساتھ مشروط ہے۔ میں کہوں گا کہ اے پروردگار! ان کے والدین کہاں ہیں؟ اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ ان میں سے کچھ جنت میں اپنے محلات میں، کچھ جہنم اور جنت کے درمیان 'وادیٔ اعراف' میں اور کچھ جنت کے اعلیٰ ترین مقامات پر ہیں۔ میں عرض کروں گا: یا الٰہی ان میں سے ہر ایک کے والدین کا مجھے تعارف کروا دیجئے۔ اللہ رب العزت ہر ایک کے ساتھ تعارف فرمائیں گے اور میں ان کے پاس جا کر کہوں گا کہ کاش تم اپنی اولاد کو دیکھو جو جہنم کے فرشتوں کے عذاب کا شکار ہیں اور جن کی چیخ و پکار نے میرے دل کو غمگین کر دیا۔ ان کے والدین وہ کچھ بیان کریں گے جو ان کی اولاد نے ان کے ساتھ دنیا کی زندگی میں کیا۔ ان میں سے ایک والدہ کہے گی: یا رسول اللہ ﷺ میرے بیٹے کو عذاب میں ہی رہنے دیجئے کیونکہ اس نے میری بے عزتی کی، مجھے گالی دی اور میرا دل توڑا۔ وہ دنیا اور مال پر قادر تھا وہ اپنی بیوی کو کھلاتا اور پلاتا جبکہ میں بھوک کی وجہ سے روتی تھی اور میرے پاس لباس بھی نہ تھا۔ پھر دوسری والدہ کہے گی: میرے بیٹے کو عذاب ہی میں رہنے دیں کیونکہ جب میں اس کو کوئی اچھی بات کہتی تو وہ مجھ کو مارتا تھا اور مجھ کو گھر سے نکال دیتا۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے: اے میرے حبیب ﷺ آپ ان کی وجہ سے پریشان مت ہوں، مجھے اپنے عزت و مرتبہ کی قسم! میں اُن کو اس وقت تک جہنم سے آزاد نہیں کروں گا جب تک ان کے والدین کے دل راضی نہ ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے: یا اللہ! ان کے والدین کو میرے ساتھ جہنم میں ان کی اولاد کو دیے جانیوالا عذاب دکھائیے، شاید کہ ان کے والدین کو ان پر ترس آجائے۔ اللہ عزوجل والدین کو میرے ساتھ جہنم میں ان کا مقام دکھائیں گے۔ جب وہ اپنی اولادوں اور ان کو دیا جانے

باعث بنتا ہے جبکہ ان کے ساتھ بدسلوکی عمر اور رزق میں کمی کے ساتھ ساتھ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی کا بھی باعث ہے۔ اگرچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قطعہ رحمی کرنے والے کے عذاب کو اس کی موت تک موخر کر دیتے ہیں۔ ایسے شخص کی روح قیامت تک جہنم کے منہ کے اوپر ''بئر برھوت'' میں رکھی جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی، تحقیق اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ والدین کا نافرمان جب قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس قدر تنگ ہوتی ہے کہ اس کی پسلیاں آپس میں گھس جاتی ہیں۔ قیامت کے روز تین لوگوں کو سب سے سخت عذاب دیا جائے گا: والدین کا نافرمان، زنا کرنے والا اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا

ماں کو اذیت پہنچانے والے کا عبرتناک انجام

کسی بزرگ کا قول ہے کہ: میں ایک رات قبرستان گیا۔ میں نے ایک قبر دیکھی جس سے دھواں اُٹھ رہا تھا۔ میں نے اس کو دیکھا اور دھواں کو ہٹانے لگا کہ اچانک اس سے ایک سیاہ فرشتہ برآمد ہوا جس کے ہاتھ میں لوہے کا ڈنڈا ہے جس کے ساتھ وہ ایک گدھا نما انسان کو پیٹ رہا ہے جس کی چوٹ سے وہ گدھا ہنہناتا ہے۔ پھر اس فرشتے نے اس کو قبر میں داخل کیا اور خود اس کے پیچھے داخل ہو گیا اور قبر کو بند کر لیا۔ مجھے بڑی حیرانگی ہوئی اور میں اسی سوچ میں اس کی بیوی کے پاس گیا اور اس کے بارے میں پوچھنے لگا۔ اس نے کہا کہ وہ زنا کرتا، شراب نوشی کرتا اور اپنی ماں کے ساتھ جھگڑتا تھا اور اپنی ماں کو (معاذ اللہ) کہتا کہ ہنہناؤ جس طرح گدھا ہنہناتا ہے۔ چنانچ جب وہ مرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی شکل کو گدھے جیسا بنا دیا اور عذاب کا فرشتہ ہر رات اس کو قبر سے نکال کر ماتا ہے اور کہتا ہے کہ اے گدھے ہنہناؤ پھر اس کو بیڑیوں سے باندھ دیتا اور قبر میں لوٹا دیتا ہے۔

ہم اللہ سے اس کے عذاب' اس کی ناراضگی اور اہل دوزخ کے اعمال کی پناہ مانگتے ہیں۔ حقیقی مومن وہ ہے جو قطعہ رحمی، دوری اور ان کے نتیجے میں دیے جانے والے عذاب کے ڈر سے اپنی جان کو تکلیف میں ڈالتا ہے۔

اولاد کی دینی تربیت نہ کرنے والوں کا

عبرتناک انجام

پاکستان میں بھی بوڑھے والدین کا مقام اولڈ ہاؤسز ......؟

زندگی اپنے رنگوں کے ساتھ چہار سو بکھری پڑی ہے۔ کارگاہ حیات میں کہیں پھول ہیں تو کہیں کانٹے، کہیں خوشیاں ہیں تو کہیں غم، کہیں راحت ہے تو کہیں دکھ۔ الغرض ہر جگہ زندگی کا اپنا اپنا روپ اور انداز ہے۔ کہیں زندگی ...... ماں کی ممتا کی صورت میں جلوہ گر ہے تو کہیں والد کی اپنی اولاد کے لئے مسلسل محنت اور تگ و دو کی صورت میں کہیں نفرت وانتقام کی صورت میں زندگی سامنے آتی ہے تو کہیں شرافت وحیاء ایثار وقربانی اور محبت و چاہت کا رنگ اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اپنی اولاد کے لئے ماں کی ممتا اور باپ کی محبت، گویا زندگی کی معراج، حقیقت اور اصل ہے۔ وہ کون ہے جو اپنے بچے کی ایک آہ پر تڑپ اٹھتی اور بے اختیار ہو جاتی ہے وہ کون ہے جو اپنے بچے کے سکون کی خاطر اپنی راتوں کی نیند قربان کر دیتی ہے۔ وہ کون ہے جو اپنی اولاد کی خوشی و آرام کی خاطر خود کو بے آرام کرتا اور دن رات محنت کرتا ہے۔ یہ رشتہ ماں باپ کا رشتہ ہے جو مجسم ایثار وقربانی اور محبت و چاہت ہے اور خلوص کے ماتھے کا جھومر ہے۔

زندگی کے یہ رشتے ناطے کیسے عجیب وغریب ہیں کہ ممتا ہو تو وہ بھوکی رہ کر بچوں کو کھلاتی ہے، باپ ہے تو وہ بچوں کی ہر جائز خواہش وضرورت کو پورا کرنا اپنے لئے لازمی سمجھتا ہے۔ عید بیاہ ہو یا خوشی کا کوئی دوسرا موقعہ باپ ہر بچے کی خواہش کے مطابق کپڑے تیار کرتا

ہے۔ کھانے کا وقت ہو یا صبح کا ناشتہ بچے جس چیز کی خواہش کریں، دستر خوان پر حاضر کرتا ہے۔ بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ ایک باپ کے ساتھ بیٹے ہیں۔ ہر بیٹا اپنی مرضی اور پسند کے ناشتے کی ضد کرتا ہے تو والدین ان سب کے لئے حسب منشا ناشتے کی ضد کرتا ہے تو والدین ان سب کے لئے حسب منشاء ناشتے کا انتظام کرتے ہیں، سبحان اللہ یہ محبت کس قدر بے لوث اور بے غرض ہے کہ والدین اپنی اولاد کو لاڈ اور پیار کے ساتھ نہ صرف کھلاتے ہیں بلکہ انہیں کھاتے دیکھ کر خوشی اور مسرت سے نہال ہو جاتے ہیں۔

کیا دنیا میں ریا اور غرض سے پاک ایسا کوئی دوسرا رشتہ ہے......؟ ہرگز نہیں۔

پھر حالات بدلتے چلے جاتے ہیں اور ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ سات سات بچوں کی کفالت کرنے والے والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں اور بچے جوان۔ جوان بچوں کی نئی جوانی نئے مشاغل نئے دوست نیا ماحول نئی روشنی اور نئی مصروفیات انہیں والدین سے غافل کر دیتی ہیں، بچوں کے لاڈ پیار اٹھانے اور ان کی کفالت و پرورش کے لئے اپنی جوانی کھپا دینے والے بچوں کے پاس دو لمحے والدین کے پاس بیٹھنے اور ان کی بات سننے کا وقت بھی نہیں رہتا۔ ایک اکیلی جان جس نے سات بچوں کی کفالت کی' بیٹے جب جوان ہو گئے تو سات بیٹوں کے لئے ایک باپ کا بوجھ اٹھانا مشکل ہو گیا۔ بیٹیاں تو پرایا دھن ہیں جو بیاہ کر پیا گھر سدھار گئیں۔ والدین بیٹیوں پر بوجھ نہیں بنتے۔ سو...... بیٹیوں کے بیاہے جانے کے بعد بیٹے ہی بوڑھے والدین کے بڑھاپے کی لاٹھی اور سہارا ہوتے ہیں لیکن جب ایسے نا خلف بیٹے حق والدین ادا نہیں کریں گے، بوڑھے والدین کا سہارا نہیں بنیں گے اور ان کی خدمت نہیں کریں گے تو پھر ایسے بے سہارا' لاوارث اور بوڑھے کہاں جائیں گے۔

یورپ کو جب نئی روشنی اور **Modemism** (جدیدیت پسندی) نے اپنی لپیٹ میں لیا تو وہاں اولاد بوڑھے والدین کو بوجھ سمجھنے لگی اور اپنی ذمہ داریوں سے پہلو تہی کرنے لگی تو ایسے بوڑھوں کے لئے **Old Houses** کی تعمیر کا رجحان بڑھنے لگا۔

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ اسلام نے والدین کا جو حق خدمت بیان کیا ہے' دنیا کے کسی مذہب میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے لیکن جب ہم اسلام سے روگردانی کرنے اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے پہلو تہی کرنے لگے تو پھر اس کا نتیجہ۔ بے شمار اور لاتعداد

ہوتے ہوئے تم اپنے پاؤں کیوں جلاتے ہو اور کیوں دھوپ میں پھرتے ہو۔

پھر میں سوچتا، الٰہی میرے بچے کب جوان ہوں گے اور کب میرے شانہ بشانہ چلیں گے۔ یہ بھی کیا دن تھے' بہت خوبصورت' بہت سہانے' جب بیوی تھی' بچے تھے' زرخیز زرعی زمین تھی اور مختلف پھلوں سے لدا باغ تھا۔ میری زندگی کا باغ اور میرے گھر کا آنگن بہت خوبصورت تھا۔ میں سوچتا تھا کہ دنیا میں میرے جیسا کامیاب اور خوش قسمت کوئی دوسرا انسان نہیں۔

میں نے دونوں بچوں کو میٹرک تک تعلیم دلوائی۔ پھر ایسا ہوا کہ بیوی فوت ہو گئی۔ لوگ مجھے کہتے اشرف شاہ شادی کرلو! میں کہتا بچوں کی شادیاں کر کے ہی اپنی شادی کا سوچوں گا۔ پھر بچے جوان ہوتے گئے اور میں بوڑھا ہوتا گیا۔ ملک کے حالات بدلنے لگے۔ مہنگائی بڑھنے لگی، بچیوں کی شادی کی خاطر فیصل آباد کا مکان بیچ دیا۔ باغ کو بچے نہ سنبھال سکے۔ گھر کے باغ کو شاداب و آباد رکھنے کے لئے میانوالی کا باغ بیچ دیا۔ اس باغ کے پیسے جو میرے پاس تھے جیسے جیسے کم ہوتے گئے ویسے ویسے بچوں کا ادب جو میرے لئے تھا کم ہوتا گیا۔ اس کے بعد نہ میانوالی کا باغ رہا اور نہ گھر کا باغ، دشمنوں نے میرے ایک بیٹے کو بری راہ پر ڈال دیا۔ یہ بیٹا شراب و کباب کا رسیا ہو کر بہت دفعہ جیل جا چکا ہے۔ جن کا ٹھکانہ جیل بن جائے ان کے گھر کہاں رہتے ہیں۔ دوسرا بیٹا شادی شدہ، اب اسکے اپنے بیٹے ہیں' بیوی ہے' اس کے پاس میرے لئے کوئی وقت نہیں۔ کچھ عرصہ میں اس بیٹے کے گھر رہا ہوں۔ جب میں کسی بات پر اپنے پوتوں کو جھڑکتا تو اس سے کہیں زیادہ سخت لہجے میں مجھے اپنے بیٹے اور بہو سے ڈانٹ پڑتی۔ پوتے اور پوتیاں کیبل پر نئے نئے چینلز دیکھنے کے خواہشمند تھے میں انہیں روکتا تو میرا بیٹا میرا ساتھ دینے کی بجائے اپنے بچوں اور بیوی کی حمایت کرتا۔ مجھے دقیانوسی چڑچڑا اور جھگڑالو کہا جانے لگا۔ بیٹے کے گھر کی زمین مجھ پر تنگ ہونے لگی۔ آخر کار میں نے بیٹے کا گھر چھوڑ دیا۔ گھر چھوڑنے کے بعد پہلے تو میں ایدھی سنٹر کراچی چلا گیا۔ وہاں میں نے عبدالستار ایدھی کو 10 ہزار روپے بطور عطیہ دیئے۔ ایدھی سنٹر کراچی میں میں ڈھائی ماہ رہا ہوں۔ انسانیت کی جتنی تذلیل اور توہین میں نے ایدھی سنٹر میں دیکھی ہے اس کی دنیا میں کہیں اور کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ ایدھی سنٹر میں نے جو ڈھائی

ماہ گزارے وہ میری زندگی کے بدترین ایام ہیں۔ وہاں اگر ایک بلاک میں 100 آدمی ہیں تو 100 آدمیوں کے لئے ایک ہی لیٹرین ہے اور حد یہ ہے کہ اس کا دروازہ بھی نہیں جو آدمی اندر برہنہ بیٹھا ہے اسے باہر والے سب دیکھ رہے ہیں اور ساتھ ہی ایک دوسرے پر بیہودہ آوازے کسے جا رہے ہیں۔ نہانے کے لئے وہاں غسل خانوں کا کوئی تصور نہیں۔ کپڑے اتار کر سب کو ایک جگہ برہنہ کھڑا کر دیا جاتا ہے اور پریشر والے پانی کے پائپ سے سب پر چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔ ایدھی سنٹر میں رہنے والا آدمی غریب اور لاوارث تو ہوتا ہی ہے اس کے ساتھ اس کا ایمان اور شرم وحیاء بھی کلیۃً ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ وہاں کسی کو باہر جانے کی اجازت نہیں میں سمجھتا ہوں کہ ایدھی سنٹر درحقیقت ایک جیل ہے اور عبدالستار ایدھی ایک بہت بڑا افراڈیا اور عیار انسان ہے میں جب ایدھی سنٹر گیا تو 10 ہزار روپے بطور عطیہ دیئے۔ سنٹر والوں نے سمجھا کہ یہ کوئی موٹی سامی ہے۔ لہٰذا عبدالستار ایدھی سے میری ملاقات کروائی گئی اور اس نے میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد پھر میں نے ڈھائی ماہ کے عرصہ میں اس شخص کی شکل نہیں دیکھی۔ ایک دو دن میں جب ایدھی سنٹر کی حقیقت اور اصلیت مجھ پر آشکار ہوئی تو پھر میرے لئے ایک لمحہ بھی وہاں ٹھہرنا مشکل تھا۔ 20 دن تک انتظامیہ سے میرے تو تکرار ہوتی رہی۔ جب انہوں نے سمجھا کہ یہ آدمی اب ایک لمحہ کے لئے بھی یہاں نہیں ٹھہرے گا تو پھر مجھے رہائی نصیب ہوئی

اس کے بعد میں لاہور دارالکفالہ چلا آیا۔ زندگی کی 80 بہاریں گزار چکا ہوں۔ اب چل چلاؤ کا وقت ہے۔ یہ دنیا اور یہاں کے رشتے سب عارضی اور ناپائیدار ہیں۔ یہ دنیا بھی فانی اور یہاں کے رشتے بھی فانی ہیں۔ اب تو ایک ہی دُعا ہے کہ اللہ آخرت اچھی کر دے۔ اشرف شاہ نے اپنی گفتگو کا اختتام اس شعر پر کیا۔

فانی جہاں میں فانی ہیں رشتے
خدا کے سوا کوئی سہارا نہیں ہے
جن کی فلاح کے لئے ہوں میں دُعا گو
انہوں نے کہا تو ہمارا نہیں ہے

جب شعر ختم ہوا تو اشرف شاہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور آواز رندھ گئی۔

وفات کی اطلاع دی تو پہلے تو وہ اولڈ ہاؤس میں آنے سے ٹال مٹول سے کام لیتا رہا۔اس کے بعد ہم نیو شاد باغ میں اس کے گھر گئے تو ہم نے وہاں پر پہلی بات یہ دیکھی کہ اس کا گھر ایک کمرے نہیں بلکہ تین کمروں پر مشتمل تھا۔ دوسری بات جس نے مجھے انتہائی رنجیدہ خاطر اور افسردہ کر دیا وہ یہ تھی کہ پوتا جس گھر میں رہ رہا تھا وہ اس کا دادا کا گھر تھا۔ دادا نے ہی وہ زمین خریدی، مکان تعمیر کیا، پوتے کی شادی کروائی اور مکان اس کے نام کر دیا۔ جب ہم نے پوتے کو دادا کے کفن دفن کے لئے کہا تو اس نے ہمیں یورپ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا، جب یورپ میں اولڈ ہاؤس والے لاشوں کے کفن دفن کا انتظام کرتے ہیں تو آپ ایسا کیوں نہیں کرتے۔

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

کسان ٹیوب ویل مینوفیکچرنگ پاکستان کی صنعت کا ایک معروف نام ہے۔ میڈیا پر اکثر اس کی مشہوری چلتی رہتی ہے۔ اس کے مالک مجید بٹ اپنے وقت کے ایک انتہائی مالدار اور با اثر انسان تھے۔ وہ بے انتہا دولت، کوٹھیوں، بنگلوں اور وسیع ترین جائیداد کے مالک تھے۔ وہ ایک عرصہ تک انجمن تاجران انار کلی کے صدر بھی رہے۔ انہوں نے 5 شادیاں کیں وہ صاحب اولاد تھے۔ ان کے بیٹے بھی تھے اور بیٹیاں بھی لیکن جائیداد، دولت، کاروبار اوور اولاد ہونے کے باوجود ان کی زندگی کے آخری ایام کسمپرسی و بے چارگی کی حالت میں اولڈ ہاؤس میں گزرے، دو دو سال اولڈ ہاؤس میں رہے اور وفات بھی اولڈ ہاؤس میں ہی ہوئی۔ مشرقی روایات و اقدار تو یہ ہیں کہ جب والدین یا بزرگوں کا دم واپسیں ہو تو وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں کے درمیان ہوں اور یہی خواہش، نیک، خوش بخت اور سعادت مند اولاد کی ہوتی ہے کہ ان کا بزرگ جب فوت ہو تو اس کا سر اولاد کی گود میں ہو، ممکن ہے مجید بٹ کی خواہش بھی یہی رہی ہو لیکن

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

کے مصداق ایسے نہ ہو سکا۔ مجید بٹ جتنا عرصہ اولڈ ہاؤس میں رہے، ان کے اہل وعیال میں سے کسی نے کم ہی ان کی خبر گیری کی۔ اولڈ ہاؤس میں کام کرنے والے محمد شفیق کے مطابق مجید بٹ کی ایک بیٹی کبھی کبھار ان سے ملاقات کے لئے آتی تھی۔ شاید اس لئے

کہ والد کے پاس ڈھائی لاکھ کے سیونگ سرٹیفکیٹ تھے۔ یہ سرٹیفکیٹ بھی بیٹی نے حیلے بہانے سے ہتھیا لئے۔ جب مجید بٹ بیمار ہوئے تو اولڈ ہاؤس والوں نے انہیں اتفاق ہسپتال میں داخل کروادیا۔ اس ہسپتال میں وہ صرف 24 گھنٹے ہی رہ سکے۔ بیٹی نے یہ کہہ کر انہیں اتفاق ہسپتال سے ڈسچارج کروالیا کہ ''یہ بہت مہنگا ہسپتال ہے'' اس کے بعد انہیں جناح ہسپتال میں داخل کروادیا گیا اور اسی ہسپتال میں وہ فوت ہوئے۔

ایک میجر (ر) کی دردناک داستان

اولڈ ہاؤس کی انچارج مسز نگہت خالدہ بتاتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک میجر (ر) طاہر لطیف ہیں۔ ان کا ایک بیٹا موبی لنک میں اور دوسرا فوج میں ہے۔ اس کے علاوہ ان کی فیملی کے اکثر افراد فوج میں ہیں۔

میجر طاہر لطیف ۶۵ اور ۷۱ کی جنگ میں حصہ لے چکے ہیں۔ ان کے جسم پر جنگ کے دوران لگنے والے زخموں کے نشان بھی ہیں۔ میجر طاہر لطیف کہتے ہیں ۶۵ اور ۷۱ کی جنگ میں مَیں دشمن فوجیوں کے ہاتھوں زخمی ہوا' یہ زخم بھی اگرچہ کاری تھے۔ اس کے باوجود یہ زخم بھر گئے اور بھول گئے لیکن جو زخم مجھے اپنی اولاد کے ہاتھوں لگے ہیں' یہ کبھی نہیں بھریں گے اور نہ بھولیں گے۔''

مسز بخاری کی افسوسناک کہانی

یہاں مسز بخاری نام کی ایک خاتون بھی ہیں ان کی داستان انسانی بے بسی' بے کسی' خود غرضی اور بے وفائی کا ایک المناک اور زندہ کردار ہے۔ یہ اپنے وقت کی مشہور ماہر تعلیم' کالم نگار اور نامور خاتون تھیں۔ ایم اے اردو اور ایم اے اکنامکس محکمہ تعلیم میں بطور سکولز انسپکٹر تعینات رہیں' ریڈیو اور روزنامہ نوائے وقت کے لئے افسانے اور کہانیاں لکھتیں' گھر میں انگلش میڈیم سکول کے بچوں کو ٹیوشن پڑھاتیں' پھول سے دو خوبصورت بچے رہائش کے لئے ماڈل ٹاؤن ڈی بلاک میں چار کنال رقبہ پر مشتمل وسیع اور خوبصورت کوٹھی وفادار اور محنتی شوہر' دولت' آرام اور سکون' الغرض گھر کو مثالی بنانے والے تمام لوازمات

کی مثالی شخصیتوں کے نمونے ان کے سامنے رکھیں اور انہیں دین فطرت کی مستقیم شاہراہ پر گامزن کر دیں کیونکہ کل کا شہری و حکمران، مقتدی و امام، تاجر و کاشتکار، مزدور و صنعتکار، شاگرد و استاد، قانون ساز و قانون کا عمل دار یہی ہوگا جو آج بچہ ہے۔

اور ویسے بھی بچپن تو عمر ہی تعلیم و تربیت کی ہے۔ آج جو نقش اس کے ذہن میں بیٹھے گا کل وہ اپنے کردار سے اسی کے مطابق عمارت تعمیر کرے گا۔ آج جو بیج اس کے ذہن میں ڈالا جائے گا کل کو اس کا عمل اسی کی کھیتی اُگائے گا۔ آج اس کے خیالات و تصورات میں جو بوؤ گے کل قوم اسی کو کاٹے گی۔ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عید کے دن دیکھا کہ عیدگاہ میں ایک سیٹھ آیا اور اس نے کپڑے بدل کر خود عیدگاہ کی صفائی شروع کر دی، میں بہت حیران ہوا کہ اتنا بڑا سیٹھ ہے ظاہری شکل یہ ہے کلین شو ہے بعد میں پتہ چلا کہ اس کی بچپن کی کچھ تربیت تھانہ بھون میں ہوئی تھی اسی کا یہ اثر ہے۔

ادھر ہماری معاشرت کے یہ تقاضے ہیں اور ادھر خالق مہربان کا یہ کرم ہے کہ اس نے ہر بچہ کو کھرے سونے جیسی طبیعت بخش دی ہے کہ والدین اساتذہ اور ماحول و معاشرہ جیسا جیسا سانچہ اس کے لئے بناتے چلے جائیں بچہ اسی کے مطابق ڈھلتا چلا جائے گا جیسا کہ حدیث پاک ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

تربیتِ اولاد کی اہمیت و افادیت

آنے والی نسل تو بعد کی بات ہے پہلے خود ہمیں اس کا سامنا کرنا پڑے گا کہ ہم بچپن میں اپنی اولاد کی جیسی تربیت کریں گے وہ ہمارے بڑھاپے میں ہمارے ساتھ ویسا معاملہ کرے گی۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے والد صاحب وکیل تھے اور ان کے دو بیٹے تھے، ایک کو انہوں نے وکیل اور ایک کو عالم دین بنایا۔ کسی نے پوچھا کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ کہا کہ جب میں کچہری سے کام کر کے شام کو تھکا ہارا گھر واپس آتا ہوں تو جو بیٹا عالم دین ہے وہ خود خدمت کے لئے آتا ہے حتیٰ کہ میرے پاؤں سے جوتے خود اتارتا

دیتا۔ یااللہ ایسے ماحول میں مَیں تیرے نیک بندوں کی طرح آنکھ جھکانا کیسے سیکھتا؟

جب دادا ابو گاڑی میں ہوتے تو ابو گانے نہیں لگاتے تھے ورنہ عموماً گاڑی میں بھی گانے لگے رہتے۔ میں نے بہت چھوٹی عمر سے ہی گاڑی کا ٹیپ چلانا سیکھ لیا تھا، مجھے ٹوکنے کے بجائے سب میری اس حرکت پر خوش ہوتے کہ ''دیکھو ابھی سے ہی کتنا چالاک ہے۔'' عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ گانوں کا شوق بھی بڑھتا گیا، میرے جیب خرچ کا بیشتر حصہ C.Ds پر خرچ ہونے لگا، مجھے کبھی کسی نے نہیں روکا کہ یہ غلط ہے، کبھی کسی نے نہیں بتایا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ''مزامیر'' (گانے بجانے کے آلات) توڑنے کے لئے آئے تھے اور ہم اُنہی کے اُمتی کہلانے کے باوجود اٹھتے بیٹھتے گانے سننے اور گانے گنگنانے والے بن گئے۔

ابھی میں بہ مشکل چار سال کا تھا کہ مجھے شہر کے مہنگے ترین اسکول میں ڈال دیا گیا۔ امی ابو مجھے دن رات پڑھنے کا کہتے میں کلاس میں فرسٹ آنے لگا۔ امی ابو مجھ سے بہت خوش تھے، ایک دفعہ ایک داڑھی والے انکل ابو سے ملنے آئے، مجھ سے بھی باتیں کرنے لگے، مجھ سے انہوں نے ''اے، بی، سی'' اور بہت سی Poems (نظمیں) سنیں، پھر اچانک انہوں نے مجھے سورۃ الناس سنانے کو کہا، مجھے سورۃ الناس نہیں آتی تھی، پھر سورۃ فاتحہ سنانے کو کہا تو میں پھر گڑبڑا سا گیا اور ان سے کہا کہ ''انکل یہ تو ہمیں Teacher نے نہیں سکھائی۔'' انہوں نے مجھے پیار سے کہا کہ ''بیٹا یہ تو آپ کو قاری صاحب سے سیکھنی چاہئے تھیں، آج کل کی ٹیچرز کو تو خود بھی نہیں آتی ویسے بھی اب تو آپ 3rd کلاس میں ہو اور آٹھ سال آپ کی عمر ہے، اب تو آپ کو نماز بھی پڑھنی چاہئے۔'' میں دل میں بڑا شرمندہ ہوا کہ انکل مجھے نالائق سمجھیں گے مگر جب انکل کے جانے کے بعد امی نے ابو سے کہا کہ ''ظفر صاحب بھی بچے کے پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں، بھلا اتنے سے بچے کو اتنی زیادہ سورتیں کہاں یاد ہو سکتی ہیں۔'' تو میری تسلی ہوگئی کہ سورتیں یاد نہ ہونا کوئی اتنی بڑی شرمندگی کی بات نہیں ہے۔ اللہ میاں ایسے ماحول میں قرآن کی عظمت اور اہمیت میرے دل میں کیسے پیدا ہوتی

دادا جی فجر کے وقت نماز کے لئے مجھے آواز دیتے تو امی ہولے سے کہتیں کہ

کہاں تھی، امی کو پتہ بھی نہ چلتا اور باجی کالج سے بازار جا کر اپنی مرضی کے ڈائجسٹ اور انگلش ناول خرید کر لے آتیں، کالج کی کتابوں میں چھپا کر پڑھتی اور امی ابو سمجھتے کہ ہماری بیٹی کمرے میں پڑھائی کر رہی ہے۔ اللہ میاں کیا ہمارے بڑے ہمارے گناہوں میں برابر کے شریک نہیں ہیں؟ انہوں نے برائی کو چالاکی اور ہوشیاری کا نام دے کر ہماری تائید کی، ایسے ماحول میں میری باجی کس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا و فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرح معصوم اور دیندار ہوتی۔

اللہ میاں میرے ماں باپ نے میرے لئے دنیا کی ہر نعمت مہیا کی، مجھے ہر طرح کی سہولت دی، میرے آرام کے لئے اپنا آرام قربان کیا، میں نے جو خواہش کی انہوں نے اُسے پورا کرنا ضروری سمجھا، ایک دفعہ مجھے بچپن میں عجیب قسم کا بخار ہو گیا، رات کو سر میں بہت سخت درد ہوتا تو رات کو ابو دو تین بجے تک میرا سر دباتے اور امی دودھ وغیرہ گرم کر کے لاتیں، اگلے دن میں تو آرام سے سوتا رہتا اور ابو آفس اور امی گھر کے کاموں میں لگ جاتیں، تقریباً ایک ڈیڑھ ہفتہ یہی ہوتا رہا اور میرے ماں باپ ماتھے پر شکن لائے بغیر دن رات ڈیوٹی دیتے رہے۔ اللہ میاں میرے امی ابو نے میرے دنیاوی آرام کے لئے ہر شے مہیا کی مگر وہ یہ بھول گئے کہ آخرت کا آرام بھی تو میری ضرورت ہے، دنیا کی چھوٹی چھوٹی تکلیفوں پر تڑپ اٹھتے مگر آگ کے خوفناک عذاب کو بھول گئے۔ میرے کھانے پینے کے لئے میری پسند کی چیزوں سے گھر بھر دیا مگر کھولتے پانی اور بدبودار پیپ کو بھول گئے، مجھے قیمتی ترین لباس پہنایا، گرمی سردی سے میری حفاظت کی مگر آگ کے کرتے اور تارکول کی شلوار کو بھول گئے، میرا رنگ پیلا ہونے پر پریشان ہو گئے مگر روزِ محشر میں کالی رات کی سی تاریکی والے چہروں کو بھول گئے۔

یا اللہ میں اپنے والدین سے محبت تو بہت کرتا ہوں مگر یہ بھی جانتا ہوں کہ آج میری رسوائی میں کچھ نہ کچھ ہاتھ اُن کا بھی ہے، میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تیرے سامنے میرا یہ عذر قابلِ قبول نہیں ہے کیونکہ بلوغت کے بعد سے میں اپنے قول و فعل کا خود ذمہ دار ہوں مگر خدایا میں اپنے والدین کی شکایت لے کر آیا ہوں کہ انہوں نے مجھ سے بے پناہ محبت کرنے کے باوجود مجھے کیوں گم راہیوں کے جنگل میں دھکیل دیا، جہاں سے نکلنا میرے لئے ناممکن

(۱) میرے والد صاحب کے ایک دوست کے متعلق مشہور تھا کہ جب اس کی والدہ قریب مرگ تھی تو اس نے اس کے ساتھ بدتمیزی کی اور وہ بے چاری اکیلی پڑی رہی اور اس حالت میں مرگئی۔ میں اس جستجو میں تھا کہ جو والدین سے براد سلوک رکھے اس کا خاتمہ کیسے ہوتا ہے؟ زندگی کے ایام گزرتے گئے۔ تقریباً اس واقعہ سے تیس سال بعد یہ صاحب جو اپنی والدہ کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئے تھے' بیمار ہوئے اور دستوں کی وجہ سے بہت کمزور ہوگئے۔

میرے والد صاحب مجھے ان کے علاج کے لئے لے گئے' میں نے دیکھا تو یہ بہت کمزور تھے اور رو رہے تھے' میں نے اس کو غذا بتائی تو رونے لگے اور بتایا کہ اس کے تین لڑکے ہیں مگر اس کی پرواہ نہیں کرتے' کئی دنوں سے بیمار پڑا ہوں' ایک دفعہ بھی ملنے نہیں آئے۔ چنانچہ اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوگئی۔ وہ شخص اکیلا پڑا مر رہا تھا مگر اس کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ صبح کے وقت محلہ والوں نے دیکھا تو چیونٹیاں اس کو کاٹ رہی تھیں اور وہ اللہ کو پیارا ہو چکا تھا' واقعی والدہ سے زیادتی کرنے والے کو سزا اس دنیا میں بھی مل کر رہتی ہے۔

(۲) میرے وارڈ میں ایک نوجوان جو گردے فیل ہو جانے کی وجہ سے مرا' تین دن تک حالت نزع میں رہا۔ اتنی بری موت مرا کہ آج تک ایسی موت میں نے پچھلی چالیس سال زندگی میں نہیں دیکھی۔ اس کا منہ نیلا ہو جاتا تھا آنکھیں نکل آتی تھیں اور منہ سے دردناک آواز نکلتی جیسے کوئی اس کا گلہ دبا رہا ہو' مرنے سے ایک دن قبل یہ کیفیت زیادہ ہوگئی' آواز اور تیز ہوگئی اور وارڈ سے دوسرے مریض بھاگنے شروع ہوگئے۔ چنانچہ اس کو وارڈ سے دوسرے مریض بھاگنے شروع ہوگئے۔ چنانچہ اس کو وارڈ سے دوسرے کمرے میں منتقل کر دیا گیا تاکہ آواز کم ہو جائے مگر پھر بھی یہ حالت جاری رہی۔

اس کا والد مجھے یہ کہنے کے آیا کہ اس کو زہر کا ٹیکہ لگا دیں تاکہ یہ مر جائے ہم سے ایسی حالت دیکھی نہیں جا سکتی۔ میں نے اس کے والد صاحب سے پوچھا کہ اس نے کیا خاص غلطی کی ہے؟ اس کا والد فوراً بول اٹھا کہ یہ شخص اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے اپنی ماں کو مارا کرتا تھا اور میں اس کو بہت روکا کرتا تھا۔ یہ بری موت اس کا نتیجہ تھی۔

میرا ایک دوست اپنی بستی میں رشتہ داروں کو ملنے گیا۔ وہاں ایک واقعہ ہوا جو درج

قرآن کریم صرف اصول بیان کرتا ہے

آگے بڑھنے سے پہلے یہاں ایک بات عرض کردوں کہ قرآن کریم میں آپ یہ دیکھیں گے کہ عام طور پر قرآن کریم موٹے موٹے اصول بیان کردیتا ہے، تفصیلات اور جزئیات میں نہیں جاتا۔ انہیں بیان نہیں کرتا، یہاں تک کہ نماز جیسا اہم رکن جو دین کا ستون ہے، جس کے بارے میں قرآن کریم نے تہتر مقامات پر حکم دیا کہ نماز قائم کرو۔ لیکن نماز کیسے پڑھی جاتی ہے؟ اس کا طریقہ کیا ہوتا ہے؟ اس کی رکعتیں کتنی ہوتی ہیں؟ اور کن چیزوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، اور کن چیزوں سے نہیں ٹوٹتی؟ یہ تفصیلات قرآن نے بیان نہیں کیں۔ یہ حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر چھوڑ دیں، آپ نے اپنی سنت سے بیان فرمائیں، اسی طرح زکوٰۃ کا نصاب کیا ہوتا ہے؟ کس پر فرض ہوتی ہے؟ کتنی فرض ہوتی ہے؟ کن کن چیزوں پر فرض ہوتی ہے؟ یہ تفصیلات قرآن کریم نے بیان نہیں کیں۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر چھوڑ دیں، معلوم ہوا کہ قرآن کریم عام طور پر اصول بیان کرتا ہے، تفصیلی جزئیات میں نہیں جاتا۔

گھریلو زندگی، پورے تمدن کی بنیاد ہے

لیکن مرد وعورت کے تعلقات، خاندانی تعلقات ایسی چیز ہے کہ قرآن کریم نے اس کے نازک نازک جزوی مسائل بھی صراحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ ایک ایک چیز کو کھول کر بیان کر دیا ہے اور پھر بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح فرمائی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ مرد وعورت کے جو تعلقات ہیں اور انسان کی جو گھریلو زندگی ہے یہ پورے تمدن کی بنیاد ہوتی ہے۔ اور اس پر پورے تہذیب وتمدن کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ اگر مرد وعورت کے تعلقات استوار ہیں۔ خوشگوار ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے حقوق ادا کر رہے ہیں تو اس سے گھر کا نظام درست ہوتا ہے اور گھر کا نظام درست ہونے سے اولاد درست ہوتی ہے اور اولاد کے درست ہونے سے معاشرہ سنورتا ہے اور اس پر پورے معاشرے کی عمارت کھڑی ہوتی ہے، لیکن اگر گھر کا نظام خراب ہو، اور

میاں بیوی کے درمیان رات دن تو تو میں میں ہوتی ہو، تو اس سے اولاد پر برا اثر پڑے گا۔ اور اس کے نتیجے میں جو قوم تیار ہوگی اس کے بارے میں آپ تصور کر سکتے ہیں کہ کسی شائستہ قوم کے افراد بن سکتے ہیں یا نہیں۔ اس واسطے اس کو عائلی احکام یعنی گھرداری کے احکام کہا جاتا ہے اس لئے قرآن کریم نے ان تعلقات کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی بیان فرمایا ہے۔

عورت کی پیدائش ٹیڑھی پسلی سے ہونے کا مطلب

اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت اچھی تشبیہ بیان فرمائی ہے اور یہ اتنی عجیب وغریب اور حکیمانہ تشبیہ ہے کہ ایسی تشبیہ ملنا مشکل ہے۔ فرمایا کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ بعض لوگوں نے اس کی تشریح یہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ اس کے بعد حضرت حوا علیہا السلام کو انہی کی پسلی سے پیدا کیا گیا اور بعض علماء نے اس کی دوسرے تشریح یہ بھی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورت کی تشبیہ دیتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ عورت کی مثال پسلی کی سی ہے، کہ جس طرح پسلی دیکھنے میں ٹیڑھی معلوم ہوتی ہے، لیکن پسلی کا حسن اور اس کی صحت اس کے ٹیڑھا ہونے میں ہی ہے، چنانچہ کوئی شخص اگر یہ چاہے کہ پسلی ٹیڑھی ہے اس کو سیدھا کر دوں تو جب اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو وہ سیدھی تو نہیں ہوگی البتہ ٹوٹ جائے گی، وہ پھر پسلی نہیں رہے گی اب دوبارہ پھر اس کو ٹیڑھا کر کے پلستر کے ذریعہ جوڑنا پڑے گا۔ اسی طرح حدیث شریف میں عورت کے بارے میں بھی یہی فرمایا کہ:

ان ذهبت تقيمها كسرتها وان استمتعت بها استمتعت بها وفيها عوج

"اگر تم اسی پسلی کو سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ پسلی ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر اس سے فائدہ اٹھانا چاہو، تو اس کے ٹیڑھے ہونے کے باوجود فائدہ اٹھاؤ گے۔"

یہ بڑی عجیب وغریب اور حکیمانہ تشبیہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی، کہ اس کی صحت ہی اس کے ٹیڑھے ہونے میں ہے اگر وہ سیدھی ہوگی تو وہ بیمار ہے صحیح نہیں۔

یہ عورت کی مذمت کی بات نہیں ہے

بعض لوگ اس تشبیہ کو عورت کی مذمت میں استعمال کرتے ہیں کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، لہٰذا اس کی اصل ٹیڑھی ہے چنانچہ میرے پاس بہت سے لوگوں کے خطوط آتے ہیں جسمیں کوئی لوگ یہ لکھتے کہ یہ عورت ٹیڑھی پسلی کی مخلوق ہے، گویا کہ اس کو مذمت اور برائی کے طور پر استعمال کرتے ہیں، حالانکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا منشا یہ نہیں ہے

عورت کا ٹیڑھا پن ایک فطری تقاضا ہے

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو کچھ اور اوصاف دے کر پیدا فرمایا ہے اور عورت کو کچھ اور اوصاف دے کر پیدا فرمایا، دونوں کی فطرت اور سرشت میں فرق ہے، سرشت میں فرق ہونے کی وجہ سے مرد عورت کے بارے میں یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ میری طبیعت اور فطرت کے خلاف ہے، حالانکہ عورت کا تمہاری طبیعت کے خلاف ہونا یہ کوئی عیب نہیں ہے کیونکہ یہ ان کی فطرت کا تقاضہ ہے کہ وہ ٹیڑھی ہو۔ کوئی شخص پسلی کے بارے میں یہ کہے کہ سلی کے اندر جو ٹیڑھا ن ہے وہ اس کے اندر عیب ہے، ظاہر ہے کہ وہ عیب نہیں، بلکہ اس کی فطرت کا تقاضہ ہے کہ ٹیڑھی ہو، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرمارہے ہیں کہ اگر تمہیں عورت میں کوئی ایسی بات نظر آتی ہے جو تمہاری طبیعت کے خلاف ہو، اور اس کی وجہ سے تم اس کو ٹیڑھا سمجھ رہے ہو تو اس کو اس بناء پر کنڈم نہ کرو، بلکہ یہ سمجھو کہ اس کی فطرت کا مقتضیٰ یہ ہے اور اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر فائدہ اٹھانا چاہو کے تو ٹیڑھا ہونے کی حالت میں بھی فائدہ اٹھاسکو گے۔

''غفلت'' عورت کے لئے حسن ہے

آج الٹا زمانہ آگیا ہے، اس واسطے قدریں بدل گئیں ہیں، خیالات بدل گئے، ورنہ بات یہ ہے کہ جو چیز مرد کے حق میں عیب ہے، بسا اوقات وہ عورت کے حق میں حسن اور اچھائی ہے اگر ہم قرآن کریم کو غور سے پڑھیں تو قرآن کریم سے یہ بات نظر آجاتی ہے

اصل بات یہ ہے کہ آدمی ناشکرا ہے۔ اگر وہ تین باتیں ناپسند ہوئیں اور بری لگیں بس! انہیں کو لے کر بیٹھ گیا کہ اس میں تو یہ خرابی ہے۔ اس میں تو یہ خرابی ہے۔ اب اچھائی کی طرف دھیان نہیں۔ اس لئے ہر وقت روتا رہتا ہے۔ اور ہر وقت اس کی برائیاں کرتا رہتا ہے اور اس کے نتیجے میں اس کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے۔

ہر چیز خیر و شر سے مخلوط ہے

دنیا کے اندر کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جس کے اندر برائی نہ ہو اور اس میں کوئی نہ کوئی اچھائی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا یہ بنائی ہے۔ اس میں ہر چیز کے اندر خیر اور شر مخلوط ہے۔ کوئی چیز اس کائنات میں خیر مطلق نہیں اور کوئی شر مطلق نہیں۔ اس میں خیر و شر ملے جلے ہوتے ہیں، کوئی کافر ہے یا مشرک ہے یا کوئی برا انسان ہے، اگر اس کے اندر بھی اچھائی تلاش کرو گے تو کوئی نہ کوئی اچھائی ضرور مل جائے گی۔

انگریزی کی ایک کہاوت

انگریزی کی ایک کہاوت ہے اور ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "حکمت کی بات مومن کی گمشدہ متاع ہے۔ جہاں وہ اس کو پائے۔ اسے لے لے"۔ لہٰذا انگریزی کی کہاوت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ضرور غلط ہی ہو۔ بات بڑی حکیمانہ ہے، کسی نے کہا کہ "وہ گھنٹہ یا گھڑی جو بند ہو گئی ہو۔ وہ بھی دن میں دو بار سچ بولتی ہے۔" مثلاً فرض کرو کہ بارہ بج کر پانچ منٹ پر گھڑی بند ہو گئی اب ظاہر ہے کہ ہر وقت تو وہ صحیح ٹائم نہیں بتائے گی۔ بلکہ غلط بتائے گی۔ لیکن دن میں دو مرتبہ ضرور صحیح ٹائم بتائے گی۔ ایک دن میں بارہ بج کر پانچ منٹ پر اور ایک رات میں بارہ بج کر پانچ منٹ پر تو دو مرتبہ وہ ضرور سچ بولے گی۔

اچھائی تلاش کرو گے تو مل جائے گی

کہاوت کہنے والے کا مقصد یہ ہے کہ چاہے کتنی بھی بیکار اور بری چیز ہو۔ لیکن اگر اس میں اچھائی تلاش کرو گے تو مل ہی جائے گی۔ اسی طرح دنیا کے اندر کوئی چیز ایسی نہیں

رہتی تھی۔ جب گھر میں داخل ہوتے بس لعنت ملامت لڑائی جھگڑا شروع ہو جاتا۔ کسی صاحب نے ان بزرگ سے کہا کہ دن رات کی جھک جھک اور لڑائی آپ نے کیوں پالی ہوئی ہے یہ قصہ ختم کر دیجئے اور طلاق دید یجئے۔ تو ان بزرگ نے جواب دیا کہ بھائی! طلاق دینا تو آسان ہے، جب چاہوں گا، دیدوں گا، بات دراصل یہ ہے کہ اس عورت میں اور تو بہت سی خرابیاں نظر آتی ہیں لیکن اس کے اندر ایک وصف ایسا ہے جس کی وجہ سے میں ان کو کبھی نہیں چھوڑ نگا اور کبھی طلاق نہیں دوں گا۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر وفاداری کا ایسا وصف رکھا ہے کہ اگر بالفرض میں گرفتار ہو جاؤں اور پچاس سال تک جیل میں بند رہوں تو مجھے یقین ہے کہ میں اس کو جس کونے میں بٹھا کر جاؤں گا اسی کونے میں بیٹھی رہے گی۔ اور کسی اور کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھے گی اور یہ وفاداری ایسا وصف ہے کہ اس کی کوئی قیمت نہیں ہو سکتی۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ اور نازک مزاجی

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا نام سنا ہوگا بڑے ولی اللہ گزرے ہیں، اور ایسے نفیس مزاج اور نازک مزاج بزرگ تھے کہ اگر کسی نے صراحی کے اوپر گلاس ٹیڑھا رکھ دیا تو اس کو ٹیڑھا دیکھ کر سر میں درد ہو جاتا تھا۔ ایسے نازک مزاج آدمی تھے، ذرا بستر پر شکنیں آجائیں تو سر میں درد ہو جاتا تھا۔ لیکن ان کو بیوی جو ملی وہ بڑی بدسلیقہ، بدمزاج، زبان کی پھوہڑ، ہر وقت کچھ نہ کچھ بولتی رہتی تھیں، اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو عجیب عجیب طریقے سے آزماتے ہیں اور ان کے درجات بلند فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش تھی لیکن انہوں نے ساری عمران کے ساتھ نبھایا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو شاید اس طرح معاف فرمادیں۔

ہمارے معاشرے کی خواتین دنیا کی حوریں ہیں

ہمارے حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے ہندوستان پاکستان کے معاشرے کی خواتین دنیا کی حوریں ہیں اور اس کی وجہ یہ بیان فرماتے کہ ان

واجب ہے بجائے اس کے کہ میں کھانا پکاؤں، تم میرے لئے پکا پکایا کھانا لا کر دو۔ چنانچہ فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ:

یاتیھا بطعام مھیا......

اس صورت میں پکا پکایا لا کر عورت کو دینا یہ شوہر کی ذمہ داری ہے اور اس عورت سے نہ قضاء کھانا پکانے کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ دیانتاً اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور واضح الفاظ میں یہ فرمایا:

"لیس تملکون منھن شیئا غیر ذالک"

یعنی تمہیں یہ حق حاصل ہے کہ ان کو اپنے گھر پر رکھو اور تمہاری اجازت کے بغیر ان کو گھر سے باہر جانا جائز نہیں۔ لیکن اس کے علاوہ ان پر کوئی ذمہ داری شرعاً نہیں ہے۔

اور اگر وہ پہلی قسم کی عورت ہے یعنی جو اپنے گھر میں کھانا پکاتی تھی اور کھانا پکاتی ہوئی شوہر کے گھر آئی ہے تو اس کے ذمہ کھانا پکانا قضاء واجب نہیں ہے لیکن دیانۃً واجب ہے یعنی بزور عدالت تو اس سے کھانا پکانے کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں! البتہ اس کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا کھانا خود پکائے۔ اس صورت میں شوہر کے ذمہ یہ ہے کہ وہ کھانا پکانے کا سامان لا کر دے دے۔ باقی شوہر یا بچوں کے لئے کھانا پکانا یہ اس کی ذمہ داری بھی نہیں ہے۔ اور یہ عورت شوہر سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتی کہ تم میرے لئے پکا پکایا کھانا لا کر دو۔ لیکن اگر وہ شوہر اور بچوں کے لئے کھانا پکانے سے انکار کر دے تو اب اس سے عدالت کے زور پر کھانا پکانے کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا، فقہاء کرام نے اتنی تفصیل کے ساتھ یہ مسائل بیان فرمائے ہیں۔

ساس سسر کی خدمت واجب نہیں

ایک بات اور سمجھ لیجئے جس میں بڑی کوتاہی ہوتی ہے وہ یہ کہ جب عورت کے ذمہ شوہر کا اور اس کی اولاد کا کھانا پکانا واجب نہیں تو شوہر کے جو ماں باپ اور بہن بھائی ہیں ان کے لئے کھانا پکانا اور ان کی خدمت کرنا بطریق ادنیٰ واجب نہیں۔ ہمارے یہاں یہ دستور چل پڑا ہے کہ جب بیٹے کی شادی ہوئی تو اس بیٹے کے ماں باپ یہ سمجھتے ہیں کہ بہو پر بیٹے کا حق

ضرورت ہے، گھر میں صرف بیٹا اور بہو ہے اب کیا کیا جائے؟ اس صورت میں بھی شرعی مسئلہ یہ ہے کہ بہو کے ذمے واجب نہیں کہ وہ شوہر کے والدین کی خدمت کرے، البتہ اس کی سعادت اور خوش نصیبی ہے اور اجر وثواب کا موجب ہے اگر خدمت کرے گی تو ان شاء اللہ بڑا ثواب حاصل ہوگا۔ لیکن بیٹے کو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ کام میرا ہے، مجھے چاہئے کہ اپنے والدین کی خدمت کروں، اب چاہے وہ خدمت خود کرے، یا کوئی نوکر اور خادمہ رکھے، لیکن اگر بیوی خدمت کر رہی ہے تو یہ اس کا حسن سلوک اور احسان سمجھنا چاہئے۔

عورت کو اجازت کے بغیر باہر جانا جائز نہیں

لیکن ایک قانون اس کے ساتھ اور بھی سن لیں، ورنہ معاملہ الٹا ہو جائے گا اس لئے کہ لوگ جب یک طرفہ بات سن لیتے ہیں تو اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے تفصیل کے ساتھ عرض کیا کہ کھانا پکانا عورت کے ذمہ شرعاً واجب نہیں۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ یہ تمہارے گھروں میں مقید رہتی ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری اجازت کے بغیر ان کے لئے کہیں جانا جائز نہیں لہذا جس طرح فقہاء کرام نے کھانا پکانے کا مسئلہ تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ اس طرح فقہاء نے یہ قانون بھی لکھا ہے کہ اگر شوہر عورت سے یہ کہہ دے کہ تم گھر سے باہر نہیں جاسکتیں۔ اور اپنے عزیز واقارب سے ملنے نہیں جاسکتیں۔ حتی کہ اس کے والدین سے بھی ملنے کیلئے جانے سے منع کر دے تو عورت کے لئے ان سے ملاقات کیلئے گھر سے باہر جانا جائز نہیں۔ البتہ اگر والدین اپنی بیٹی سے ملنے کیلئے اس کے گھر آجائیں تو اب شوہر ان والدین کو ملاقات کرنے سے نہیں روک سکتا، لیکن فقہاء نے اس کی حد مقرر کر دی ہے کہ اس کے والدین ہفتے میں ایک مرتبہ آئیں اور ملاقات کر کے چلے جائیں۔ یہ اس عورت کا حق ہے۔ شوہر اس سے نہیں روک سکتا لیکن اجازت کے بغیر اس کے لئے جانا جائز نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کے درمیان اس طرح توازن برابر کیا ہے کہ عورت کے ذمے قانونی اعتبار سے کھانا پکانا واجب نہیں اور تو دوسری طرف قانونی اعتبار سے اس کا گھر سے باہر نکلنا شوہر کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

فضول خرچی اور اسراف کی ممانعت آئی ہے اور دوسری طرف یہ حکم دیا جارہا ہے کہ گھر کے خرچ میں تنگی مت کرو، بلکہ کشادگی سے کام لو اب سوال یہ ہے کہ دونوں میں حد فاصل کیا ہے؟ کونسا خرچہ اسراف میں داخل ہے اور کونسا خرچہ اسراف میں داخل نہیں؟

رہائش جائز، آسائش جائز

اس خلجان کے جواب میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے گھر کے بارے میں فرمایا کہ ایک ''گھر'' وہ ہوتا ہے جو قابل رہائش ہو، مثلاً جھونپڑی ڈال دی، یا چھپر ڈال دیا، اس میں بھی آدمی رہائش اختیار کر سکتا ہے یہ تو پہلا درجہ ہے جو بالکل جائز ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ رہائش بھی ہو اور ساتھ میں آسائش بھی ہو، مثلاً پختہ مکان ہے جس میں انسان آرام کے ساتھ رہ سکتا ہے۔ اور گھر میں آسائش کے لئے کوئی کام کیا جائے تو اس کی ممانعت نہیں ہے اور یہ بھی اسراف میں داخل نہیں مثلاً ایک شخص ہے وہ جھونپڑی میں بھی زندگی بسر کر سکتا ہے اور دوسرا شخص جھونپڑی میں نہیں رہ سکتا اس کو تو رہنے کے لئے پختہ مکان چاہئے۔ اور پھر اس مکان میں بھی اسکو پنکھا اور بجلی چاہئے اب اگر وہ شخص اپنے گھر میں پنکھا اور بجلی اس لئے لگاتا ہے تاکہ اس کو آرام حاصل ہو۔ تو یہ اسراف میں داخل نہیں۔

آرائش بھی جائز

تیسرا درجہ یہ ہے کہ مکان میں آسائش کے ساتھ آرائش بھی ہو۔ مثلاً ایک شخص کا پختہ مکان بنا ہوا ہے۔ پلاستر کیا ہوا ہے بجلی بھی ہے پنکھا بھی ہے۔ لیکن اس مکان پر رنگ نہیں ہوا ہے اب ظاہر ہے کہ رہائش تو ایسے مکان میں بھی ہو سکتی ہے لیکن رنگ و روغن کے بغیر آرائش نہیں ہو سکتی، اب اگر کوئی شخص آرائش کے حصول کے لئے مکان پر رنگ و روغن کرائے تو شرعاً وہ بھی جائز ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ رہائش جائز، آسائش جائز، آرائش جائز اور آرائش کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی انسان اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے کوئی کام کر لے تاکہ دیکھنے میں اچھا معلوم ہو دیکھ کر دل خوش ہو جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، شرعاً یہ بھی جائز ہے۔

نمائش جائز نہیں

اس کے بعد چوتھا درجہ ہے ''نمائش'' اب جو کام کر رہا ہے اس سے نہ تو آرام مقصود ہے، نہ آرائش مقصود ہے بلکہ اس کام کا مقصد صرف یہ ہے کہ لوگ مجھے بڑا دولت مند سمجھیں اور لوگ یہ سمجھیں کہ اس کے پاس بہت پیسہ ہے اور تا کہ اس کے ذریعہ دوسروں پر اپنی فوقیت جتاؤں اور اپنے آپ کو بلند ظاہر کروں، یہ سب ''نمائش'' کے اندر داخل ہے اور یہ شرعاً ناجائز ہے اور اسراف میں داخل ہے۔

فضول خرچی کی حد

یہی چار درجات لباس اور کھانے میں بھی ہیں بلکہ ہر چیز میں ہیں ایک شخص، اچھا اور قیمتی کپڑا اس لئے پہنتا ہے تا کہ مجھے آرام ملے اور تا کہ مجھے اچھا لگے اور میرے گھر والوں کو اچھا لگے اور میرے ملنے جلنے والے اس کو دیکھ کر خوش ہوں، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اگر کوئی شخص اچھا اور قیمتی لباس اس نیت سے پہنتا ہے تا کہ مجھے دولت مند سمجھا جائے مجھے بہت پیسے والا سمجھا جائے اور میرا بڑا مقام سمجھا جائے تو یہ نمائش ہے اور ممنوع ہے اس لئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسراف کے بارے میں ایک واضح حد فاصل کھینچ دی کہ اگر ضرورت پوری کرنے کے لئے کوئی خرچ کیا جا رہا ہے یا آسائش کے حصول کے لئے یا اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے آرائش کی خاطر کوئی خرچہ کیا جا رہا ہے وہ اسراف میں داخل نہیں

یہ اسراف میں داخل نہیں

میں ایک مرتبہ کسی دوسرے شہر میں تھا۔ اور واپس کراچی آنا تھا، گرمی کا موسم تھا، میں نے ایک صاحب سے کہا کہ ائیر کنڈیشن کوچ میں میرا ٹکٹ بک کرادو اور میں نے ان کو پیسے دے دیے، ایک دوسرے صاحب پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے فوراً کہا کہ صاحب! یہ تو آپ اسراف کر رہے ہیں، اس لئے کہ ائیر کنڈیشن کوچ میں سفر کرنا تو اسراف میں داخل ہے، بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اگر اوپر کے درجے میں سفر کر لیا تو یہ اسراف میں داخل ہے خوب سمجھ لیجئے اگر اوپر کے درجے میں سفر کرنے کا مقصد راحت حاصل کرنا

میں اور آج کے اخلاق میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اخلاق پیدا کرنے کا طریقہ

اور ان اخلاق کو حاصل کرنے کے لئے محض کتاب پڑھ لینا کافی نہیں ہے، نہ محض وعظ سن لینا کافی ہوتا ہے، اس کے لئے کسی مربی اور کسی مصلح کی صحبت میں رہنے کی ضرورت ہوتی ہے تصوف اور پیری مریدی کا جو سلسلہ بزرگوں سے چلا آرہا ہے اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان کے اندر اخلاقِ فاضلہ پیدا ہوں اور برے اخلاق دور ہوں۔ بہر حال ایمان میں کامل ترین افراد وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں، جن کے دل میں صحیح داعیے پیدا ہوتے ہوں اور ان صحیح داعیوں اظہار ان کے اعمال وافعال سے ہوتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو ان کاملین میں داخل فرمادیں۔ آمین

اللہ کی بندیوں کو نہ مارو

"وعن اياس بن عبدالله بن ابی ذباب رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه قسلم : لا تضروبوا اماء الله، فجاء عمرا لی رسول الله صلی الله علیه وسلم ، فقال: ذئرن النساء علی ازواجهن الخ"

(ابوداؤد، کتاب النکاح باب فی ضرب النساء، حدیث نمبر ۲۱۴۶)

حضرت ایاس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ: اللہ کی بندیوں کو مارو نہیں، یعنی عورتوں کو مارنا اچھی بات نہیں ہے، مت مارا کرو اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا کہ یہ کام مت کرو تو جس شخص نے براہ راست حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سن لیا، اس کے لئے وہ کام حرام قطعی ہوگیا، اب اس کے لئے کسی بھی حالت میں مارنا جائز نہیں۔

حدیث ظنی یا قطعی

یہ بات سمجھ لیجئے کہ ایک تو وہ حدیث ہے، جو ہم اور آپ کتاب میں پڑھتے ہیں۔ یا سنتے ہیں اور جو لمبی سند کے ساتھ ہم تک پہنچتی ہے حدثنا فلان قال حدثنا فلان، ایسی حدیث

ظنی کہلاتی ہے، اس لئے کہ ظنی طریقوں سے ہم تک پہنچتی ہے۔ لہٰذا اس حدیث پر عمل کرنا واجب ہے اگر عمل نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا لیکن صحابہ کرام ے جو بات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سن لی، وہ حدیث ظنی نہیں ہے، بلکہ قطعی ہے، لہٰذا اگر کوئی اس کی خلافت ورزی کرے گا تو صرف گناہ گار نہیں ہوگا، بلکہ کافر ہو جائے گا، اس لئے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا انکار کر دیا، لہٰذا فوراً کافر ہو گیا۔

صحابہ کرام ہی اس لائق تھے

کبھی کبھی ہمارے دلوں میں یہ احمقانہ خیال آتا ہے کہ کاش! ہم بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے ہوتے، اور وہی اپنی حکمت سے فیصلہ فرماتے ہیں اور اپنی حکمت سے ہمیں اس دور میں پیدا فرمایا، اگر ہم اس دور میں پیدا ہو جاتے تو خدا جانے کس اسفل السافلین میں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ بچائے آمین! اس لئے کہ وہاں ایمان کا معاملہ اتنا نازک تھا کہ ذرا سی دیر میں انسان ادھر سے ادھر ہو جاتا تھا۔

صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس جانثاری کا معاملہ فرمایا۔ وہ انہیں کا ظرف تھا، اور اسی کے نتیجے میں وہ اس درجے تک پہنچے اگر ہم جیسا آرام پسند اور عافیت پسند آدمی اس دور میں ہوتا تو خدا جانے کیا حشر بنتا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل وکرم ہے کہ اس نے ہمیں اس انجام سے بچایا۔ اور ایسے دور میں پیدا فرمایا جس میں ہمارے لئے بہت سی آسانیاں ہیں۔ آج ایک حدیث کے بارے میں ہم یہ کہہ دیتے ہیں یہ کہ حدیث ظنی ہے۔ اور ظنی ہونے کی وجہ سے اگر کوئی انکار کر دے گا تو کافر نہ ہوگا۔ صرف گناہ گار ہی ہوگا۔ لیکن صحابہ کرام کا معاملہ تو یہ تھا کہ اگر کوئی شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کوئی حکم سننے کے بعد انکار کر دے کہ میں نہیں کرتا، فوراً کافر ہو جاتا، اللہ تعالیٰ بچائے۔ آمین!

یہ عورتیں شیر ہو گئیں ہیں

لہٰذا جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ عورتوں کو نہ مارو، تو اب مارنے کا سلسلہ بالکل بند ہو گیا۔ اس لئے کہ صحابہ کرام تو ایسے نہیں تھے کہ حضور اقدس صلی

اللہ علیہ وسلم سے کسی کام کے بارے میں ممانعت سنیں اور پھر بھی وہ کام جاری رکھیں۔ جمارنے کا سلسلہ بالکل بند ہو گیا تو کچھ دنوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ:

ذئرن النساء علی ازواجھن

یارسول اللہ! یہ عورتیں تو اب اپنے شوہروں پر شیر ہو گئیں، اس لئے کہ آپ نے مارنے کی ممانعت کر دی۔ جس کے بعد اب کوئی شخص اپنی بیوی کو نہیں مارتا۔ بلکہ مار کے قریب جانے سے بھی ڈرتا ہے اور اس نے مارنے کے نتیجے میں عورتیں شیر ہو گئی ہیں اور شوہروں کی حق تلفیاں کرنے لگی ہیں۔ اور ان کے ساتھ بدسلوکی کرنے لگی ہیں۔ اب آپ فرمائیں کہ ان حالات میں ہم کیا کریں؟

فرخص فی ضربھن

چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی کہ اگر عورتیں شوہروں کی حق تلفی کریں اور مارنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو تمہیں مارنے کی بھی اجازت ہے اب اس اجازت دینے کے نتیجے میں یہ ہوا کہ ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت سی خواتین آنی شروع ہو گئیں اور آ کر عرض کرتیں یہ یارسول اللہ ! آپ نے شوہروں کو مارنے کی اجازت دے دی۔ جس سے لوگوں نے غلط فائدہ اٹھایا۔ اور ہمیں اس طرح مارا

یہ اچھے لوگ نہیں ہیں

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لقد اطاف بآل محمد نساء کثیر یشکون ازواجھن لیس اولئک بخیارکم"

آپ نے اپنا نام لے کر فرمایا کہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر میں بہت سے خواتین چکر لگاتی ہیں۔ اور وہ اپنے شوہروں کی شکایت کرتی ہیں کہ وہ شوہر ان کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ ان کو بری طرح مارتے ہیں۔ لہٰذا خوب اچھی طرح سن لو کہ جو لوگ یہ مار پیٹ کر رہے ہیں وہ تم میں اچھے لوگ نہیں ہیں اور اچھے مومن اور مسلمان کا کام نہیں ہے کہ وہ

مجھے تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں بہت زیادہ محبوب ہیں، کتنا خوبصورت جملہ ارشاد فرمایا کہ ''تمہاری دنیا'' میں سے، یہ اس لئے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری جگہ پر یہ ارشاد فرما چکے تھے کہ:

مالی وللدنیا ما انا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرة ثم راح وترکھا. (ترمذی، کتاب الزھد، حدیث نمبر ۲۳۷۸)

میرا دنیا سے کیا تعلق! میں تو ایک ایسے سوار کی طرح ہوں جو کسی درخت کے سائے میں ذرا سی دیر کے لئے ٹھہرتا ہے۔ اور پھر چلا جاتا ہے اور اس درخت کو چھوڑ دیتا ہے اس لئے آپ نے فرمایا کہ تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں مجھے بہت زیادہ محبوب اور پسند ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ ایک عورت دوسری خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔

بری عورت سے پناہ مانگو

بہر حال تین پسندیدہ چیزوں میں سے ایک نیک عورت ہے اس لئے کہ اگر عورت نیک نہ ہو تو اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی:

اللّٰھم انی اعوذبک عن امرأة تشیبنی قبل المشیب واعوذبک من ولد یکون علی وبال.

اے اللہ! میں اس عورت سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دے، اور اس اولاد سے پناہ مانگتا ہوں جو میرے لئے وبال ہو جائے اللہ تعالیٰ بچائے۔ آمین! اس لئے کہ جب اپنے لئے یا اپنی اولاد کے لئے تلاش کرو تو ایسی عورت تلاش کرو جس میں دین ہو۔ صلاح ہو۔ نیکی ہو۔ اگر خدانہ کرے۔ نیکی نہیں ہے تو وہ پھر عذاب بننے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص کو صالح بیوی کی نعمت میسر آئی ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کی قدر کرے۔ اس کی ناقدری نہ کرے اور اس کی قدر یہی ہے کہ اس کے حقوق ادا کرے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان ارشادات پر ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

نسواں کا بڑا زور وشور ہے۔ ایسی دنیا میں لوگ یہ بات کرتے ہوئے شرماتے ہیں کہ شریعت نے مرد کو حاکم بنایا ہے۔ اور عورت محکوم بنایا ہے۔ اس لئے کہ آج کی دنیا میں یہ پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ مرد کی عورت پر بالادستی قائم کردی گئی ہے اور عورت کو محکوم بنا کر اس کے ہاتھ میں قید کردیا گیا ہے اور اس کو چھوٹا قرار دے دیا گیا ہے۔

سفر کے دوران ایک کو امیر بنالو

لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ مرد اور عورت زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں، زندگی کا سفر دونوں کو ایک ساتھ طے کرنا ہے، اب زندگی کے سفر کے طے کرنے میں انتظام کے خاطر یہ لازمی بات ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک شخص سفر کا ذمہ دار ہو۔ حدیث میں نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ جب بھی دو آدمی کوئی سفر کر رہے ہوں، چاہے وہ سفر چھوٹا سا کیوں نہ ہو، اس سفر میں اپنے میں سے ایک کو امیر بنالو، امیر بنائے بغیر سفر نہیں کرنا چاہئے، تاکہ سفر کے جملہ انتظامات اور پالیسی اس امیر کے فیصلے کے تابع ہو، اگر امیر نہیں بنائیں گے تو ایک بدنظمی ہو جائے گی۔

(ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی الوم یسافرون یومرون احدھم، حدیث نمبر ۲۶۰۸)

لہٰذا جب ایک چھوٹے سے سفر میں امیر بنانے کی تاکید کی گئی ہے تو زندگی کا یہ طویل سفر جو ایک ساتھ گزارنا ہے اس میں یہ تاکید کیوں نہیں ہوگی اپنے میں سے ایکلو امیر بنالو۔ تاکہ بدنظمی پیدا نہ ہو۔ بلکہ انتظام قائم رہے۔ اس انتظام کو قائم کرنے کے لئے کسی ایک کو امیر بنانا ضروری ہے۔

زندگی کے سفر کا امیر کون ہو؟

اب دو راستے ہیں، یا تو مرد کو اس زندگی کے سفر کا امیر بنا دیا جائے، یا عورت کو امیر بنا دیا جائے اور مرد کو اس کا محکوم بنا دیا جائے، تیسرا کوئی راستہ نہیں ہے، اب انسانی خلقت، فطرت، قوت اور صلاحیتوں کے لحاظ سے بھی اور عقل کے ذریعہ انسان غور کرے تو یہی نظر آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو قوت مرد کو عطا کی ہے، بڑے بڑے کام کرنے کی جو

یعنی کوئی شخص اگر تمہارے ساتھ برا سلوک کرے تو تم بدلے میں اس کے ساتھ برا سلوک کر سکتے ہو۔ اب اگر انہوں نے تمہارے منہ پر حلوہ مل دیا ہے تو تم بھی ان کے چہرے پر حلوہ مل دو"

چنانچہ حضرت سودہ نے رضی اللہ عنہا نے تھوڑا سا حلوہ اٹھا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر مل دیا' اب دونوں کے چہروں پر حلوہ ملا ہوا ہے اور یہ سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو رہا ہے۔

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی' پوچھا کہ کون ہے؟ معلوم ہوا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں (شاید اس وقت تک پردے کے احکام نہیں آئے تھے) جب آپ نے یہ سنا کہ حضرت عمر تشریف لائے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں جلدی جا کر اپنے چہرے دھولو۔ اس لئے کہ عمر آرہے ہیں چنانچہ دونوں نے جا کر اپنا چہرہ دھویا۔ (مجمع الزوائد للہیثمی' جلد ۴ ص ۳۱۶)

وہ ذات جس کا ہر آن اللہ جل جلالہ کے ساتھ رابطہ ہے۔ جس کی ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو ہو رہی ہے' اور وحی آرہی ہے' اور اللہ تعالیٰ کی حضوری کا وہ مقام حاصل ہے جو اس روئے زمین پر کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتا' لیکن اس کے باوجود ازواج مطہرات کے ساتھ یہ انداز ان کی دلداری کا اتنا خیال ہے۔

ہم اور آپ سے "حضوری" کا لفظ بول دیتے ہیں۔ لیکن اس کی حقیقت ہمیں معلوم نہیں۔ اگر کوئی شخص اس کا مزہ چکھ لے تو اس کو پتہ لگے گا کہ یہ کیا چیز ہے' ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضوری کا خیال اس درجہ بڑھ جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے ایسے ہیں کہ وہ پاؤں پھیلا کر نہیں سو سکتے' لیٹ نہیں سکتے اس لئے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے ہونے کا احساس ہے' اور جب اپنا بڑا سامنے ہو تو کوئی شخص پاؤں پھیلا کر لیٹے گا؟ ہرگز نہیں لیٹے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حاضر ہونے کا احساس اور خیال اس درجہ بڑھ جاتا ہے کہ انسان پاؤں پھیلا کر لیٹ نہیں سکتا۔ لہٰذا جس ذات کو "حضوری" کا اتنا بڑا مقام حاصل ہو جو دنیا میں کسی اور کو نہیں ہو سکتا۔ وہ ازواج مطہرات کے ساتھ کس طرح خوش طبعی

نے ارشاد فرمایا کہ میاں بیوی کے جو باہمی تعلقات ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر بھی اجر عطا فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! وہ تو انسان اپنی نفسانی خواہشات کے تحت کرتا ہے۔ اس پر کیا اجر؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ ان نفسانی خواہشات کو ناجائز طریقے سے پورا کرتے تو اس پر گناہ ہوتا یا نہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! گناہ ضرور ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ میاں بیوی ناجائز طریقے کو چھوڑ کر جائز طریقے سے نفسانی خواہشات کو میری وجہ سے اور میرے حکم کے ماتحت کر رہے ہیں اس لئے اس پر بھی ثواب ہوگا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۱۲۹۱۶۷)

اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں

ایک حدیث جو میں نے خود تو نہیں دیکھی البتہ حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ کے مواعظ میں یہ حدیث پڑھی ہے اور حضرت تھانوی نے کئی جگہ اس حدیث کا ذکر فرمایا۔ وہ حدیث یہ ہے کہ شوہر باہر سے گھر کے اندر داخل ہوا اور اس نے محبت کی نگاہ سے بیوی کو دیکھا اور بیوی نے محبت کی نگاہ سے شوہر کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لہٰذا یہ میاں بیوی کے تعلقات محض دنیوی قصہ نہیں ہے۔ یہ آخرت اور جنت و جہنم بنانے کا راستہ بھی ہے۔

قضا روزوں میں شوہر کی رعایت

ترمذی شریف میں حدیث ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان کے مہینے میں طبعی مجبوری کی وجہ سے جو روزے مجھ سے قضا ہو جاتے تھے' میں عام طور پر ان روزوں کو آنے والے شعبان کے مہینے میں رکھا کرتی تھی یعنی تقریباً گیارہ ماہ بعد' یہ میں اس لیے کرتی تھی کہ شعبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ لہٰذا اگر اس زمانے میں بھی روزے سے ہوں گی۔ اور آپ بھی روزے سے ہوں گے تو یہ صورت زیادہ بہتر ہے بنسبت اس کے میں روزے سے ہوں۔ اور آپ کا روزہ نہ ہو' حالانکہ وہ نفلی روزے نہیں تھے۔ بلکہ رمضان کے قضا روزے تھے اور قضا روزوں کے

پڑے، اس وقت مجھے اس قدر مسرت ہوئی کہ میرے پاس اس وقت جو کچھ بھی تھا وہ میں نے اٹھا کر کنیز کو دیدیا اور کہا کہ تو میرے لئے اتنی اچھی خبر لائی ہے اس لئے یہ تیرا انعام ہے۔ اس کے بعد اس حالت میں ان دونوں کے درمیان نکاح ہوا کہ حضرت ام حبیبہ حبشہ ہی میں تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تھے اور پھر کچھ عرصہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ منورہ بلوانے کا انتظام فرمایا۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج۴ص ۲۹۸۔ لفظ۔ ''رملۃ'')

متعدد نکاح کی وجہ

واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو متعدد نکاح فرمائے۔ ناحق شناس لوگ تو معلوم نہیں کیا کیا باتیں کرتے ہیں۔ لیکن ہر نکاح کے پیچھے بڑی عظیم الشان حکمتیں ہیں۔ اس نکاح میں دیکھ لیجئے کہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حبشہ میں کس مپرسی کی حالت میں زندگی گزار رہی تھیں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس طرح دلداری نہ فرماتے تو ان کا کیا بنتا، آپ نے اس طریقے سے ان سے نکاح فرما کر ان کو مدینہ طیبہ بلوایا۔

غیر مسلم کی زبان سے تعریف

یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کرشمہ اور معجزہ ہے کہ جس وقت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوگیا۔ تو اس کی اطلاع مکہ مکرمہ میں حضرت ابوسفیان کو پہنچی اور اس وقت حضرت ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اور کافر تھے۔ جب ان کو یہ اطلاع ملی کہ میری بیٹی کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگیا ہے۔ اس وقت بیساختہ ان کی زبان پر جو کلمہ آیا، وہ یہ تھا کہ: یہ خبر تو خوشی کی خبر ہے، اس لئے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کے پیغام کو رد کیا جائے۔ لہٰذا یہ تو خوش قسمتی کی بات ہے کہ ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) وہاں چلی گئیں۔

معاہدے کی عہد شکنی

صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوسفیان کے

درمیان جنگ بندی کا ایک معاہدہ ہوا تھا۔ کتب سیرت میں جس کی تفصیل موجود ہے۔ ایک سال تک حضرت ابو سفیان اور دوسرے کافروں نے اس معاہدے کی شرائط کی پابندی کی، لیکن ایک سال کے بعد انہوں نے عہد شکنی شروع کر دی۔ اس عہد شکنی کے نتیجے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمادیا کہ اب ہم اس معاہدے کے پابند نہیں رہے، اس لئے اب ہم جب چاہیں گے مکہ مکرمہ پر حملہ کر دیں گے۔ کیونکہ ہمارے دشمنوں نے جب عہد کا پاس نہیں کیا تو اب ہم بھی اس کے پابند نہیں رہے، اس اعلان کے بعد حضرت ابو سفیان کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کسی وقت بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ پر حملہ کر سکتے ہیں۔

آپ اس بستر کے لائق نہیں ہیں

ایک مرتبہ حضرت ابوسفیان شام سے واپس آرہے تھے کہ مسلمانوں نے ان کو اور ان کے قافلے کو گرفتار کر لیا تو حضرت ابوسفیان راتوں رات چھپ چھپا کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور یہ خیال ہوا کہ میری بیٹی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہیں، لہٰذا میں ان سے بات کرونگا تو شاید میری جان بخشی ہو جائے۔ چنانچہ یہ چھپ کر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے گھر میں داخل ہوئے اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر گھر میں بچھا ہوا تھا۔ حضرت ابوسفیان گھر میں داخل ہو کر اس بستر پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا تیزی سے آگے بڑھیں اور حضور اقدس صلی اللہ کا بستر ایک طرف ہٹا کر لپیٹ کر رکھ دیا۔ (حضرت) ابوسفیان کو بیٹی کا طرز عمل بڑا اچھبا اور عجیب محسوس ہوا اور ایک جملہ کہ کہا کہ:

"رملہ! کیا یہ بستر میرے لائق نہیں ہے، یا میں اس بستر کے لائق نہیں ہوں؟"

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے جواب دیا کہ:

"ابا جان! بات یہ ہے کہ آپ اس بستر کے لائق نہیں ہیں اس واسطے کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور جو آدمی مشرک ہو، میں اس کو اپنی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اگر میرے لئے کسی کو یہ حکم دینا جائز ہوتا کہ ایک شخص دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے کے آگے سجدہ کرنا جائز نہیں، لہٰذا میں یہ سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ لیکن اگر اس دنیا میں کسی انسان کے لئے دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

یہ دو دلوں کا تعلق ہے

زندگی کے سفر میں جہاں مرد و عورت ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مرد کو "امیر" اور "نگران" بنایا ہے۔ اس "امارت" کے علاوہ اور جتنی امارتیں ہیں وہ وقتی اور عارضی ہیں آج ایک آدمی امیر اور حاکم بن گیا۔ یا ملک کا بادشاہ بنا دیا گیا لیکن اس کی حاکمیت اور بادشاہت اور امارت ایک مخصوص وقت تک کے لئے ہے۔ کل تک حاکم اور امیر بنا ہوا تھا، اور آج وہ جیل خانے میں ہے، کل تک بادشاہ بنا ہوا تھا اور آج دو کوڑی کے لئے پوچھنے کو تیار نہیں، لہٰذا یہ امارتیں اور حکومتیں آنی جانی چیزیں ہیں، آج ہے، کل نہیں، لیکن میاں بیوی کا تعلق یہ زندگی بھر کا تعلق ہے۔ دم دم کا ساتھ ہے ایک ایک لمحے کی رفاقت ہے، لہٰذا اس تعلق کے نتیجے میں مرد کو جو امارت حاصل ہوتی ہے وہ مرتے دم تک برقرار رہتی ہے یا جب تک نکاح کا رشتہ برقرار ہے۔ اس لئے یہ "امارت" عام امارتوں سے مختلف ہے۔ دوسری امارتوں میں حاکم کا محکوم کے ساتھ، امیر کا رعیت کے ساتھ صرف ایک ضابطے کا دستوری اور قانونی تعلق ہوتا ہے، لیکن میاں بیوی کا تعلق محض ضابطے، قانون اور محض خانہ پری کا تعلق نہیں ہے، بلکہ یہ دلوں کا جوڑ ہے، یہ دلوں کا تعلق ہے، جس کے اثرات ساری زندگی پر محیط ہیں اسی واسطے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، کیونکہ وہ اس کی زندگی بھر کے سفر کا امیر ہے۔

سب سے زیادہ قابل محبت ہستی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہیں، جب شوہر سے خطاب تھا اس وقت ساری باتیں عورت کے حقوق کے بارے میں بیان کی جارہی تھیں کہ عورت کے یہ حقوق ہیں، عورت یہ یہ حقوق ہیں۔ اب جب عورت سے خطاب ہو رہا ہے تو عورت کو اس کے فرائض کی طرف متوجہ کیا جارہا ہے کہ تمہیں یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے بعد تمہارے لئے سب سے زیادہ قابل احترام اور سب سے زیادہ قابل محبت ہستی اس روئے زمین پر تمہارا شوہر ہے جب تک یہ بات نہیں سمجھوگی شوہر کے حقوق صحیح طور پر ادا نہیں کر پاؤ گی البتہ اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم سب پر مقدم ہے، جب اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم آجائے تو پھر نہ باپ کی اطاعت، نہ ماں کی اطاعت اور نہ شوہر کی اطاعت لیکن اللہ اور اللہ کے رسول کے بعد شوہر کا درجہ ہے۔ اس کو خوش کرنے کی فکر کرو اس کے حقوق ادا کرنے کی فکر کرو، اس کی اطاعت کی فکر کرو۔

جدید تہذیب کی ہر چیز الٹی

آج ہمارے دور میں ہر چیز کے اندر الٹی گنگا بہنے لگی ہے، حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آج کی تہذیب میں ہر چیز الٹی ہوگئی ہے، یہاں تک کہ پہلے چراغ تلے اندھیرا ہوا کرتا تھا اور اب بلب کے اوپر اندھیرا ہوتا ہے اور اس درجہ الٹی ہوگئی ہے کہ گھر کا کام کاج اگرچہ شرعاً عورت کے ذمے واجب نہ ہو، لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت ضرور ہے، اس لئے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کا سارا کام خود اپنے ہاتھ سے کیا کرتی تھیں۔ اور دوسری طرف عورت کو شوہر کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا کہ ان کی اطاعت کرو۔ اب اگر ایک عورت گھر کا کام کاج کرتی ہے اور اپنے شوہر اور بچوں کے لئے کھانا پکاتی ہے تو اس پر اس کے لئے اعلیٰ ترین اجر و ثواب لکھا جاتا ہے۔ لیکن آج کی الٹی تہذیب کا فیصلہ یہ ہے کہ عورت کا گھر میں بیٹھنا اور گھر کا کام کاج تو رجعت پسندی، دقیانوسیت اور پرانا طریقہ ہے اور یہ عورت کو گھر کی چار دیواری میں قید کرنا ہے، لیکن اگر وہی

ہر شخص نگہبان ہے

وعن ابن عمر رضی الله عنهما، عن النبی صلی الله علی وسلم قال: کلکم راع، وکلکم مسئول عن رعیته.

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری والمدن، حدیث ۸۹۳)

یہ بڑی عجیب وغریب حدیث ہے اور جوامع الکلم میں سے ہے۔ اور ہم میں سے ہر شخص اس حدیث کا مخاطب ہے، فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کے زیرِ نگہبان اشیاء اور افراد کے بارے میں سوال ہوگا، یعنی جن چیزوں کی نگہبانی اس سپرد کی گئی تھی۔ اس کے بارے میں اس سے سوال ہوگا، ''راعی'' کے اصل معنی ہوتے ہیں ''نگہبان'' اور چرواہے کو بھی ''راعی'' کہتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ بکریوں کی نگہداشت کرتا ہے۔ اور ''راعی'' کے معنی ''حاکم'' کے بھی ہوتے ہیں اور حاکم کے جو ماتحت ہوتے ہیں ان کو ''رعیت'' کہا جاتا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص ''راعی'' ہے۔ اور ہر شخص سے اس کی ''رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ کہ ان کی نگہبانی تم نے کس طرح کی؟

''امیر'' رعایا کا نگہبان ہے

والامیر راع......

ہر امیر اپنے زیرِ نگہبانی افراد کا ''راعی'' اور ''نگہبان'' ہے۔ اور اس سے سوال ہوگا کہ تم نے ان کی کیسی نگہبانی کی ''امیر'' کے بارے میں اسلام کا تصور یہ نہیں ہے کہ وہ امارت کا تاج سر پر لگا کر لوگس سے الگ ہو کر بیٹھ جائے، بلکہ امیر کا تصور یہ ہے کہ وہ راعی ہے۔ اسی واسطے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مر جائے تو مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ قیامت کے روز مجھ سے سوال ہوگا کہ اے عمر! تیری حکومت میں ایک کتا بھوک مر گیا۔

''خلافت'' ذمہ داری کا ایک بوجھ

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت سے پہلے زخمی

ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ آپ اپنے بعد خلیفہ بنانے کے لئے کسی کو نامزد کر دیں، اور اس وقت لوگوں نے آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا نام لیا کہ ان کو خلافت کے لئے نامزد فرما دیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بلاشبہ جلیل القدر صحابی تھے۔ ان کے علم، فضل، تقویٰ، اخلاص کسی چیز میں کسی کو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ جب لوگوں نے حضرت فاروق اعظم کے سامنے ان کے بیٹے کا نام لیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے تو ایک جملہ یہ ارشاد فرمایا کہ: تم میرے بعد ایسے شخص کو مجھ سے خلیفہ نامزد کرانا چاہتے ہو جس کو اپنی بیوی کو طلاق دینا بھی نہیں آتا۔

جس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مرتبہ اپنی اہلیہ کو ایسی حالت میں طلاق دے دی تھی، جب ان کی اہلیہ ماہواری کی حالت میں تھیں اور ماہواری کی حالت میں طلاق دینا ناجائز ہے ان کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا۔ اس لئے طلاق دے دی۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طلاق سے رجوع کر لو۔ چنانچہ انہوں نے اس طلاق سے رجوع کر لیا۔ اسی واقعہ کی طرف حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا کہ تم مجھ سے ایسے شخص کو خلیفہ بنوانا چاہتے ہو۔ جسے اپنی بیوی کو طلاق دینی بھی نہیں آتی۔ میں اس کو کیسے خلیفہ بنادوں؟

لوگوں نے پھر اصرار کیا اور کہا حضرت! وہ قصہ آیا گیا ہو گیا۔ مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے ایسا کر لیا تھا۔ اس واقعہ کی جب سے وہ خلافت کی اہلیت سے تو نہیں نکلے، بلکہ وہ اس کے اہل ہیں، آپ ان کو بتادیں اس کے جواب میں جو جملہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا وہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا کہ بات اصل میں یہ ہے کہ خلافت کا پھندا خطاب کی اولاد میں سے ایک ہی شخص کے گلے میں پڑ گیا تو کافی ہے، اب میں اپنے خاندان میں سے کسی اور فرد کے گلے میں یہ پھندا ڈالنا نہیں چاہتا۔ اس لئے یہ امارت اور خلافت درحقیقت ذمہ داری کا بہت بڑا بوجھ ہے اور آخرت میں جب اللہ تعالیٰ کے سامنے جا کر حساب کتاب دوں، تو اگر برابر سرابر بھی چھوٹ جاؤں تو بہت غنیمت سمجھوں گا۔ یہ ہے امیر کا تصور اور اس کے راعی ہونے کا تصور، کہ اس نے اس امارت کے حق کو کیسے ادا کیا۔ آگے فرمایا کہ:

کا بندوبست کرے۔ اسی طرح ان کے کھانے پینے، پہننے اور امور دینیہ کی بہترین تعلیم کا بھی ہر لحاظ سے اچھا انتظام کرے تا کہ وہ ہر حلال وحرام سے شناسا ہو جائیں، کسی چیز میں بخل اور کمی سے کام نہ لے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یایھا الذین امنوا قوآ انفسکم واھلیکم نارًا وقودھا الناس والحجارۃ علیھا ملٰئکۃ غلاظٌ شداد لا یعصون اللّٰہ ما امرھم ویفعلون مایومرون. (التحریم:٦)

''اے ایمان والو! خود کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں'' جس پر سخت غصہ والے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کی نافرمانی ہرگز نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہے''۔

تحقیق اللہ عزوجل نے انسان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو آگ سے بچانے کے ساتھ ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی اس سے بچائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر حاکم سے، روز قیامت اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ چنانچہ ہر آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور اسی کے بارے میں حساب دے گا اور ہر عورت اپنے خاوند کے مال کی نگرانی ہے جس کے بارے میں اس سے سوال کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پروردگار کسی آدمی کو اس کے گھر والوں کی جہالت سے بڑے گناہ میں مبتلا نہ کرے۔

روایت ہے کہ: قیامت کے روز آدمی کے حساب وکتاب کے سب سے پہلے مرحلہ میں اس کی بیوی اور اولاد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور کہیں گے: اے ہمارے رب! اس آدمی سے ہمارا حق وصول کیجئے، کیونکہ اس نے ہم کو امور دین نہیں سکھائے اور ہمیں حرام کھلاتا رہا جبکہ ہمیں اس کا علم نہیں تھا۔ اس وقت اس کو اس کی حرام کمائی کے اوپر پیٹا جائے گا جس سے اس کا گوشت اتر جائے گا۔

1992ء میں ریٹائر ہو کر اپنے آبائی علاقے میں واپس آ گئے، انہوں نے بتایا کہ 1982ء کی بات ہے کہ وہ نواب شاہ میں مارکیٹ روڈ نمبر 2 پر ایک مکان میں کرایہ دار تھے یہ مکان ایک شخص مختار احمد کی بہن کا تھا اور مختار احمد ہی اس کا کرایہ وصول کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں کرایہ دینے کے لیے اس کے گھر گیا تو اس کی بری حالت تھی، وہ زار و قطار رو رہا تھا۔ میں نے سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت رہا ہوں۔...... تین سال پہلے بیوی فوت ہو گئی اور ایک ہفتہ قبل اکلوتا جوان بیٹا قبر میں اتر گیا ہے اور میری اپنی زندگی جہنم بن کر رہ گئی ہے۔

میں نے تفصیل پوچھی تو اس نے ہچکیاں لیتے ہوئے بتایا کہ میں پولیس میں ملازم تھا، ترقی کر کے ہیڈ کانسٹیبل بن گیا' ایک بار ڈاکے اور قتل کے ایک ملزم کو جیل سے عدالت تک پہنچانا تھا، اس روز فیصلے کی تاریخ تھی' میرے ساتھ ایک کانسٹیبل کی ڈیوٹی لگی' ہم دونوں نے ملزم کو جیل سے لیا اور چونکہ عدالت تک فاصلہ زیادہ نہ تھا اس لیے ہم تینوں پیدل ہی چل پڑے۔

یہ راستہ کچھ ویران سا تھا۔ ایک جگہ تو اونچے قد کی بہت سی جھاڑیاں تھیں بالکل جنگل کا منظر تھا۔ وہاں اس ملزم نے بڑی لجاجت سے درخواست کی کہ میرے پیٹ میں کچھ گڑ بڑ ہو رہی ہے' میری ایک ہتھکڑی کھول دیں اور اجازت دیں کہ جھاڑیوں کی اوٹ میں پیشاب وغیرہ کر لوں، ہمیں ترس آ گیا' ہم نے اس کی ایک ہتھکڑی کھول دی اور وہ قریب ہی جھاڑیوں کے پیچھے بیٹھ گیا۔ ابھی اسے بیٹھے چند منٹ ہی ہوئے تھے کہ کھلے منہ کی ایک گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی آئی اس میں سے سات آٹھ تنومند آدمی اترے انہوں نے آناً فاناً ہماری رائفلوں پر قبضہ کیا ہمارے ہاتھ اور پاؤں رسیوں سے باندھے ہمیں جھاڑیوں میں پھینکا اور ملزم کو اٹھا کر گاڑی میں ڈال کر یہ جاوہ جا یہ سب کچھ پنجابی فلموں کے انداز میں اس قدر اچانک ہوا کہ ہمیں سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملا...... تاہم ان لوگوں نے مہرگانی کی کہ جاتے ہوئے وہ ہماری رائفلیں ہمارے قریب ہی پھینک گئے۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ قدموں کی چاپ سے اندازا ہوا کہ کوئی شخص اس راستے پر چلا آ رہا ہے۔ ہم نے جھاڑیوں کے اندر سے آواز دی کہ جانے والے ذرا ٹھہر جانا اور ہماری مدد کرنا' وہ آدمی ٹھہر گیا اور ہمارے قریب آ گیا تب ہم نے اسے اپنی بپتا سنائی کہ ہم پولیس

کیا لطف کی وہ آخری منزل اور مزے کا وہ آخری درجہ تمہیں حاصل ہو گیا، جس کے بعد تمہیں اور کچھ نہیں چاہئے؟ کوئی شخص بھی اس سوال کا ''ہاں'' میں جواب نہیں دے گا، بلکہ ہر شخص یہی کہے گا کہ مجھے اور مل جائے، مجھے اور مل جائے، آگے بڑھتا چلا جاؤں اس لئے کہ ایک خواہش دوسری خواہش کو ابھارتی رہتی ہے۔

علانیہ زناکاری

مغربی معاشرے میں ایک مرد اور ایک عورت آپس میں ایک دوسرے سے جنسی لذت حاصل کرنا چاہیں تو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلے جاؤ کوئی رکاوٹ نہیں، کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔ حد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا تھا وہ آنکھوں نے دیکھ لیا، آپ نے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ زنا اس قدر عام ہو جائے گا کہ دنیا میں سب سے نیک شخص وہ ہو گا کہ دو آدمی ایک سڑک کے چوراہے پر بدکاری کا ارتکاب کر رہے ہوں گے وہ شخص آکر ان سے کہے گا کہ اس درخت کی اوٹ میں کر لو وہ ان کو اس کام سے منع نہیں کرے گا کہ یہ کام برا ہے، بلکہ وہ یہ کہے گا کہ یہاں سب کے سامنے کرنے کے بجائے اس درخت کی اوٹ میں جا کر کرلو، وہ کہنے والا شخص سب سے نیک آدمی ہو گا۔ آج وہ زمانہ تقریباً آچکا ہے، آج کھلم کھلا بغیر کسی رکاوٹ اور پردے کے یہ کام ہو رہا ہے۔

امریکہ میں ''زنا بالجبر'' کی کثرت کیوں؟

لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے جنسی جذبات کو تسکین دینے کے لئے حرام طریقہ اختیار کرنا چاہے تو اس کے لئے دروازے چوپٹ کھلے ہوئے ہیں، لیکن اس کے باوجود ''زنا بالجبر'' کے واقعات جتنے امریکہ میں ہوتے ہیں دنیا میں اور کہیں نہیں ہوتے، حالانکہ رضا مندی کے ساتھ یہ کام کرنے کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں، جو آدمی جس طرح چاہے اپنے جذبات کو تسکین دے سکتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ رضا مندی کے ساتھ زنا کر کے دیکھ لیا، اس میں جو مزہ تھا وہ حاصل کر لیا، لیکن اس کے بعد اس میں بھی قرار نہ آیا تو اب باقاعدہ یہ جذبہ پیدا ہوا کہ یہ کام زبردستی کرو تا کہ زبردستی کرنے کا جو مزہ ہے وہ بھی حاصل ہو جائے، لہٰذا یہ انسانی خواہشات کسی مرحلے پہ جا کر رکتی نہیں ہیں، بلکہ اور آگے بڑھتی چلی جاتی ہیں

میں بھی مزہ آرہا ہے کیوں؟ اس لئے کہ اس کو اس تنخواہ سے محبت ہوگئی ہے جو مہینے کے آخر میں ملنے والی ہے، اس محبت کے نتیجے میں یہ ساری تکلیفیں شیریں بن گئیں، اب اگر کسی وقت ملازمت چھوٹ گئی تو روتا پھر رہا ہے کہ ہائے وہ دن کہاں گئے جب صبح سویرے اٹھ کر جایا کرتا تھا۔ اور لوگوں سے سفارشیں کراتا پھر رہا ہے کہ مجھے ملازمت پر دوبارہ بحال کردیا جائے اگر محبت کسی چیز سے ہو جائے تو اس راستے کی ساری تکلیفیں آسان اور مزے دار ہو جاتی ہیں اسی میں لطف آنے لگتا ہے۔

اسی طرح گناہوں کو چھوڑنے میں تکلیف ضرور ہے، شروع میں مشقت ہوگی لیکن جب ایک مرتبہ ڈٹ گئے اور اس کے مطابق عمل شروع کردیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد بھی ہوگی اور پھر ان شاء اللہ تعالیٰ اس تکلیف میں مزہ آنے لگے گا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مزہ آنے لگے گا۔

عبادت کی لذت سے آشنا کردو

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحیٰ صاحب قدس اللہ سرہ نے ایک مرتبہ بڑی عجیب و غریب بات ارشاد فرمائی، فرمایا کہ انسان کے اس نفس کو لذت اور مزہ چاہئے اس کی خوراک لذت اور مزہ ہے لیکن لذت اور مزے کی کوئی خاص شکل اس کو مطلوب نہیں کہ فلاں قسم کا مزہ چاہئے اور فلاں قسم کا نہیں چاہئے بس اس کو تو مزہ چاہئے، اب تم نے اس کو خراب قسم کے مزے کا عادی بنادیا ہے اور خراب قسم کی لذتوں کا عادی بنادیا ہے، ایک مرتبہ اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت کی لذت سے آشنا کردو پھر یہ نفس اسی میں لذت اور مزہ لینے لگے گا۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا فرمان

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے درجے کے محدثین اور اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو محض اپنے فضل و کرم سے علم کی، عبادت کی اور اللہ کی یاد اور ذکر کی جو لذت عطا فرمائی ہوئی ہے اگر اس لذت کی اطلاع اور خبر ان بڑے بڑے بادشاہوں اور سرمایہ داروں کو ہو جائے تو وہ تلواریں سونت کر ہمارے پاس

تو کسی کو بھی ان کا مددگار نہ پائے گا''

ترک عبادات

ایمان قبول کرنے کے بعد مسلمان پر کئی عبادتیں فرض ہو جاتی ہیں۔

نماز:

ان میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے جو کہ ہر مسلمان پر فرض ہے' خواہ وہ امیر ہو یا غریب ہو مسافر ہو یا مقیم' تندرست ہو یا بیمار' مرد ہو یا عورت' جوان ہو یا بوڑھا' امن ہو یا جنگ ہر حالت میں مسلمان پر نماز فرض ہے کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر اس کی طاقت نہیں تو لیٹ کر پڑھے' رکوع سجدہ نہیں کر سکتا تو اشارے سے پڑھے' وضو اور غسل نہیں کر سکتا تو تیمم سے پڑھے لیکن نماز کا پڑھنا ضروری ہے جب تک زندگی کا رشتہ بحال ہے اور حواس قائم ہیں نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں نماز کا چھوڑنا جہنم میں لے جانے کا ایک اہم سبب ہے سورۂ مدثر میں ہے کہ اہل ایمان قیامت کے دن گنہگاروں سے سوال کریں گے۔

ماسلکم فی سقر ......

''تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا؟''

وہ کہیں گے ہم نمازیوں میں سے نہ تھے (یعنی نمازیں نہیں پڑھا کرتے تھے) اور محتاج کو کھانا نہیں دیتے تھے اور بیہودہ بکواس کرنے والوں کے ساتھ بکواس کیا کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے تھے یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی''

قیامت والے دن بندے سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اور اگر وہ درست نکلا تو بامراد اور کامیاب ہو گا اور اگر بے کار ثابت ہوئی تو بندہ نامراد اور ناکام ہو گا

صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کو کفر و شرک سے ملانے والی چیز ترک نماز ہے' مسند احمد میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص نماز کا پابند ہو نماز اس کے لئے قیامت کے روز نور' دلیل و برہان اور وسیلہ نجات ثابت ہو گی ورنہ

زبان کا یہ صحیح استعمال اسے جنت میں پہنچا دے گا...... لیکن اگر زبان سے اس نے کلمہ کفر نکال دیا.... زبان سے دین کا' اللہ کے کسی حکم کا' حضور اکرم ﷺ کی سنت کا مذاق اڑایا یا کسی مسلمان کا دل دکھایا' زبان سے کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے میاں بیوی میں علیحدگی ہوگئی یا دو مسلمان میں لڑائی ہوگئی قتل اور لڑائی تک نوبت پہنچ گئی تو زبان کا یہ غلط استعمال اسے جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بن سکتا ہیا سی طرح آنکھوں اور کانوں کا غلط استعمال بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ ہے

فلمیں اور ڈرامے

آج گھر گھر میں ٹی وی اور وی سی آر سے فحش گانے سنے جاتے ہیں گندے ڈرامے اور فلمیں دیکھی جاتی ہیں ناچ گانا' میوزک اور ڈانس ہماری گھریلو زندگی کا حصہ بن کر رہ گیا ہے۔ کیا یہ ناک اور کان کا غلط استعمال نہیں؟ افسوس تو یہ کہ بہت سے نام نہاد دیندار بھی اس لعنت سے محفوظ نہیں۔

حالانکہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو رات کو گانا گاتے ہوئے سنا تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا: لا صلوٰۃ له لا صلوٰۃ له لا صلوٰۃ له...... اس کی نماز کا کوئی اعتبار نہیں' اسکی نماز کا کوئی اعتبار نہیں' اس کی نماز کا کوئی اعتبار نہیں حضرت انسؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

صوتان ملعونان فی الدینا والاخرۃ مز مار عندنعمۃ ورنۃ عند مصیبۃ.

"دو آوازیں دنیا میں اور آخرت میں ملعون ہیں خوشی کے وقت گانے کی آواز اور مصیبت کے وقت نوحے کی آواز"

افسوس کہ آج یہ ملعون آوازیں گھر گھر سے اٹھ رہی ہیں اور ان آوازوں کے ساتھ ساتھ گھروں سے غیرت کے جنازے بھی اٹھ رہے ہیں۔

ایسے ایسے واقعات پیش آرہے ہیں جن میں باپ بیٹی کے ساتھ اور بھائی بہن کے ساتھ منہ کالا کرتے ہیں۔ اور پھر وہ اعتراف کرتے ہیں کہ گندی اور فحش فلمیں دیکھنے کی وجہ سے ہم نے یہ حرکت کی۔

کے فرشتو! آگ کی سلاخوں کے ساتھ زانیوں کی آنکھیں نوچ لو کیونکہ یہ انہی آنکھوں کے ساتھ حرام جگہوں کو دیکھتے تھے ان کے ہاتھ باندھ دو کیونکہ یہی ہاتھ حرام کی طرف بڑھتے تھے، ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دو کیونکہ یہی حرام کی طرف چل کر جاتے تھے۔ اس پر دوزخ کے فرشتے کہیں گے ہاں ہاں! فرشتے ان کے ہاتھ کو زنجیروں اور پاؤں کو بیڑیوں سے جکڑ دیں گے اور ان کی آنکھوں کو آگ کی سلاخوں کے ساتھ نوچ لیں گے۔ وہ پکاریں گے اے دوزخ کے فرشتو! ہم پر رحم کرو اور ایک لمحہ کیلئے ہم سے عذاب کی تخفیف کرو۔ اس پر فرشتے جواب دیں گے ہم کیونکر تم پر رحم کر سکتے ہیں جبکہ رب العلمین تم پر ناراض ہے۔

زانی کی گردن میں آگ کی زنجیر ہوگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی آنکھ کو حرام سے بھرا تو اللہ تعالیٰ اسکی آنکھ کو جہنم کے شعلے سے بھریں گے، جس نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کی قبر سے پیاسے، روتے ہوئے، غم زدہ اور سیاہ و تاریک چہرے کے ساتھ اٹھائیں گے اس کی گردن میں آگ کی زنجیر ہوگی اور اس کے جسم پر تارکول کا لباس ہوگا، اللہ تعالیٰ اس سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ہی اس کو پاک کیا جائیگا اور اس کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی شادی شدہ عورت سے زنا کیا تو ان دونوں پر تمام امت کا نصف عذاب، قبر میں مسلط کیا جائے گا اس شادی شدہ عورت کے خاوند کو اگر اس بات کا علم نہ ہو تو اس کے گناہوں کے بدلے اس کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور اگر وہ علم ہونے کے باوجود خاموش رہا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے دروازے پر لکھ دیا ہے کہ اے جنت! تو ایسے خبیث انسان کے لیے حرام ہے جو اپنی بیوی کو گناہ سے واقف ہو اور پھر خاموش رہے وہ جنت میں کبھی داخل نہیں ہوگا۔ بے شک ساتوں آسمان زانی اور بدکار شخص پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

آسمانی صحیفوں میں یہ روایت موجود ہے کہ قیامت کے دن زنا کار لوگوں کی شرمگاہیں آگ سے بھری ہوں گی، ان کے ہاتھ ان کی گردنوں پر بندھے ہوں گے اور جہنم

کے فرشتے آواز لگائیں گے اے لوگو! یہ ہیں زانی جن کے ہاتھ ان کی گردنوں پر بندھے ہوئے ہیں اور ان کی شرمگاہوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں جس کی بدبو نا قابل برداشت حد تک غلیظ ہے جہنم کے فرشتے کہیں گے کہ یہ بدبو زناکاروں کی شرمگاہوں کی ہے جنہوں نے اس قبیح گناہ کے بعد توبہ نہ کی ان پر لعنت کرو اللہ نے بھی ان پر لعنت کی ہے اس وقت کوئی نیکوکار اور گنہگار ایسا نہ ہوگا مگر اس کی زبان سے نکلے گا: اللّٰھم العن الزناہ ''یا اللہ زانیوں پر لعنت کر'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے شب معراج ایسے مردوں اور عورتوں کو دیکھا جو بچھوؤں اور سانپوں کے ساتھ قید تھے بچھوان کو ڈس رہے تھے اور سانپ ان کو نوچ رہے تھے، ہر وہ جگہ جہاں کا بوسہ لیا گیا وہاں پر بچھو اپنے ڈنگوں کے ساتھ کاٹ رہے تھے اور ہر ڈنگ اتنا زہر آلود تھا کہ ان کا گوشت پگھل کر پیپ کی صورت میں ان کی شرمگاہوں سے بہہ رہا تھا اور جہنمی لوگ اس کی بدبو سے چیخ رہے تھے میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ زناکار مرد اور عورتیں ہیں (ہم اس جہنمی کام اور اللہ کے قہر و غضب سے اس کی پناہ طلب کرتے ہیں)۔

اجنبی عورت سے ہاتھ ملانے والا دردناک عذاب میں مبتلا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی اجنبی عورت سے ہاتھ ملایا تو قیامت کے دن اس کا ہاتھ، آگ کی زنجیر کے ساتھ اس کی گردن پر بندھا ہوگا اور جس نے زنا کیا تو اس کی شرمگاہ پروردگار کے سامنے کہے گی کہ میں نے فلاں شہر کی فلاں جگہ میں فلاں کیساتھ زنا کیا تو اس کے چہرے سے گوشت گرنا شروع ہو جائے گا حتی کہ اس کے چہرے پر صرف ہڈیاں باقی رہ جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ گوشت کو کہیں گے کہ میرے حکم سے واپس لوٹ جا۔ اللہ کے حکم سے گوشت واپس پلٹ آئے گا لیکن اس مرتبہ زانی کا چہرہ تارکول سے بھی زیادہ سیاہ ہوگا۔ زانی پکار کر کہے گا کہ میں نے کبھی گناہ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ زبان کو حکم دیں گے کہ اُکھڑ جا، جس پر زبان جڑ سے علیحدہ ہو جائے گی، اس وقت باقی جسمانی اعضاء بولیں گے، ہاتھ کہے گا: پروردگار! میں نے ہی حرام کو پکڑا تھا، آنکھ کہے گی: الٰہی! میں نے حرام جگہ کو دیکھا تھا، پاؤں کہیں گے: ہم حرام کی طرف چلے کر گئے تھے، شرمگاہ کہے گی: ہم نے یہ فعل قبیح انجام دیا

وومن پولیس کے حوالے کر دیا۔ موجودہ نسواں بل سے قبل پوش علاقوں میں کچھ ایسے مقام تھے جہاں برائی کے اڈے قائم تھے گو کہ ان اڈوں کو بااثر شخصیات کی حمایت حاصل تھی لیکن پھر بھی یہ کاروبار کھلے عام نہیں تھا لیکن اب ترمیمی قانون نے انہیں جو تحفظ دے دیا ہے اس کے نتیجے میں اب کھلے عام بدمعاشی کے اڈے چلنے لگیں گے ان اڈوں پر برائی کی غرض سے لائی جانے والی لڑکیاں عموماً نوخیز ہوتی ہیں جن کی عمریں 15 سے 20 سال کے دوران ہوتی ہیں ایسی لڑکیاں جو 16 سال تک کی عمر میں ہوں وہ جتنا چاہے لوگوں کو دعوت گناہ دیتی رہیں ان کے زنا کو حقوق نسواں کے نام سے تحفظ دے دیا گیا ہے۔ ان پر کوئی قانونی سزا جاری نہیں کر سکتا۔ یہ واقعات جو آپ کے سامنے بیان کئے ہیں ان تمام کیسوں میں خواتین کو بالجبر زنا کا نشانہ بنایا گیا ان واقعات میں مجرم یا تو گرفتار ہی نہیں ہوئے اور اگر گرفتار ہوئے بھی تو انہیں وہ سزا کبھی نہیں ملے گی جو شریعت نے ان کیلئے رکھی ہے اور جس سے مظلوموں کی دادرسی ہو سکتی ہے۔

تحفظ حقوق نسواں بل کے منظور ہنے کے بعد ایسے بھی بے شمار واقعات ہو رہے ہیں جن میں بے گناہ لوگوں کو دیگر وجوہ کی بناء پر پھنسوایا جا رہا ہے۔

زنا کار کا عبرتناک انجام

یہ واقعہ ایک ڈاکٹر صاحب کے ساتھ پیش آیا جسے ان کی زبانی نقل کیا جا رہا ہے۔ ۱۹۶۱ء میں ایک وارڈ میں بطور رجسٹرار کام کر رہا تھا۔ ایک رات عجیب خواب دیکھا جس کی وجہ سے چھ ماہ تک بیمار رہا۔ خواب میں مجھے ایک قبر کے اندر لے جایا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مردہ تڑپ رہا ہے یوں معلوم ہوتا تھا کہ سخت اذیت میں ہے، اس کا منہ کھلا ہوا تھا مگر منہ سے آواز نہیں نکلتی تھی، بازو ٹانگیں شدید زردی کی وجہ سے حرکت میں تھے۔ کافی دیر تک یہی حالت رہی اور پھر کچھ سکون ہو گیا تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک تیسرا شخص ایک چمکدار چابک جیسی چیز اس میت کی پیشاب کی نالی میں داخل کر رہا ہے جس کی اذیت سے وہ مردہ پھر ویسے ہی تڑپنے لگتا ہے، مردے کی تکلیف اور اذیت دیکھ کر مجھ سے نہ رہا گیا میں نے اس شخص سے پوچھا کہ اس مردہ کو یہ عذاب کیوں دیا جا رہا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ مردہ

حضرت برتا بگڈھی فرماتے ہیں

اُف کتنا ہے تاریک گہنگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

(روح کی بیماریاں اوران کا علاج)

تیسرا نقصان: دل کا سیاہ ہو جانے کی وجہ سے نیکی و بدی کی تمیز سے محروم رہنا

گناہوں کی کثرت کی وجہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اسی وجہ سے حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان پہلی مرتبہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے۔ اس نقطے کی حقیقت کیا ہے اس کو تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ اور جب دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ لگا دیا جاتا ہے، جب تیسرا گناہ کرتا ہے تو تیسرا نقطہ لگا دیا جاتا ہے، اگر اس دوران وہ توبہ کر لے تو یہ نقطے مٹا دیے جاتے ہیں، لیکن ار وہ توبہ نہ کرے بلکہ مسلسل گناہ کرتا ہی چلا جائے تو آہستہ آہستہ وہ سیاہ دل کو زنگ لگ جاتا ہے اور جب دل کو زنگ لگ جاتا ہے تو اسکے بعد اس کے اندر حق بات ماننے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔

پھر اس پر غفلت کا وہ عالم طاری ہو جاتا ہے کہ پھر گناہ کے گناہ ہونے کا احساس مٹ جاتا ہے اور گناہوں کے مفاسد کا ادراک اور احساس ختم ہو جاتا ہے، گویا انسان کی عقل ماری جاتی ہے۔

چوتھا نقصان: ظلمت اور تاریکی

چونکہ ہم لوگ گناہ کے ماحول کے عادی ہو چکے ہیں، اس وجہ سے ان گناہوں کی ظلمت اور کراہیت دلوں سے مٹ چکی ہے، ورنہ ہر گز گناہ میں ایسی ظلمت اور ایسی کراہیت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ صحیح ایمان کامل عطا فرمائے تو انسان اس ظلمت اور کراہیت کو برداشت نہ کر سکے۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ غلطی

بالکل توبہ کی توفیق نہیں رہتی اسی حالت میں موت آجاتی ہ۔ (اصلاحی خطبات)

آٹھواں نقصان: نیک لوگوں سے وحشت

کثرت گناہوں کا نقصان یہ بھی ہے کہ قلب میں ظلمت پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے نیک لوگوں سے وحشت سی ہو جاتی ہے اور جو شخص جتنا اللہ والوں سے دور رہتا ہے اتنا ہی اللہ سے دور ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کے قلوب میں اہل اللہ کی عظمت رحمت عطا فرمادے۔ (آمین)

نواں نقصان: خوف خدا دل سے نکل جاتا ہے

ایک گناہ کرنے سے دوسرے گناہ کرنے کیلئے جرات ہوتی ہے اس طرح پے در پے گناہوں سے خوف خدا اس کے دل سے نکل جاتا ہے اور گناہوں کے ارتکاب پر دلیر ہو جاتا ہے۔

دسواں نقصان: دونوں جہان میں ذلت

گناہ کرنے سے دونوں جہان میں ذلت وخواری حصہ میں آتی ہے۔ عوام کینظر میں وہ ذلیل وخوار ہو جاتا ہے اور اس کی ہدایت کے مواقع مفقود ہو جاتے ہیں۔

من یُضلِلهُ فلا هادی له......

"اور جسکو اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔"

گیارہواں نقصان: حیاء کا ختم ہو جانا

کثرت گناہوں کی وجہ سے حیاء ختم ہو جاتی ہے اور جب حیاء ختم ہو جاتی ہے تو انسان جو کچھ کر گزرے کم ہے، اس پر ایک واقعہ یاد آیا ایک مجلس میں ایک اللہ والے سے سنا کہ دارالعلوم کے دارالافتاء میں ایک عورت کا فون آیا اس نے کہا:

میری بچی جوان ہو چکی ہے اور اسکا باپ اسکو بری نظر سے دیکھتا ہے۔

اب آپ بتلائیں ہم کیا کریں۔

ایسے ہی بنوری ٹاؤن میں ایک صاحب آئے کہنے لگے: مولانا میں نے اپنی بیٹی سے زنا کیا ہے اب آپ بتلائیں کیا کروں۔

بندہ کوایک دوست نے بتلایا جو یونیورسٹی میں پڑھتا ہے کہنے لگا کہ میں نے ایک میگزین میں پڑھا کہ:

یورپ میں ایک ایسی جگہ ہے جہاں لوگ کپڑے ہی نہیں پہنتے۔ انکا مسلک یہ ہے کہ جب پیدا ننگے ہوئے ہیں تو اب پہننے کی کیا ضرورت ہے۔

یہ سب حیاء کے ختم ہونے کی نشانیاں ہیں۔ اسی طرح بندہ نے ایکلتاب میں پڑھا کہ یورپ میں ایک ایسا ہی طبقہ وجود میں گیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ:

بہن اپنے بھائی کے مزاج کو بہ نسبت دوسری عورت کے زیادہ سمجھتی ہے، لہٰذا جب گھر میں عورت موجود ہے تو پھر باہر سے عورت لاکر شادی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

یہ چند واقعات بندہ نے اختصار کی غرض سے لکھے ورنہ آپ کے ایسے ہزاروں واقعات ملیں گے جن سے پتہ چلتا ہے کہ جب حیاء چلی جاتی ہے تو آدمی جو کچھ کرے وہ کم ہے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے الحیاء شعبۃ من الایمان حیاء ایمان کا شعبہ ہے۔

بارہواں نقصان: رحمت الٰہی سے مایوسی

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے خدا تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمیدی ہو جاتی ہے اس وجہ سے توبہ نہیں کرتا اور بے توبہ مرتا ہے کسی شخص سے مرتے وقت کہا گیا کہہ لا الہ الا اللہ اس نے گانا شروع کیا، ''تا تا تن تنا'' اور کہنے لگا کہ جو کلمہ مجھ سے پڑھوا۔ اس سے مجھ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے کوئی گناہ میں تو میں نے چھوڑا نہیں، آخر کلمہ نہ پڑھا اور رخصت ہوا کسی اور شخص سے کلمہ پڑھوانے لگے، بولا اس کلمہ سے کیا ہوگا؟ میں نے کبھی نماز تک پڑھی نہیں وہ بھی یونہی مرا کسی اور شخص کو کلمہ پڑھنے کو کہا، کہنے میں تو اس کلمہ کا منکر اور چل دیا۔ ایک شخص نے یہ بیان کیا کوئی شئ میری زبان پکڑ لیتا ہے۔ اللھم احفظنا منہ۔ (جزاء الاعمال ص ۷)

تیرہواں نقصان: علم حقیقی سے محرومی

گناہ کا مرتکب ہونے والا علم کی دولت سے محروم رہتا ہے کیونکہ علم نور خدا ہے

۱۱۔ گناہ گار کی مخلوق خدا کے سامنے بے قدری

۱۲۔ جانوروں کا اس پر لعنت کرنا

۱۳۔ گناہوں کی نحوست کا چہرے پر چھا جانا

۱۴۔ دل پر مہر لگ جانا

۱۵۔ دُعا قبول نہ ہونا

۱۶۔ زمین اور سمندروں میں خوف و ہراس کا پھیل جانا

۱۷۔ غیرت انسانی سے محرومی

۱۸۔ حیاء کا خاتمہ

۱۹۔ نعمتوں کا خاتمہ

۲۰۔ مشکلات کی یلغار

۲۱۔ دل پر غیر محسوس قسم کا رعب طاری رہنا

۲۲۔ شیطان کے شکنجے میں رہنا

۲۳۔ دنیا میں بدترین انجام

۲۴۔ آخرت میں عذاب سے دو چار ہونا۔

ان نقصانات کو جب بندہ پہچان لے گا اور انہیں دل سے تسلیم کر لے گا تو وہ گناہوں سے مکمل طور پر دور ہو جائے گا۔

دواوران کی پیشانیوں پر ''آیسین من رحمتی'' لکھ دو۔

اے ابن آدم! اس موقع سے بچو کہ تم کو اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا پڑے۔ اللہ تم پر رحم فرمائے۔ اپنی غلطیوں اور گناہوں کی بابت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف رجوع کرو اس سے پہلے کے اعضاء بول پڑیں اور زبان باہر نکل کر تمہارے نام پکارنے لگے۔ پس اے گہنگار بندے اللہ وحدہٗ لاشریک کے سامنے گڑگڑا اور اپنے گذشتہ گناہوں سے توبہ کر۔ بیشک وہ کرم کرنے والا، بردبار، معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

لواطت اور جدید سائنس

لواطت کے عادی افراد طرح طرح کی تکالیف اور بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر اس کا فاعل عورت کے قابل نہیں رہتا کیونکہ مقعد کا سوراخ عورت کی اندام نہانی کے مقابلہ میں سخت تنگ ہوتا ہے اور اس میں مرد کا عضو تناسل سخت رگڑ کے ساتھ داخل ہوتا ہے جبکہ قدرت نے عورت کی اندام نہانی کی بناوٹ ایسی رکھی ہے کہ اس میں اس کے دخول سے عضو تناسل کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ اس کی قوت میں اور اضافہ ہوتا ہے لیکن مقعد کا راستہ تنگ ہونے کی بناء پر عضو تناسل کو ضرورت سے زیادہ زور لگانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے عضو تناسل میں کمزوری آجاتی ہے۔ وہ آگے سے موٹا اور پیچھے سے پتلا ہو جاتا ہے۔ عضو تناسل کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں اور سپاری نیچے کی طرف لٹک جاتی ہے عضو تناسل میں کجی اور لاغری آجاتی ہے اس طرح لواطت کرنے والا عورت کے قابل نہیں رہتا۔ ایک تو اسے عورت کے سامنے بھرپور انتشار نہیں آتا اور دوسرے اسے مقعد کے تنگ راستے کی ایسی عادت پڑ چکی ہوتی ہے کہ اندام نہانی کا لچکدار راستہ اس کے لیے قابل قبول نہیں ہوتا۔ اس طرح لواطت کا مفعول بھی مختلف تکالیف کا شکار ہوتا ہے۔ قدرت نے مقعد کے پٹھوں کی بناوٹ ایسی رکھی ہے کہ وہ فضلہ باہر کی طرف نکالتے ہیں اور پھر اندر کی طرف سکڑ جاتے ہیں۔ لواطت میں اس کے برعکس عمل ہوتا ہے کیونکہ جب مقعد میں عضو تناسل کا دخول ہوتا ہے اندر کی طرف زیادہ زور لگتا ہے جس سے مقعد کے پٹھے ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور ان میں فضلہ خارج کرتے وقت پرابلم ہوتی ہے اور اور بلا ارادہ بھی ہوا خارج کرتے ہوئے فضلہ

مشت زنی کے دوسرے نقصان پر حکیم الحکماء نے لکھا ہے:
بار بار منی کے نکلنے کی وجہ سے منی کا خزانہ بھی ذکی الحس ہو جاتا ہے اور اس کی قوت امساکیہ بالکل کم ہو جاتی ہے اسلئے جب کبھی پاخانہ کرتے وقت اور لگایا جے تو فوراً چند ایک قطرے منی کے نکل پڑتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ ذرا سی رگڑ یا جماع کے خیال یا عورت سے بات چیت کرنے سے ہی منی نکل پڑتی ہے اس سجہ سے مجلوق شادی کے قابل نہیں رہتا۔

تیسرا نقصان: ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جانا

مشت زنی کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اس خبیث فعل کی وجہ سے جسم آہستہ آہستہ گھل جاتا ہے۔ حتیٰ کہ مجلوق ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جاتا ہے۔ اس وجہ سے مشت زنی کرنے والے پر ہر وقت شرمندگی اور مایوسی کی کیفیت رہتی ہے۔

چوتھا نقصان: دماغ کا کمزور ہونا

جلق سے دماغ کو بہت جلد نقصان پہنچتا ہے کیونکہ جو عصاب (پٹھے دماغ سے نکلتے ہیں وہ ذکی الحس ہونے کی وجہ سے بہت جلد کمزور ہو جاتے ہیں اور پھر وہ یہاں تک کمزور ہوتے ہیں کہ خواہ مرد عورت کیساتھ بھی لیٹا رہے تب بھی انتشار پیدا نہیں کر سکتے۔

علاوہ ازیں سر درد رہتا ہے۔ ذرا سا چلنے یا بیٹھے بیٹھے کھڑے ہو جانے سے آنکھوں کے آگے! اندھیرا چھا جاتا ہے۔ طرح طرح کے برے خیالات پیدا ہونے لگتے ہیں اور سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ بوقت انزال مرد کو لذت بہت کم آنے لگتی ہے۔

مزید کہ اس فعل کی وجہ سے حافظہ بھی کمزور ہو جاتا ہے حتی کہ مجلوق جو یاد کرتا ہے اس کو بھول جاتا ہے اور تھوڑا سا بھی پڑھنے کے بعد سر میں درد ہونے لگتا ہے یا آنکھوں میں بوجھ سا محسوس ہوتا ہے۔

پانچواں نقصان: اعضائے رئیسہ کا کمزور ہونا

علاوہ ازیں اس فعل بد کا سب سے برا اثر اعضائے رئیسہ پر پڑتا ہے اور بدن کے

بلکہ ذہن میں تصور قائم ہوا اور منی خارج، بلکہ کپڑے سے رگڑ کر ہی منی ضائع ''منی'' اس خون سے بنتی ہے جو تمام جسم کو غذا پہنچانے کے بعد بچ جاتا ہے۔ جب یہ کثرت کے ساتھ خارج ہونے لگے گی تو خون بدن کو غذا کیسے فراہم کرے گا؟ نتیجتاً جسم کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

اٹھارواں نقصان: ضعف بصری کالاحق ہونا

انیسواں نقصان: ثقل سماعت، کم سننا، بہرہ پن

بیسواں نقصان: چکر

اکیسواں نقصان: رعشہ

بائیسواں نقصان: درد کمر

تیئیسواں نقصان: درد سر

چوبیسواں نقصان: ضعف معدہ

پچیسواں نقصان: پاگل پن

چھبیسواں نقصان: دل کا غمگین ہونا

ستائیسواں نقصان: زنا کا تقاضہ پیدا ہونا

اس فعال کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ مجلوق کا دل شروع شروع میں ہاتھ کی رگڑ سے مزہ لیتا ہے حتی کہ پھر یہ نوبت آجاتی ہے کہ مشت زنی کرنے والے کے دل و دماغ میں زنا کے تقاضے پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں پھر ایسے شخص کو صرف مشت زنی سے تکسین حاصل سکرنا مشکل ہو جاتا ہے جبکہ وہ زنا کرے اور پھر ایسا شخص زنا کے دلدل میں دھنسا چلا جاتا ہے۔ (جوانی کو ضائع کرنے کے نقصانات)

مطلوبہ یا صحیح معنوں میں استعمال میں نہیں لاتا یعنی کفران نعمت کرنا ہے تو قادر مطلق اس نعمت کو واپس لے لیتا ہے' چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

ولئن کفر تم ان عذابی لشدید (ابراھیم ۱۴:۷)

''لیکن اگر تم نے کفران نعمت کیا تو یاد رکھو کہ میرے قانون احترام اارزو کی گرفت سخت اذیت ناک ہوا کرتی ہے۔''

کدأب آل فرعون لا والذین من قبلھم کفروا باٰیٰت اللّٰہ فاخذھم اللّٰہ بذنوبھم ط اِنَّ اللّٰہ قویٌّ شدید العقاب O ذالک بان اللّٰہ لم یک مغیّرًا نعمة انعمھا علٰی قومٍ حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم لا واَنَّ اللّٰہ سمیع علیمO

(الانفال: ۵۳،۵۲)

''ان کے لچھن آل فرعون یا ان لوگوں کے سے تھے جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو ماننے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ (کے قانون مکافات عمل) نے ان کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کا قانون سزا دینے میں اتنا ہی سخت ہے ان کی ہلاکت و بربادی کا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ اس نعمت کو کبھی نہیں بدلتا جس سے اس نے کسی قوم کو نوازا ہو جب تک اس کے اندر اس نعمت کی آرزو نہیں بدل جاتی (یعنی اس کی طلب و آرزو نہیں رہتی) بے شک اللہ سب کچھ سننے والا۔ سب کچھ جاننے والا ہے۔''

آرزوئے نعمت نہ رہے تو نعمت بھی نہیں رہتی

نوٹ: اس آیہ کریمہ میں غور طلب بات یہ ہے کہ رشتے داریاں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

وھوالذی خلق من الماء بشرًا فجعلهٗ نسبًا وصِھرًا وکان

میں بزنس کیوں کرتے ہو؟ میں نے جھٹکے سے نفی میں سر ہلایا کہ ہر گز نہیں۔ وہ میرا جواب سکر اس انداز سے مسکرائی کہ اس کے ہونٹوں پر سچائی رقص کرنے لگی اس نے کہا کہ ہم لوگ اگر کسی دوست پیارے عزیز یا رشتہ کو گفٹ دیتے ہیں تو اسے کاپی میں لکھتے ہیں اور نہ ہی واپس کی امید رکھتے ہیں مگر آپ لوگ بمعہ منافع مانگ کر واپس لیتے ہیں جو تحائف اب مجھے مل رہے ہیں یہ میرے کاوند کو بمعہ منافع واپس کرنا پڑیں گے حالانکہ آپ کی شریعت اسے سود کہتی ہے اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اسے اعلان جنگ فرمایا ہے۔

چند روز قبل ہمارے معاشرے میں آئے ہوئی اس جرمن خاتون کا یہ تجزیہ سن کر میرے اوسان خطا ہو گئے اور میں سامنے پڑے ہوئے پرانے اخبار کو اٹھا کر اس سے اپنا چہرہ چھپائے ہوئے ایک گہری سوچ میں گم ہو گئی کہ ہم لوگ کیسے مسلمان ہیں؟ ہماری بول چال، لباس، رہن سہن، خوشی غمی، تجارت کاروبار غرض یہ کہ پوری زندگی کے ایک ایک پل سے کہیں بھی اللہ کے احکام اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں کی ایک جھلک بھی دکھائی نہیں دیتی۔ لباس میں یہود و نصاریٰ کی نقل اور خوشی غمی میں ہندوؤں کے طریقے ملتے ہیں۔ ان رسوم کو ہم لوگ برسوں سے یوں منا اور نبھا رہے ہیں جیسے یہی ہماری شریعت اسلامیہ کا جز ہو ان میں ہماری خواتین کا کردار پیش پیش ہے۔ جب بھی ہماری محفل سجتی ہے اس طرح کی گفت وشنید ہوتی ہے کہ فلاں کا بیٹا آیا تو میں نے اسے پانچ سو روپے دیئے، میرا بیٹا ان کے ہاں گیا تو اسے خالی ہاتھ لوٹا دیا۔ ان باتوں سے کئی رشتہ داریاں پھیکی پڑ گئیں۔ گل شکوے اور لڑائیاں شروع ہو گئیں حتی کہ آنا جانا بند ہو گیا اور دوستی دشمنی میں بدل گئی، دوسری بولی میں فلاں کی شادی میں گئی تو ان کو پانچ ہزار سلامی، جاپانی سوٹ اور مٹھائی کا ڈبہ دیا وہ لوگ ہماری شادی پر آئے تو صرف دو ہزار روپے دیے گئے منافع تو منافع اصل زر بھی پورا نہ دیا بڑے کنجوس اور کمینے ہیں، آئندہ ان سے لین دین اور مرنا پرنا بند...... آگے کئی خانو دبھی بچارے لکیر کے فقیر ہوتے ہیں بیگم نے کہہ دیا کہ مرنا پرنا بند...... تو بند...... علاوہ ازیں اگر آپ کا کوئی مر جائے تو غلطی سے کوئی رشتہ دار تعزیت لے لئے آنے والوں کو کھانا کھلا دے اور آپ لوگ ان کے مرنے پر بوجہ مجبوری کھانا نہ دے سکیں تو تب بھی پوری برادری میں ڈھنڈورا اور تعلقات ختم۔

میں بڑی جسارت سے اپنی ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے یہ گزارش کروں گی کہ خاندانوں کے آپس میں اچھے برے تعلقات صرف اور صرف خواتین کی وجہ سے بنتے اور بگڑتے ہیں آؤ ہم اپنے اپنے گریبان میں جھانکیں یہ آئینہ صرف اور صرف سچ بولتا ہے ان قبیح رسم ورواج نے ہمارے معاشرے کے ان گنت خاندانوں کو پاش پاش کر کے رکھ دیا ہے مگر کون یہ جرأت کرے کہ آگے بڑھ کر ان من گھڑت رسوم کا قلع قمع کرے حالانکہ ہماری شریعت کا یہ پیغام ہے کہ مومن ایک دوسرے کو تحائف دیا کریں اس سے دل نرم ہوتا ہے اور محبت بڑھتی ہے اور اسی طرح دکھ اور غم میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے کے کام آیا کریں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ ہم نے تحفے کو بمعہ سود واپسی اور غم میں اپنے بہن بھائیوں کے کام آنے کو کاروبار بنا لیا ہے۔ ہمیں بیس مئی کی شام کو اپنے میاں کے ایک دوست کا شادی کارڈ ملا جس میں ہماری پوری فیملی کو مدعو کیا گیا تھا میں نے جب اس شادی کارڈ کی عبارت پر غور کیا تو میری روح کو نہایت سکون واطمینان ملا کہ رسم ورواج کے قاتل اہل ایمان دنیا میں ابھی زندہ ہیں جن کی اداؤں سے یہ آواز آرہی ہے کہ جسے دیکھنی ہو جنت میرے پیچھے پیچھے آئے اس شادی کارڈ میں یہ تحریر درج ہے کہ ''سلامی، نیوندرا، بھاجی ہندوؤں کا رواج ہے اس سے پرہیز کریں'' تمام عورتوں مردوں، اپنوں غیروں جس نے بھی یہ عبارت پڑھی اسے پسند کیا اور تسلیم بھی کیا۔ اگرچہ لاکھوں روپے کو گناہ حرام اور سود سمجھ کر ٹھوکر مارنا اس مادی دور میں بہت مشکل ہے۔

عورت.....اے عورت

"دنیا کی ہر چیز سامان ہے اور دنیا کا سب سے اچھا سامان نیک عورت ہے۔"

"مجھے تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے خوشبو اور عورتیں محبوب ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔"

یہ فرمان ہیں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے، اس طرح کے اقوال آپ نے اکثر جگہ پڑھے ہوں گے اور اپنی اس عزت افزائی پر یقیناً آپ خوش بھی ہوں گی۔ لیکن کبھی آپ نے یہ سوچا کہ کیا ہم ان صفات کی حامل ہیں جن پر اسلام نے ہمیں یہ اعزازات بخشے؟ کیا ہم اپنی ذمہ داریاں جو ہمیں خدائے ذوالجلال کی طرف سے سونپی گئی ہیں واقعی بطریق احسن ادا کر رہی ہیں؟

آیئے! سب سے پہلے تو ہم اپنے فرائض کا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ کل کی عورت اور آج کی عورت میں کیا فرق ہے؟ اور کیوں ہے؟ اور دورِ حاضر کی خاتون جن راہوں پر چل رہی ہے، اس کی خیر وفلاح اس راہ میں ہے یا اسلام کے سنہرے اصولوں کو اپنا کر وہ دنیا میں عزت وشرافت کا مقام پا سکتی ہے؟

کل کی ماں کا ایک باپردہ، پرنور اور مشفق چہرہ نگاہوں کے سامنے ابھرے گا۔ یہ پیاری ہستی دن بھر گھر کے کام کاج اور اپنے جگر گوشوں کی تعلیم وتربیت وصحت کی فکر کرتی ہے، اولاد کے بارے میں اس کے عزائم بہت بلند ہیں، جس کا جذبہ یہ ہے کہ:

"میرے بیٹے! اپنے پیارے نبی ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے والے، انکے دیئے ہوئے سبق پر عمل کرنے والے اور بہادری وشجاعت میں خالد بن

لہٰذا یہ طے ہو گیا کہ چند استثنائی حالتوں کے سوا اسلام عورتوں کو آزادانہ گھومنے پھرنے اور گھروں سے باہر کی دنیا میں چلت پھرت کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ یہاں سے مومنانہ آزمائش کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ تو جس بھی مسلمان عورت کے دل میں ایمان، خلوص، اخلاق و دین سے تعلق اور خدا خوفی ہے اس سے یہ توقع ہرگز نہیں کی جا سکتی کہ ایک طرف وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتی رہے گی اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے مقررہ حدود کو پھلانگنے کی جسارت بھی کرے۔

قرآن گھروں میں ٹک کر بیٹھنے کی تاکید کے ساتھ جو (نہی) فرمائی وہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ گھر سے باہر نکلنے کا سب سے بڑا محرک جذبہ خود آرائی ہے، عورت کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ خوبصورت نظر آئے اور لوگ اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں پس اسلام نے عورت کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان عورتیں اپنے خاوندوں کے سامنے زیب و زینت کا اظہار کریں اور اس طرح اسلام نے عورتوں کو ہوس ناک نگاہوں اور اخلاقی پستی سے تحفظ دیا۔

نام نہاد حقوق نسواں کے تمام دعوے کھوکھلے اور بے بنیاد ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے، درحقیقت اسلام ہی کی آغوش میں عورت کا تحفظ ہے لہٰذا ایک ہوشمند باشعور مسلمان عورت کے لیے ہرگز یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مغربی تصور حقوق نسواں کی بے رحم لہروں کے سپرد کر دے۔ اللہ تعالیٰ مسلم خواتین کو اس ملحدانہ تصور سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین!

چڑیوں سے کہو شاخ نشیمن سے نہ اتریں
اس دور کا ہر شخص عقابوں کی طرح ہے

مساوات مرد و زن اور اسلام

مستقبل کو ان فتنوں سے عورت ہی بچانے والی ہے
قوموں کو بنانے والی ہے قوموں کو مٹانے والی ہے

عورت جو معاشرے کا ایک ناگزیر عنصر ہے۔ اس کی حیثیت کبھی بھیڑ بکریوں

ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق
خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل لیتے ہیں

آیئے حالات کا ذرا تفصیل سے جائزہ لیتے ہیں۔

اسلام نے بے شک عورت کو بہت سے حقوق دیئے ہیں۔مگر دورزوال میں مسلمانوں کا معاشرتی نظام متاثر ہوا۔ان میں ہندووانہ اور مغربی دونوں الگ جھلکنے لگے جن کی بناء پر معاشرت میں بگاڑ پیدا ہوا۔

پاکستان کے دیہی علاقوں میں عورت بڑی مظلوم ہے۔مثلاً لڑکی کی پیدائش پر اظہار ناپسندیدگی، تعلیم وتربیت کے معاملے میں فرق، بیٹی اور بہن کو مختلف بہانوں سے وراثت سے محروم کردینا۔بیوی کے اوپر شوہر کی حاکمیت سسرال میں بہو سے ملازم سے بھی بدتر سلوک۔ان تمام مظالم سے بڑھ کر یہ کہ سندھ میں اس کی شادی قرآن سے اس وجہ سے کردی جاتی ہے کہ ان کی جائیداد گھر سے باہر نہ جائے۔کاروکاری کے واقعات، غیرت کے نام پر قتل چولہا پھٹ کر عورت کا جل جانا وغیرہ ان تمام واقعات سے اخبارات بھرے پڑے ہیں۔

دوسری طرف شہری عورت جو کہ مغربیت سے متاثر ہوکر آزادی نسواں کا نعرہ بلند کررہی ہے اور اس سلسلے میں مختلف تنظیمیں (NGOs) کام کررہی ہیں۔"عورت فاونڈیشن" اس میں پیش پیش ہے۔اس طرح یہ مسئلہ بہت آگے بڑھ چکا ہے تعلیمی اداروں میں مخلوط تعلیم اور انگریزی نظام تعلیم نے صورت حال مزید خراب کردی ہے۔

اور پھر عورت یہ سب سیکھتے سیکھتے سکھانے بھی لگی اور ۱۹۷۳ کا سال عورتوں کے لیے خوش کن ثابت ہوا اور پھر سرکاری ملازمتوں کے بند دروازے عورتوں پر کھول دیئے گئے اور نظریہ مساوات بھی اسی سال کی پیداوار ہے۔پھر وزارت غلطی سے محترمہ بے نظیر بھٹو کے ہاتھ آئی تو ایک مستقل وزارت خواتین کے حصے آئی۔۱۹۹۰ء میں پاکستان نے سی۔ڈو کی دستاویز پر بھی دستخط کیے۔یہ عورت کے موضوع پر ۳۰ سالہ کوشش کا نتیجہ تھی۔لہٰذا اب پاکستان نے عورت کو سیاست میں نمائندگی دی ہے۔

آہستہ آہستہ عورت وہاں تک پہنچی جو شعبے صرف مرد کے لیے خاص تھے۔آج وہ بینک، آفس، سٹور اور پٹرول پمپ وغیرہ پر کام کررہی ہے۔

عورت کی طاقت

خالق کائنات نے انسانی دنیا میں عورتوں کو جو مقام و مرتبہ بخشا ہے اور جن خوبیوں اور گوناگوں صفات سے نوازا ہے اس دنیا میں انسانی خوشگوار زندگی اور پرسکون حیات کے لیے عورت کو جو اساس و بنیاد کا درجہ حاصل ہے اور اہل بصیرت واصحاب معرفت پر مخفی ہے۔

دور حاضر میں اس اساس اور بنیاد کو مغربی تمدن اور نئی تہذیب نے پاش پاش کر دیا ہے۔ ''عورت'' لفظ سنتے ہی ایک انتہائی نازک اندام' خوبصورت اور کمزور سی مخلوق کا تصور ذہن میں ابھرتا ہے۔ جس کا مقصد حیات اس کائنات کی دلکشی میں اضافہ کرنا ہے۔ یہ تصور ذہن میں کیوں نہ اجاگر ہو شاعروں' ادیبوں فلسفیوں حکیموں غرضیکہ ہر کسی نے عورت کا تعارف اسی نئی تہذیب کی روشنی میں کروایا ہے۔ کیا عورت صرف یہی ہے؟؟؟ اور اسکا مقصد حیات بس اتنا سا ہے اور کیا دنیا کو اپنے حسن سے مزید حسین بنانا ہی اس کی شخصی تکمیل ہے اور یہ اور ایسے بہت سے سوالوں کے جواب میں عورت نے خود اپنے لیے خود غرضوں کی چاپلوسی میں آ کر ایک انتہائی کٹھن راہ کا انتخاب کیا تھا۔ شکست خوردہ لورنڈھال وہ آج بھی اس راہ پر گامزن ہے۔

وہ راستہ کیا تھا؟ سب جانتے ہیں۔ عورت کو آزادی نسواں کے نام پر دھوکہ دیا گیا کہا گیا کہ وہ کسی بھی طرح مرد سے کم نہیں۔ وہ زندگی کے ہر میدان میں مرد کے روبرو کھڑی ہو سکتی ہے۔ اس کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ خواہ اس کو طبعی فطرت یا شریعت اس کی اجازت دے یا نہ دے۔ وہ جو کبھی گھر کی زینت سمجھی جاتی تھی۔ اب سٹیج کی زینت بن گئی۔ وہ جو کبھی صرف اپنے باپ بھائیوں کی آنکھ کا تارا تھی۔ اپنے شوہر کی محبوبہ تھی۔ اپنے بچوں کے لیے انتہائی

دونوں ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے تھے"۔

(5) "پانچویں عوت کو میں نے اس طرح سے دیکھا کہ اس کا چہرہ خنزیر کی طرح ہے اور باقی جسم گدھے کی طرح ہے، مگر حقیقت میں وہ عورت ہے اور سانپ بچھو اسے لپیٹے ہوئے ہیں"۔

(6) "چھٹی عورت کو میں نے اس حالت میں دیکھا کہ وہ کتے کی شکل میں ہے اور اس کے منہ سے راستے سے جہنم کی آگ داخل ہو رہی ہے اور پاخانہ کے راستے سے آگ نکل رہی ہے اور عذاب دینے والے فرشتے جہنم کے گرز اس کو مار رہے ہیں"۔

اس طرح چھ عورتوں کو ہونے والے عذاب کی تفصیل حضور اقدس ﷺ نے بیان فرمائی۔

پہلی عورت کے عذاب کا سبب "بے پردگی"

اس کے بعد حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ "ابا جان عورتوں پر یہ عذاب ان کے کون سے اعمال کی وجہ سے ہو رہا ہے؟ ان کے کون سے ایسے اعمال تھے جن کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کو اس ہولناک عذاب میں مبتلا دیکھا؟" اس کے جواب میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "کہ جس عورت کو میں نے سر کے بالوں سے جہنم میں لٹکے ہوئے دیکھا، اور جس کا دماغ ہنڈیا کی طرح پک رہا تھا۔ اس کو یہ عذاب گھر سے باہر ننگے سر جانے کی وجہ سے ہو رہا تھا وہ عورت نامحرم مردوں سے اپنے سر کے بال نہیں چھپاتی تھی"۔

ستر اور پردہ

اب اگر ہم اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں تو ہمیں یہ گناہ عام ہوتا نظر آتا ہے۔ حالانکہ خواتین کے لئے حکم یہ ہے کہ سر کے بال ان کے ستر کا حصہ ہیں۔ کیونکہ عورت کا پورا جسم سر سے پاؤں تک سوائے چہرے کے اور سوائے دونوں ہتھیلیوں کے اور دونوں پیروں کے پورا جسم ستر ہے۔ جس کو نماز میں چھپانا فرض ہے۔ کیونکہ اگر نماز میں کم از کم چوتھائی سر کے بال کھل جائیں اور اتنی دیر کھلے رہیں جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لیا جائے تو نماز نہیں ہوگی یا اگر کسی عورت نے سر پر اتنا باریک دوپٹہ اوڑھ لیا۔ جس میں سر کے بال

میں ڈال رکھا ہے، سر پر نہیں رکھا، بازو بھی کھلے ہوئے ہیں، کہنیاں بھی کھلی ہوئی ہیں، کلائیاں بھی کھلی ہوئی ہیں اور ان کلائیوں میں زیور بھی پہنا ہوا ہے اور آج کل تو پنڈلیاں کھولنے کا منحوس رواج بھی چل پڑا ہے۔

لہٰذا گھر کے جو نامحرم مرد ہیں ان کے سامنے بھی اعضاء کا کھولنا جائز نہیں اور گھر سے باہر کھولنا تو کسی حالت میں جائز نہیں۔ لیکن آج مسلمان خواتین کا حال جو گھر کے اندر ہے اس سے زیادہ برا حال گھر کے باہر ہے۔ باہر نکلتے وقت برقعے اور پردے کا کوئی حال نہیں اور جو کپڑے پہنے ہوئے ہیں وہ بھی اتنے باریک ہیں یا اتنے چست ہیں کہ جسم کا ہر حصہ نمایاں ہو رہا ہے۔

لہٰذا خواتین یہ بات سن لیں نامحرم مردوں کے سامنے ننگے سر آنے کا عذاب سرکار دو عالم ﷺ یہ بیان فرماتے رہے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے ان کو جہنم کے اندر سر کے بل لٹکے ہوئی دیکھا ہے اور ان کا دماغ ہانڈی کی طرح پک رہا تھا۔ اللہ پناہ۔

بے پردگی کی وجہ سے عذاب جہنم

جہنم میں عورتوں پر عذاب دیکھنے کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے اور بھی بہت سے احادیث میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ نامحرم مردوں کے سامنے بے پردہ نکلنے کے سلسلے میں ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا میں نے جہنم میں زیادہ تر عورتوں کو دیکھا...... پھر فرمایا: ''عورتوں کے جہنم میں کثرت سے جانے کی چار وجہ ہیں''۔

(1) ''ایک وجہ یہ ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا مادہ بہت کم ہے''۔

(2) ''دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی تابعداری کا جذبہ کم ہے''۔

(3) ''تیسری وجہ یہ ہے کہ ان میں اپنے خاوندوں کی نافرمانی برداری بہت کم ہے''۔

(4) ''چوتھی وجہ یہ ہے کہ ان کے اندر بن ٹھن کر بے پردہ گھر سے باہر نکلنے کا جذبہ بہت پایا جاتا ہے''۔

یہ چوتھی وجہ وہی ہے جو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ آج کل اکثر خواتین جب باہر نکلیں گی تو خوب اعلیٰ سے اعلیٰ جوڑا پہن کر اور خوب آراستہ پیراستہ ہو کر

میک اپ کر کے خوشبو لگا کر بے پردہ باہر نکلیں گی۔ اگر کوئی خاتون مکمل شرعی پردے میں گھر سے باہر نکلے اور ایسی خوشبو لگا کر نہ نکلے جس کی خوشبو دوسرے نامحرم مردوں تک جائے یا جو آرائش وزیبائش کے ساتھ صرف اپنے شوہر کے سامنے آئے اور اپنے باپ، بھائی اور بیٹے کے سامنے آئے تو اس میں کوئی برائی نہیں، جائز ہے۔ کیونکہ شوہر کے لئے آرائش کر کے آئیں۔ چاہے وہ نامحرم گھر کے ہوں یا باہر کے ہوں۔ اس وقت یہ فعل گناہ، حرام اور ناجائز ہے۔ جس سے بچنا واجب ہے۔

دوسری عورت پر عذاب کا سبب ''زبان درازی''

دوسری عورت جس کو حضور اقدس ﷺ نے دیکھا کہ وہ زبان کے بل جہنم کے اندر لٹکی ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عورت وہ ہے جو اپنی زبان درازی سے اپنے شوہر کو تکلیف پہنچایا کرتی تھی۔ بعض عورتوں میں بلاشبہ یہ بری خصلت پائی جاتی ہے کہ وہ بہت ہی منہ پھٹ، زبان دراز، بدگو اور بہت زیادہ زبان چلا کر اپنے شوہر کو تکلیف پہنچانے کی عادی ہوتی ہیں اور یہ بات تو مرد کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ اپنی زبان سے اپنی بیوی کا ناحق تکلیف پہنچائے یا اس کے ستائے اور پریشان کرے۔ مرد کے لئے یہ بات باعث عذاب اور باعث وبا ہے۔ لیکن اس حدیث می یہ صنف خاص عورتوں کے متعلق بیان کی جارہی ہے کہ بات بات پر شوہر سے لڑنا اور بدتمیزی کرنا اور ایسی باتیں کرنا۔ جس سے شوہر کا دل دکھے، اور کو تکلیف اور ایذء پہنچے، ایسی خواتین کے بارے میں یہ عذاب بتایا گیا ہے کہ وہ جہنم میں زبان کے بل لٹکیں گی۔

زبان درازی سنگین گناہ ہے

اگر انسان کسی کو ہاتھ سے ماردے یا کسی چیز سے ماردے۔ اس کو تکلیف زیادہ دیر تک باقی نہیں رہتی لیکن زبان سے بعض اوقات انسان ایک ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے جو زندگی بھر انسان کو نہیں بھولتا۔ زبان کا جسم تو بہت چھوٹا سا ہوتا ہے، مگر اس کے گناہ بڑے سنگین ہوتے ہیں۔ اس گناہوں میں سے ایک گناہ زبان درازی بھی ہے۔ یہ ایسا سنگین گناہ ہے کہ جو گھر کے سارے سکون کو غارت کر دیتا ہے اور زندگی کو حیران بنا دیتا ہے۔ اگر اس کا سبب

سے انشاء اللہ دل میں پریشانی اور تکلیف پیدا نہیں ہوگی۔

اس طرح آج کل حسد بھی اتنا پیدا ہو گیا ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو کھانا نہیں دیکھ سکتا، پیتا نہیں دیکھ سکتا، پہنتا نہیں دیکھ سکتا، رہتا نہیں دیکھا سکتا۔ یہ حسد مردوں میں بھی پایا جاتا ہے اور عورتوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً کسی کے بہت اچھے کپڑے دیکھے تو دل میں حسد اپیدا ہو رہا ہے۔ کسی کا اچھا گھر دیکھا تو دل میں حسد پیدا ہو رہا ہے۔ کسی کو دیکھا کہ کسی کی بڑی تیزی سے ترقی ہو رہی ہے تو اس پر حسد ہو رہا ہے۔ کسی کے منصب اور عہدہ پر کسی کی خوبصورتی پر کسی کے مال داری سے کسی کی صحت مندی سے، کسی حسن و جمال سے، کسی کے مال و منال سے، کسی کے اہل و عیال سے، غرضیکہ جتنی نعمتیں دوسروں کو حاصل ہیں ان کو دیکھ دیکھ کر حسد ہو رہا ہے۔

حسد کے معنی یہ ہیں کہ انسان دوسرے کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر دل میں جلے اور یہ تمنا کرے کہ اس سے یہ نعمت ہی چھن جائے اور مجھے مل جائے۔ یعنی ''زوالِ نعمت کی تمنا کرنا'' اس کا نام حسد ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔ ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے اس عورت کو دردناک عذاب ہو رہا تھا۔ جو حضور اقدس ﷺ نے اس حدیث میں بیان فرمایا۔

بہر حال یہ چار گناہ ایسے ہیں جو مردوں میں بھی پائے جاتے ہیں اور خواتین میں بھی، ایک جھوٹ بولنا، دوسرے چغلی کھانا، تیسرے احسان جتلانا، چوتھے حسد کرنا، یہ چاروں گناہ ایسے ہیں جو ہمارے معاشرے کے اندر عام ہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ گناہ جن کے اندر ہوں۔ اس کے لئے آخرت میں بھی عذاب ہے اور دنیا کی زندگی بھی اس کے لئے باعث وبال ہے۔ اس لئے اس سب سے توبہ کرنی چاہیے اور بچنا چاہیے۔

بہر حال یہ چھ عورتیں ہیں۔ جن کا ذکر آپ نے اس حدیث میں بالترتیب بیان فرمایا ہے اور ان گناہوں کا تعلق خواتین سے بھی ہے اور مردوں سے بھی ہے۔ لہٰذا ان تمام گناہوں کا تعلق خواتین سے بھی ہے اور مردوں سے بھی ہے۔ لہٰذا ان تمام گناہوں سے خواتین وحضرات سب کو بچنے کی فکر کرنی چاہیے۔ تاکہ ہم جہنم کے عذاب سے بچ سکیں۔ اب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

(چھ گنہگار عورتیں (بالتلخیص) مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی)

ہے کہ کسی کو اس شیطانی ترانہ کے بغیر زندگی کے کسی شعبے میں بھی لطف محسوس نہیں ہوتا۔ ہوٹل سے لے کر کھوکے تک، علیشان کوٹھی سے لے کر جھونپڑے تک، پجارو سے لے کر ٹیکسی تک، فیکٹری سے لے کر دکان تک سربراہ مملکت سے لے کر چپڑاسی تک، بچے سے لے کر بوڑھے تک عالم سے لے کر جاہل تک، پیر سے لے کر مدید تک، سید سے لے کر چمار تک، شاگرد سے لے کر استاد تک، مالک سے لے کر ملازم تک، صحت مند سے لے کر بیمار تک، عقل مند سے لے کر بیوقوف تک، الغرض انسانی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جو اس نجات سے پاک ہو۔

پرانے زمانے میں اس کام کے لیے ڈھول باجے اور مغنی گانے بجانے والے مرد وعورت کی ضرورت پڑتی تھی اور ہر جگہ ان کا ملنا مشکل تھا۔ ہر آدمی تک یہ رسائی ناممکن تھی۔ صرف مالدار اور پھر ان کو Aford کرتا۔ محدود تعداد میں ہی لوگ ان مالداروں کی منعقد شدہ محفلوں میں شریک ہوتے۔ جن کے مضر اثرات صرف ایک طبقہ تک مخصوص تھے لیکن موجودہ دور میں جہاں مادی ترقی اور ایجادات نے جنم لیا وہاں اس شیطانی ترانے، بے ہودہ آلات کو اتنا عام کر دیا گیا ہے کہ ہر شخص بآسانی اپنی جگہ گھر کے ائیر کنڈیشنڈ روم میں بمع فیملی ان خبیث آوازوں کو دیکھ اور سن سکتا ہے بلکہ یہاں تک کہ چھوٹے بچوں کو بہلانے کے لیے ان کے جھولوں میں گانے لگا دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ چپ ہو جائیں جس معاشرے میں بچے کو لوریاں دیتے وقت کلمہ طیبہ کا ورد کیا جاتا تھا۔ اب وہی مسلمان بے حیاء بن کر میوزک کی دھنوں میں لوریاں دیتے ہیں پھر سوچیں اس ماحول کے پرورش یافتہ بچے کا مستقبل لازماً کلب ہوں گے وہ بچہ جب کہ اس کی خمیر میں راگ ورنگ کی آوازیں اور پیچ وخم کی ادائیں ہوں تو تھرکتی ناچتی باہنوں اور زلفوں کی جھنکار میں ساغر ومینا سے نہ کھیلے گا تو اور کیا کرے گا؟ عصر حاضر کی نوجوان نسل جہاں آوارگی و بے راہ روی کا شکار تھی۔ وہاں جدید میوزک نے جلتی پر تیل کام کیا ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے

ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضلّ عن سبیل اللہ بغیر علمٍ و یتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین. (لقمان:٦)

ہوں گے جن کی ہر شاخ پر نورے مختلف قسم کے آلات موسیقی لگے ہوں گے، فرشتے ان درختوں کو حورعین کے سامنے نصب کریں گے اور حق تعالیٰ شانہ' فرمائیں گے کہ اے حورعین! میرے ان بندوں کو سناؤ جنہوں نے اپنے کانوں کو صرف میری وجہ سے آلات موسیقی سے پاک اور بچائے رکھا اور قرآن اور احادیث نبویہ کو سن کر لذت و سرور حاصل کرتے رہے۔ آج کے دن ان کے لیے خوشخبری اور میری طرف سے انعامات ہی انعامات ہیں۔ پھر حورعین ان کے سامنے حق تعالیٰ کی تسبیح وتحمید گائے گی۔ درختوں پر لگے مزامیر اور آلات پر عرش الٰہی کے نیچے سے ایسی ہوا چلے گی جس سے نا قابل بیان خوبصورت آواز پیدا ہوگی۔ جب کچھ تھکاوٹ محسوس کریں گے تو فرشتے سونے سے بنی کرسیاں ان کے قریب کریں گے ہر کسی کے درجات سونے سے منقش ہوں گے۔

وہ کرسیوں پر بیٹھیں گے اور فرشتے کہیں گے کہ حق تعالیٰ کا حکم ہے کہ اپنے اعضا کو رقص کے ساتھ بے چین نہ کرو کیونکہ تم نے پہلے ہی دنیا میں اپنے اعضاء کو نماز و بندگی کے ساتھ تھکا دیا ہے ان کرسیوں، پر بیٹھو، یہ کرسیاں حد نظر تک پھیل جائے گی۔ ان کرسیوں میں روح ہے اور ان کے پر ہیں جو ان کرسیوں کو حد نگاہ تک اڑاتے پھرتے ہیں۔ اگر جنت کے نغمات ہلکے ہوں تو یہ بھی ہلکی ہو جاتی اور اگر وہ بھاری ہوں تو یہ بھی بھاری ہو جاتی ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو ان کے درجات کے برابر لباس عنایت فرمائیں گے جو نور رحمٰن کے ساتھ عمدہ اور چمکدار ہوگا سونے کلے ساتھ اس کا نقش ونگار ہوا ہوگا جس کے وسط میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوگا اور پہنائے جانے والے کا نام بھی لکھا ہوگا جب وہ لباس ان کو پہنایا جائے گا تو وہ لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر پکاریں گے جبکہ اللہ رب العزت ایک ایک شخص اور ایک ایک عورت پر علیحدہ علیحدہ سلامتی بھیجیں گے۔

فحاشی پھیلانے والوں کا

عبرتناک انجام

پاکستان فحاشی کے دروازے پر

وہ 1984ء میں کراچی میں پیدا ہوئی۔ اس کا تعلق ایک امیر گھرانے سے تھا۔ اس کی فیملی کے اکثر لوگ امریکا میں سیٹل تھے۔ یہ ایک لبرل خاندان تھا۔ جب اس کی عمر آٹھ سال تھی تو وہ اپنے خاندان کے ساتھ امریکا چلی گئی یہ خاندان ٹیکساس ریاست میں رہائش پذیر ہوا۔ وہ جب امریکا پہنچی تو یہ اس کے لیے ایک نئی دنیا تھی، اسے پاکستان اور امریکا کا ماحول میں زمین و آسمان کا فرق محسوس ہوا پہلے پہل اسے یہ سب اچھا نہیں لگا تھا لیکن ابھی اس کی عمر ہی کیا تھی۔ اسے ہیوسٹن کے ایک اسکول میں داخل کر دیا گیا۔ اس سکول کا ماحول بھی پاکستانی اسکولوں سے مختلف تھا۔ وہ آہستہ آہستہ اس ماحول سے آشنا ہوتی چلی گئی۔ اسکول اور کالج کی تعلیم کے بعد اس نے ہیوسٹن یونیورسٹی میں ہوٹل مینجمنٹ میں داخلہ لے لیا۔ یونیورسٹی میں داخلہ ملنے کے بعد وہ پوری طرح امریکی کلچر کا حصہ بن گئی۔ ڈانس کلب، بار، کسینوز اور یونیورسٹی میں اپنے بوائے فرینڈز کے ساتھ گھومنا پھرنا اس کے مشاغل تھے۔

جولائی 2006ء میں ''مس ٹورازم انٹرنیشنل'' کا مقابلہ ہوا تو اس نے اس میں حصہ لیا۔ یہ اس کی زندگی کا اس نوعیت کا پہلا مقابلہ تھا۔ اس نے یہ مقابلہ جیت لیا اور اسے

''مس چیرٹی'' کا خطاب دیا گیا۔ یہ اس کی زندگی کا ایک اور ٹرننگ پوائنٹ تھا یہ اس کے لیے بہت بڑا اعزاز تھا۔ اسی سال اگست کے آخری ہفتے میں چین میں ''مقابلہ حسن'' کا انعاد ہوا تو اس نے ایک اور قدم اٹھایا اور اس نے مقابلہ حسن میں حصہ لینے کی ٹھان لی۔ ''بیسٹ ان میڈیا'' مقابلے میں مجموعی طور پر دنیا کی 47 خواتین حصہ لے رہی تھیں اور ان خواتین میں وہ بھی شامل تھی۔ ان تمام خواتین کی عمر 18 سے 25 سال کے درمیان تھی۔ اس مقابلے میں پہلے نمبر پر آنے والی خاتون کو 5000 ڈالرز جبکہ دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والی خواتین کے لیے 3000 ڈالرز اور 2000 ڈالرز کا کیش پرائز رکھا گیا تھا جبکہ پہلے نمبر پر آنے والی خاتون کے لیے ''کوئین پرل'' اور دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنیوالی خاتون کے ''مس پرل'' کا تاج رکھا گیا۔ اس مقابلے کے تماش بینوں میں سینکڑوں لوگ شامل تھے۔ جب مقابلہ حسن کی ونر کا اعلان ہوا تو اس نے یہ میدان بھی سر کرلیا۔ اسے ''مس بکنی یونیورس 2006ء'' قرار دے دیا گیا۔ مقابلہ جیتنے کے بعد اس نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے ماریہ موٹن سے مس بکنی بننے پر بہت خوشی ہے یہ میری زندگی کا سب سے حسین دن ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میں اتنا بڑا مقابلہ جیت سکوں گی۔ میری جیت کا سارا کریڈٹ میری فیملی کو جاتا ہے جس نے میری ہر طرح حوصلہ افزائی۔ میرے اس اقدام سے اب پاکستانی خواتین کا مسئلہ حل ہوگیا ہے اور وہ بآسانی ان مقابلوں میں حصہ لے سکتی ہیں۔''

ماریہ موٹن کی اس کامیابی کی خبر دوسرے دن دنیا بھر کے الیکٹرونک میڈیا اور پرنٹ میڈیا نے شہ سرخی کے طور پر شائع کی اور امریکا اور یورپی ممالک نے اسے خصوصی کوریج دی۔ میں نے جب مختلف ٹیلی ویژن چینلو پر یہ خبر دیکھی تو میں حیران رہ گیا۔ اس خبر میں ماریہ موٹن کو انتہائی مختصر لباس میں دکھایا گیا تھا۔ وہ سوئمنگ پول کے کنارے کھڑی تھی اور اس نے گلے میں مفلر ڈال رکھا تھا جس پر جلی حروف میں ''پاکستان'' لکھا تھا میں نے جوں ہی یہ خبر دیکھی مجھے امریکا کے ایک تھنک ٹینک نے حکومت کو مشورہ دیا تھا کہ وہ امریکا میں مقیم ایسے دو ہزار پاکستانی خاندان الگ کرے جو کئی دہائیوں سے امریکا میں آباد ہوں اور وہ تیس چالیس سال قبل امریکا شفٹ ہوئے ہوں اور ان مردوں کو جنہوں نے امریکی

صاحب کے کمرے میں ان کی چارپائی کے قریب بیٹھا تھا اور وہ سو رہے تھے کہ اچانک اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ بھئی عجیب خواب دیکھا ہے۔ میرے استفسار پر فرمایا کہ میں (عبدالوہاب صاحب) تمہارے والد کی عیادت کے لئے انار کلی والے گھر گیا واپس جب سیڑھیوں سے اتر رہا تھا تو سیڑھیوں کے درمیان میں پانی ٹپک رہا تھا جس سے عجیب قسم کی دبو بو اور تعفن آ رہا تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ صغیر نے یہ کیسا مکان بنوایا ہے۔ بس پھر میری آنکھ کھل گئی حافظ کفایت اللہ صاحب نے ان سے کہا کہ اوپر کی منزل میں ہمارے قریبی عزیز کرایہ پر رہتے ہیں اور سیڑھیوں کے اوپر ٹی وی کا انٹینا لگا ہوا ہے اس پر وہ خاموش رہے۔ حافظ کفایت اللہ صاحب نے یہ خواب بندہ کو سنایا تو طبیعت بہت پریشان ہوئی کہ ہمارے کس عمل کی یہ بدبو ہے اور خواب حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں تحریر کردیا۔ حضرت نے تحریر فرمایا کہ: ''یہ بدبو اور تعفن ٹی وی ہی کا ہے۔''

ٹی وی کے مہلک نتائج

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مغربی دانشور اور مفکرین اپنی اس مسموم ایجاد کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

(۱) مشہور امریکہ رسالہ ''ٹائم'' کی ایک خاتون ایسوسی ایٹ ایڈیٹر ''مارتھا سملجس'' کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔ اس طرح پریس اور ٹی وی پر انسان کی جسمانی حرکات اور کنڈوم (مانع حمل غلاف) جیسے جنسی تحفظات کے استعمال پر مفصل مذاکرے ہونے لگے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں جنسی عمل کے طریقے عوام میں اتنے واضح ہو کر پھیل گئے ہین کہ ایک سال پہلے ان کے اس طرح کے گھر گھر پھیلنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔

(۲) ایک امریکن رسالہ میں ایکی تہذیب کی افسوسناک حالت وہاں کے اخلاقی جرائم اور جنسی بے راوی اور جذبات کی شورش کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ ''تین شیطانی قوتیں ہیں جن کی تثیث آج ہماری دنیا پر چھا گئی ہے اور یہ تینوں ایک جہنم تیار کرنے میں مشغول ہیں۔

ا۔ فحش لٹریچر جو جنگ عظیم کے بعد حیرت انگیز رفتار کے ساتھ اپنی بے شرمی اور

بھر کی اور شعبہ و نوع کی معلومات عمر کے ہر حصہ میں حاصل کرنے میں کوئی عار و حجاب نہیں ہوتا مگر دین کی بات معلوم کرنے میں شرم مانع ہے۔ یہ تو فرائض کے بارے میں ہے پوری معیشت و معاشرت اور ظاہر و باطن کی اصلاح و درستگی سے غفلت اور فرار ایک مستقل المیہ ہے ہم حرام ہی میں کیوں نہ مبتلا ہوں مگر کسی دین والے سے معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی جاتی۔ انہی امور کی وجہ سے ہر گھر انواع و اقسام' انفرادی اور اجتماعی پریشانیوں میں مبتلا ہے اور ان سے نکلنے کے لئے جہاں بھر کی تدابیر اختیار کرنے میں مشغول ہیں' مگر اللہ کو راضی کرنے کی طرف التفات نہیں۔ اللہ کو راضی کئے بغیر آخرت کی پریشانی کجا' دنیا کی پریشانی سے بھی نہیں نکالا جا سکتا۔

ہم خود اور اگر خود نہیں تو بچوں کو اور بچیوں کو کس کے حوالہ کر کے مطمئن ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں کل قیامت والے دن ہم ان کے بارے میں کیا جواب دیں گے جبکہ حدیث پاک میں آیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر شخص کی رعیت ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ ہوگی۔ اگر آج ہم ان کی فکر کریں گے تو ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ ان کی بھی دین دنیا اور آخرت درست ہو جائے گی اور ہمارے لئے بھی ان کا درست ہونا توشہ آخرت ہو جائے گا اور اس طرح یہ درستگی کا عمل ان شاء اللہ نسل در نسل چلتا رہے گا اور بڑھتا رہے گا۔

فضائل استغفار میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ امر انص قطعی سے ثابت ہے کہ ہم پر جو مصیبت آتی ہے اس کا سبب اصلی ہمارے معاصی و ذنوب (کثرت گناہ) ہیں گو ظاہراً کسی اور سبب کا بہانہ ہو جائے یہ امر مسلم ہے کہ علاج بالضد ہوتا ہے تو اس مصیبت و بلیہ کا حقیقی علاج اس سے باز آنا اور باز رہنا (گناہوں کو چھوڑ دینا) اور گذشتہ کا معاف کرانا ہے توبہ و استغفار سے۔''

پس صدق دل سے سابقہ سے توبہ کیجئے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم...... ناپسندیدہ افعال ترک کر کے وہ وقت پسندیدہ اعمال میں لگائے یعنی علمائے حق کی وہ کتب و رسائل مطالعہ کیجئے جن سے عقائد کی درستگی اعمال اور اخلاق کی اصلاح کے ساتھ ساتھ فکر آخرت پیدا ہو جائے۔ سہولت اور راہنمائی کے طور پر چند رسائل کے نام درج کر دیئے جاتے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ کی ''حیوۃ المسلمین''، شوق وطن حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا

ہے کیہ جس کی دو بچیاں ہوں اور وہ ان کی اچھی تربیت کرے اور حسن ادب کی تعلیم دے تو اس کے لئے جنت واجب ہے۔ میں سوچتی ہوں کہ اتنے پیارے دین کے ہوتے ہوئے بھی لوگ جاہلوں والی عادتوں کو اپنائے ہوئے ہیں۔ کوئی بیٹی کو جہیز دینے کے خوف سے قتل کر رہا ہے، کوئی سسرال والوں کے ڈر سے، بعض لوگ ان ننھی منی جانوں کو اپنے گناہ چھپانے کے لئے بھی قتل کر دیتے ہیں۔ کتنے شقی اور بدبخت لوگ ہیں۔ سوچئے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ دراصل ہماری اکثریت وہموں کا شکار ہو گئی ہے۔ عقائد کمزور ہو گئے ہیں ایسا ماحول پیدا کرنے میں میڈیا کا بھی بڑا کردار ہ اس وقت ٹی وی ہمارے معاشرے کی جڑیں کاٹ رہا ہے، اس سے وہ وہ پروگرام نشر ہو رہے ہیں کہ شاید کبھی شیطان نے بھی نہ سوچے ہوں گے۔ کلچر، ثقافت تہذیب اور ٹیلنٹ کے نام پر عورت کو سر بازار نیلام کیا جا رہا ہے، عورت کو آزادی کی پٹی پڑھا کر گھروں سے دیس نکالا دیا جا رہا ہے۔ عورت عریاں ہو کر...... دینی احکام، معاشرتی روایات اور گھریلو اردیواری کی گھٹن زدہ فضا سے آزاد ہو کر باہر نکلتی ہے تو بڑے بڑے انسان نما مگرمچھ جھپٹ کر دبوچ لیتے ہیں اور اس بری طرح بھنبھوڑتے ہیں کہ عورت سے اپنا آپ انہیں پہچانا جانا ظاہر ہے جب یہ ماحول ہو تو ان ننھی منی جانوں کے گلے گھونٹتے ہوئے کس کا دل پسیجے گا؟ اخلاق، شرم وحیاء، انسانیت، عفو و کرم، دردمندی، یہ ساری خوبیاں تو پہلے ہی اپنے وجود سے نکل چکی ہوتی ہیں۔ کہاں ہیں حقوق انسان اور حقوق اطفال کے علم بردار کیا انہیں یہ انسانیت سوز ستم نظر نہیں آتا؟ کتوں بلیوں کی حفاظت کے لئے تو جھگڑتے ہو اور ننھی منی معصوم جانوں کو کتوں کی غذا بننے کے لئے پھینک دیتے ہو کیا یہی انسانیت ہے؟

آخ تھو، تمہاری گندی تہذیب پر یاد رکھو کل قیامت کے دن یہی ننھے ننھے ہاتھ ہوں گے اور تمہارے گریبان ہوں گے، وہ معصوم بچے اور بچیاں چیخ چیخ کر تم سے پوچھ رہے ہوں گے۔

''بتاؤ! ہمیں کس جرم میں قتل کیا''

کیا اس دن تمہارے پاس کوئی جواب ہو گا؟

پاکستان میں مغربی ثقافت وملحدانہ افکار کا نفوذ اوراس کے اسباب

محترم جناب نثار احمد خان فتحی نے پاکستان میں مغربی ثقافت اور ملحدانہ افکار کا نفوذ اوراس کے اسباب کے نام سے پونے تین سو صفحات پر مشتمل کتاب لکھی ہے، زیرنظر کتابمیں پاکستان کے سب سے اہم مسئلہ کا ہمہ پہلو جائزہ لے کر پاکستان کی ملت اسلامیہ اور دردمند دینی طبقات کے لئے حالات کی بہتری کے لئے صحیح حکمت عملی بھی تجویز کی ہے۔ کتاب کا ''پیش لفظ'' حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاںؒ اور ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب نے لکھا ہے۔ مصنف نے ''میں نے یہ کتاب کیوں لکھی'' کے تحت ابتدائیہ لکھا ہے۔ یہ ابتدائیہ ایسا ہے، جو ہم سب کی غیرت ایمانی کو للکارنے کے لئے کافی ہے۔

مغرب کی درسگاہوں، تحقیقاتی اداروں اور علمی مرکزوں سے مسلسل ایک آواز ہم سے مخاطب ہے مگر افسوس کوئی اس پر توجہ نہیں دیتا کسی کا خون جوش نہیں مارتا اور کسی کی غیرت نہیں جاگتی۔ یہ آواز کہتی ہے!

''اے مسلمانو! اے ہمارے غلامو! سنو! تمہارے اقبال کے دن گزر گئے۔ تمہارے علم کے کنویں سوکھ گئے اور تمہارے اقتدار کا سورج ڈوب گیا۔ اب تمہیں حکمرانی اور سلطانی سے کیا واسطہ، تمہارے بازو اب شل ہو گئے اور تمہاری تلواروں میں زنگ لگ چکا ہے۔ اب ہم تمہارے آقا ہیں اور تم سب ہمارے غلام ہو۔

دیکھو! ہم نے سر سے پیر تک کیسا تمہیں اپنی غلامی کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ ہمارا لباس پہن کر اور ہماری زبان بول کر اور ہمارے طور طریقے اختیار کر کے تمہارے سر فخر سے بلند ہو جاتے ہیں۔ تمہارے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے جب ہمارا قومی نشان اور مذہبی شعار ٹائی لگا کر سکول جاتے ہیں تو اس لباس کو دیکھ کر کیسا تمہارا دل خوش ہوتا ہے۔ ہم بیوقوف نہیں تھے، ہم نے تمہارے ملک کو اس وقت آزاد کیا، جب ہم تمہارے دل و دماغ کو اپنا غلام بنا چکے تھے، اب تم ہماری آنکھوں سے دیکھتے ہو، ہمارے کانوں سے سنتے ہو اور ہمارے دماغ سے سوچتے ہو، اب تمہارے وجود میں تمہارا اپنا کچھ نہیں۔

اب تم ہر شعبہ زندگی میں ہمارے محتاج ہو، تمہارے گھروں میں ہمارے طور

ہے تو روشن خیالوں کا 80 فیصد ، ماضی بعید میں نہجائیں، گذشتہ صدی کو ہی دیکھ لیں۔ آزادی کی تحریکوں میں مذہبی عناصر اور مذہبیعروں کا کردار 75 تا 80 فیصد تھا اور زیادہتر روعشن خیالوں نے استعمار کا ساتھ دیا لہٰذا استعمار نے مسلم ممالک میں روشن خیالوں کا اقتدار رہا، شام وعراق بھی روشن خیالوں کے زیر تسلط رہے' نائیجیریا پر بھی مسلسل روشن خیال حکمران برسر اقتدار آرہے ہیں' پاکستان میں بھی اسلام پسندوں کو حکومت کرنے کا کوئی موقع نہیں ملا۔ اس کے باوجود ان میں سے کسی ایک ملک نے بھی ترقی نہیں کی، وہ 60 سال بعد آج بھی پسماندہ ہیں۔ پاکستان جن افراد کی تحریک کے نتیجے میں ٹوٹا مثلاً ذوالفقار علی شیخ مجیب الرحمٰن، یحییٰ خان، مولانا بھاشانی وغیرہ ان میں سے کوئی ایک بھی مذہبی انتہا پسند نہیں تھا، سب روشن خیال تھے۔ پاکستان کی سب سے اہم ترقی ایٹمی میدان میں ہے اور اس شعبے سے وابستہ اہم افراد کی اکثریت اسلام پسند عناصر پر مشتمل تھی، خواتین پائیلٹس میں سب سے پہلی خاتون جو سامنے آئی وہ باحجاب خاتون تھی، امتحانوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی طالبات کی اکثریت باحجاب ہوتی ہے۔ رفاہی اور سماجی میدان میں اسلام پسندوں کا حصہ 80 تا 85 فیصد ہے۔ باقی 15 تا 20 فیصد بھی سارے روشن خیال نہیں ہیں۔ خواتین پر ہونے والے مظالم کا اگر سروے کروایا جائے تو ۴۵ تا ۵۰ فیصد کا تعلق روشن خیال گھرانوں سے ہیں' ۱۰ تا ۱۵ فیصد کا مذہبی گھرانوں اور باقی دوسرے گھرانوں سے ہوگا۔ خرکار کیمپ اور نجی جیلیں روشن خیال جاگیرداروں اور وڈیروں کی قائم کردہ ہیں۔ عورتوں کے اغواء اور جبری عصمت دری میں 85 تا 90 فیصد روشن خیال ہی ملوث ہیں۔ موبائل فون سیٹ اور پرس چھیننے کی وارداتیں روشن خیال ہی کر رہے ہیں۔ یہی صورتحال ڈاکازنی کے واقعات کی ہے۔ معاشرتی جرائم میں مذہبی عناصر کا ہاتھ برائے نام ہے۔ 90 فیصد سے زیادہ جرائم میں روشن خیال ہی ملوث ہیں۔ روشن خیال پراپیگنڈے کے ماہر ہیں اور میڈیا پر بھی انہی کا قبضہ ہے لہٰذا صورت حال کو بالکل برعکس دکھا رہے ہیں۔ جیلوں میں جا کر دیکھ لیں کہ وہاں زنا، چوری، ڈاکے، رشوت، کرپشن، قتل، ناجائز قبضہ، جھگڑے فساد وغیرہ میں ملوث مذہبی عناصر کتنے ہیں اور روشن خیال کتنے؟ یہ مغرب کی لائی ہوئی روشن خیالی ہے جو انسان کو خوف خدا آخرت کی باز پرس اور معاشرتی خوف سے آزاد کر کے جرائم کی طرف

کے کروڑوں اربوں لوگ قلب، جگر اور جنس کی اربوں ڈالر کی دوائیں کھا رہے ہیں۔

بسنت کا فائدہ دو طاقتوں نے اٹھایا

آیئے! اب یہ سوچتے ہیں، بسنت کا سب سے زیادہ فائدہ کس کو پہنچ رہا ہے۔ بسنت کا فائدہ دو طاقتیں اٹھا رہی ہیں ملٹی نیشنل کمپنیاں جو اس تہوار کے ذریعے اپنی مصنوعات کے اشتہارات دیتی ہیں، اور ہمارا دشمن بھارت جو ہر سال پاکستان میں کروڑوں اربوں کا سامان بیچتا ہے دلچسپ حقیقت دیکھئے! جب لاہور اور پھر پورے پاکستان میں بسنت کو پذیرائی ملی تو امرتسر، ہریانہ اور دہلی بسنت کے ساز وسامان کی منڈی بن گئے، پاکستان ہر سال بھارت سے کروڑوں روپے کی ڈور اور پتنگیں اور ان کے بنانے کا ساز وسامان درآمد کرتا ہے جو ظاہر ہے دشمن کی معیشت کو فائدہ پہنچانے کے مترادف ہے بسنت کے سلسلے میں بھارت کے اندر دو سیاسی فلسفے پائے جاتے ہیں کانگریسی بسنت کو برصغیر کا قومی تہوار سمجھتی ہے جبکہ شیو سینا اسے سکھوں کا تہوار کہتی ہے ہم پاکستان میں یہ تہوار منا کر کانگریس کے فلسفے کو طاقت فراہم کر رہے ہیں۔ کانگریس کا یہ نعرہ تھا، ہندو اور مسلمان کی ثقافت، زبان اور تہوار ایک ہیں لہٰذا یہ دو قومیں نہیں ہیں جبکہ مسلمانوں کا کہنا تھا ہماری ثقافت، تہذیب، زبان اور تہوار ہندوؤں سے مختلف ہیں۔ لہٰذا ہم الگ قوم ہیں۔ یہ فلسفہ نظریہ پاکستان کہلاتا ہے۔ ہم پاکستان میں بسنت منا کر نظریہ پاکستان کی توہین کر رہے ہیں ہم ثابت کر رہے ہیں کہ کانگریس کے عمائد ٹھیک سوچ رہے تھے وہ درست کہتے تھے۔ کہ ہم بسنت پر پیلے کپڑے پہنتے ہیں ڈھول کی تھاپ ہر ناچتے ہیں عورتیں اور مرد اکٹھے گاتے اور کھاتے پیتے ہیں یہ سب ہندوانہ تہذیب کے آثار ہیں ہم اس کے ذریعے سرحد پار یہ پیغام دے رہیں۔ ہم صرف نام کے مسلمان اور پاکستان ہیں تہذیب، شائستگی اور اخلاقیات بھی اس تہوار کی اجازت نہیں دیتی۔ ہلا گا، شور شرابہ ناچ گانا تانک جھانک اور اسراف کی دنیا کی کوئی تہذیب اجازت نہیں دیتی۔ یہ کیا تفریح ہے جو جاتے جاتے بیسیوں جانیں ساتھ لے جاتی ہے جس میں ایک رات میں کروڑوں روپے کی بجلی ضائع کر دی جاتی ہے اور فحاشی اور عریانی کو جس کا حصہ بنایا جا رہا ہے؟

بسنت کی شہرت کیسے ہوئی؟

بسنت کا تہوار لاہور سے کیسے نکلا؟ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ کم دلچسپ نہیں، اس کا سہرا طالب علموں کے سر ہے، لاہور کو کالجوں کا شہر بھی کہا جاتا ہے اس شہر کے تعلیمی ادارے ملک اور بیرون ملک مشہور ہیں۔ پورے ملک سے طالب علم ان میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ طالب علم لاہور میں بسنت دیکھتے رہے۔ تعلیم کے بعد جب یہ لوگ اپنے آبائی شہروں کو لوٹتے یا پھر ملازمتوں کے سلسلے میں دوسرے شہروں می گئے تو بسنت بھی ساتھ لے گئے یوں دوسرے شہروں میں بھی آہستہ آہستہ یہ گندا کھیل کھیلا جانے لگا بسنت کس نے پھیلائی؟ یہ عوام کی زندگیوں کا حصہ کیسے بنی؟ یہ اس خطے کا تہوار ہے۔ یا نہیں؟ پاکستان اور پنجاب بسنت کے رنگوں میں کب رنگین ہوئے؟ یہ تمام سوال اپنی جگہ اہمیت رکھتے ہیں بسنت کی زندگی میں ملٹی نیشنل کمپنیوں، بیرونی طاقتوں اور عالمی ایجنسیوں کا کیا کردار ہے؟ یہ سوال بھی اپنی جگہ کم اہم نہیں لیکن یہ حقیقت بھی اٹل ہے جب تک حکومت کی سرپرستی حاصل نہ ہو کوئی جرم پورے معاشرے کو لپیٹ میں نہیں لیتا۔ کوئی گناہ پوری قوم کا گناہ نہیں بنتا اور کوئی رسم، ثقافت کا کوئی جزو تہذیب کا حصہ نہیں بنتی۔ بسنت ایک قدیم تہوار تھا۔ لیکن اس کو جدت اور زندگی ہماری موجودہ حکومت نے فراہم کی خود سوچیے! جن خرافات کے لئے ۸ فروری ۲۰۰۳ء کو ۲۴۵ وی آئی پی اور ایک ہزار ے سو وی آئی پ: ی شخصیات سمیت ۳ ہزار اہم لوگ لاہور میں ہوں ان خرافات کو تہوار بننے سے کون روک سکتا ہے؟ اس رسم کو تہذیب کو حصہ بننے سے کون باز رکھ سکتا ہے؟

بسنت کے مضر اثرات

بسنت کے ذریعے ہماری ثقافت تباہ ہوئی۔ ہمارا معاشرہ افراتفری اور جنسی بے راہ روی کا شکار ہوا۔ ہماری نوجوان نسل گمراہ ہوئی۔ ہم نے تفریح کے نام پر پورے معاشرے کو نفسیاتی بیماری کے حوالے کر دیا اور ہم نے اپنی معیشت اپنا قومی وقار گروی رکھ دیا ان تمام جرائم کے چھینٹے حکومت کے گریبان پر ہیں۔ اس کا ایک ہی مجرم ہے اور اجرم کا نام ”حکومت“ ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو اپنے تہوار بتا دیئے ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ ان مواقع پر مسلمان اپنی خوشیاں منائیں، مسلمانوں کے تو اپنے آداب معاشرت ہیں۔ انہیں دوسروں کی معاشرت کی نقل کیا ضرورت ہے۔

مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلا دیئے سائے ہم نے

آج اہل اسلام میں جو غیر اسلامی تہواروں نے جگہ لے لی ہے ان میں ویلنٹائن ڈے کے ساتھ ساتھ بسنت جیسی غلیظ اور اپریل فول جیسی جھوٹی اور نیو ائیر نائٹ جیسی بے ہودہ رسومات بھی شامل ہیں۔ یہ سب ہندوؤں اور یہودیوں وعیسائیوں کی تخلیق کردہ ہیں لیکن افسوس صد افسوس کہ مسلمان بھی ان رسومات میں ان کے شانہ بشانہ شریک ہیں۔

گذشتہ بسنت کے مواقع پر اقبال ٹھاکرے ایک ہندو متعصب لیڈر نے کہا تھا کہ ''مجھے انتہائی خوشی ہوئی کہ پاکستان کے مسلمانوں خصوصاً پنجاب کے لوگوں نے ہمارے مذہبی تہوار بسنت کو بڑے جوش وخروش سے منایا ہے اور اُمید کی جاتی ہے کہ وہ دوسرے تہوار ہولی اور دیوالی میں بھی ہمارا ساتھ دیں گے۔''

اس سے بڑھ کر ہمارے منہ پر طمانچہ کیا ہوسکتا ہے کہ ایک غیر مسلم لیڈر مسلمانوں کے بارے میں یہ کہے اس میں ہمارے مسلمان حکمرانوں کا کردار دیکھیں کہ انہوں نے ناپاک غیر مسلم تہوار کو قانونی اجازت دے رکھی ہے۔ جو کہ خلاف اسلام ہے اور اس سے بھی زیادہ بے ہودہ اور قابل شرم رسم میراتھن کی بھی بھرپور حمایت کی ہے جبکہ حمایت اسلام اور توہین رسالت میں احتجاج پر پابندی عائد کرتے ہیں۔ یہ مسلمانی کہاں کی ہے

وضع میں تم نصاری ہو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

میڈیا کا کردار

میڈیا اس دن کو منانے کے لیے بھرپور کردار ادا کرتا ہے اور بڑی کسی روک ٹوک کے یہ عبارت شائع کر دی جاتی ہے'' آج ویلنٹائن ڈے منایا جائے گا محبتوں کا دن قیمتی تحفے

تحائف دے کر منایا جائے گا۔ (۱۴ فروری، جنگ)

جبکہ اسکے برعکس دیگر تہذیبوں میں اس کو اتنی اہمیت حاصل نہیں۔ مثلاً انڈیا کے شیوسینا کے بیان کے مطابق ''ویلنٹائن ڈے منانا فحاشی اور ہندو تہذیب واخلاقیات کے خلاف ہے۔'' (شیوسینا) (فروری ۱۳،۲۰۰۲ء جنگ)

ہندو تہذیب اس دن کو فحاشی اور اپنی تہذیب اور اخلاقیات کے خلاف قرار دے رہی ہے تو کیا ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس دن کو بھرپور انداز میں منائیں۔ کیا ہندو تہذیب کو فحاشی وبداخلاقی کا احساس ہے۔ تو ہم اپنے پاس سب سے عالمگیر مذہب اور عالمگیر کتاب کے ہوتے ہوئے بھی ایک لمحے کے لیے اس بارے میں نہ سوچیں اگر ہمیں اپنے مذہب اور اپنی روایات کا خیال ہوتا تو ہمارا میڈیا کبھی ان چیزوں کو بیان نہ کرتا اور ان کو apreciate نہ کرتا۔ مثلاً

''ویلنٹائن ڈے کے موقعہ پر محبت والوں کے ایک دوسرے کو پیغام میری ساری چاہتیں، ساری محبتیں، ساری خواہشیں، ساری دولتیں تمہارے لیے۔''

(۱۴ فروری ۲۰۰۲ جنگ)

ہمارا دین تو ہمیں اس قسم کے تہواروں کی اجازت قطعاً نہیں دیتا۔ پھر ہم کس دین کی پیروی کر رہے ہیں؟ رسول اکرم کا ارشاد پاک ہے۔

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھے اپنی اولاد، اپنے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔'' (صحیح بخاری مسلم)

یعنی اسلام محبتوں کا محور صرف اللہ اور اسکے رسول کی ذات کو قرار دے کر باقی محبتیں ان کی محبت کے تابع کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اسلام میں تہوار

اسلام میں تہوار اللہ کے حکم کی اطاعت پر شکر گزاری کی علامت ہیں۔ یہ اعلیٰ اور ارفع حقائق کی یاددہانی میں انسان کی زندگی میں مقصدیت کا رنگ بھرتے ہیں۔ یہ کسی موسم یا دیومالائی داستان پر مبنی نہیں۔

سے آ رہی ہے، اور ایسا لگا کہ میت کو قبر میں بہت خوفناک عذاب ہو رہا ہے اور اس عذاب کی تکلیف سے میت ہائے ہائے کر رہی ہے،، بس پھر کیا تھا میں پڑھنا پڑھانا تو بھول گیا اور خوف کی وجہ سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، اور میں اسی قبر کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گیا، پھر جوں جوں دن کی روشنی پھیلنے لگی تو آواز بھی مدہم ہونے لگی، پھر اچھی طرح دن نکلنے کے بعد آواز بند ہو گئی، جب لوگوں نے آنا جانا شروع کیا تو ایک آدمی سے میں نے پوچھا کہ یہ قبر کس کی ہے؟ اس نے ایک ایسے شخص کا نام لیا جس کو میں بھی جانتا تھا کیونکہ وہ شخص ہمارے محلے کا آدمی تھا اور بہت پکا نمازی تھا، پانچ وقت کی نماز با جماعت صف اول میں ادا کرتا تھا اور انتہائی کم گو آدمی اور نہایت شریف آدمی تھا، کس کے معاملے میں دخل نہیں دیتا تھا، جب بھی کسی سے ملتا تو اچھے اخلاق سے ملتا ورنہ زیادہ تو وہ ذکر و تسبیح میں مشغول رہتا، جب میں اس کو پہچان گیا تو مجھ پر یہ بات بہت گراں گزری کہ اتنا نیک آدمی اور اس پر یہ عذاب۔

میں نے سوچا کہ اس کی تحقیق کرنی چاہئے کہ اس نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے جس کی وجہ سے اس کو یہ عذاب ہو رہا ہے؟ چنانچہ میں محلے میں گیا اور اس کے ہم عمر لوگوں سے پوچھا کہ فلاں شخص بڑا نیک اور عابد اور زاہد آدمی تھا لیکن میں نے اس کو عذاب کے اندر مبتلا دیکھا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ ویسے تو بڑا نیک اور بڑا عابد اور بڑا زاہد اور عبادت گزار تھا، مگر اس کی اولاد کوئی نہیں تھی اور اس کا کاروبار بہت وسیع تھا، جب وہ بوڑھا ہو گیا اور اس کے اندر کاروبار کرنے کی طاقت نہ رہی اور کوئی دوسرا اس کے کاروبار کو چلانے والا نہیں تھا، تو اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور خود بھی سوچا کہ میں اب ذریعہ معاش کے لئے کیا طریقہ اختیار کروں؟ اس کے خبیث نفس نے اس کو یہ تدبیر سمجھائی کہ تو اپنا سارا کاروبار ختم کر اور جو کچھ پیسا آئیں ہیں اس کو سود پر دے دے۔ چنانچہ اس نے سارا حلال کاروبار ختم کیا اور جو رقم آئی اس کو سود پر لگا دیا۔ چونکہ کاروبار سے فارغ ہو گیا تھا اس لئے ہر وقت مسجد میں رہتا، اشراق، چاشت، تہجد، اوابین وغیرہ تمام نوافل پڑھتا، اور پانچوں نمازیں امام کے پیچھے با جماعت صف اول میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھتا اور رات دن ذکر و تسبیح میں مشغول رہتا۔ اور ہر مہینے سود کی معقول رقم مل جاتی اس کے ذریعہ مہینے بھر کا

کہا جاتا ہے کہ جو شخص بکری کی ٹانگ ہدیہ دیا کرتا تھا وہ قریش کا ایک سردار تھا، ابن قیتبہ نے اس کو ذکر کیا ہے۔ (عیون الاخبار، ۱/۱۴/۱۱، البصائر، ۱۳۹/۶)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہدیہ قبول کرتے تھے تو وہ قبول ہدیہ میں رسول اللہ کی اتباع کرتے تھے، مگر آپ نے اس کے بعد عمال کو تاکید فرمائی، کہ ہدایا بعینہ رشوت ہیں، اس کے بعد آپ خود ہدیہ قبول کرنے سے ڈرتے تھے، جب رشوت دینے والا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کو باوجود یہ کہ وہ بڑے رعب وجلال والے تھے رشوت کے جال میں پھنسانے کی کوشش کر سکتا ہے تو ہما وشما جو رعب اور دبدبے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہیں کم ہیں، کیسے بچ سکتے ہیں؟ اس لئے اس بارے میں بہت زیادہ احتیاط ضروری ہے۔

رشوت خور جج اور حاکم

جب کسی ملک کے حکمران طبقے کی طرف رشوت کی نسبت ہونے لگ جائے تو پھر اس ملک کا اللہ ہی حافظ ہے، وہاں پھر کسی خیر کی توقع نہیں رکھی جاسکتی، اس کا سب سے زیادہ اثر قضاۃ اور جج صاحبان پر پڑتا ہے اور یاد رکھئے کہ رشوت خور جج زیادہ خطرناک ہوتا ہے رشوت خور حاکم سے، کیونکہ جج اس دنیا میں انصاف کی آخری دہلیز ہے، اسی کے ہاتھ قرآن وسنت کے مطابق احکام شرعیہ کو نافذ کرنے کی امانت سپرد کی گئی ہے لوگوں کو اس سے بڑی توقعات وابستہ ہوتی ہیں۔ مظلوم بے چارہ اپنے ظلم کا بدلہ لینے کے لئے عدالت میں جج ہی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، جب وہ وہاں سے ناامید ہو جائے تو اور کون ہے اس دنیا میں اس کو انصاف دینے والا؟ اس کے زخموں پر مرہم رکھنے والا؟ اس کو آنے والی مسلسل ہچکیوں کے آگے ہاتھ رکھنے والا؟

لیکن اگر اس کو انصاف نہ ملے تو پھر اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ وہ کس سے مخفی نہیں وہ مظلوم شخص قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتا ہے، ظلم کا بدلہ اپنے ہاتھوں سے وصول کرنے کے لئے بے چین رہتا ہے۔ اس بے چینی میں اس کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں وہ اس بارے میں اتنا متفکر ہوتا ہے کہ وہ خود کر مر جانے یا پھر دشمن کو نیست و نابود کرنے کی ٹھان لیتا ہے اور پھر وہ اس سے کہیں زیادہ خرابی کرتا ہے جو اس پر اس کے دشمن نے کی تھی اور

سود کی شرعاً دو قسمیں ہیں: (۱) ربٰوا القرآن (۲) ربوا الحدیث

ربٰوا القرآن کی تعریف تو اوپر گزر چکی ہے، ربوا الحدیث وہ چیزیں کہلاتی ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احوال ربویہ میں شمار کیا، وہ کل چھ چیزیں ہیں۔ (۱) سونا (۲) چاندی (۳) گیہوں (۴) کھجور (۵) جو (۶) انگور۔ ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ان کا آپس میں تبادلہ کیا جائے تو پھر برابر سرابر ہونا چاہئے اور نقد ہوں یعنی فوری قبضہ کیا جائے، ان میں کمی بیشی یا ادھار حرام ہے اور یہ سود ہے۔

ہمارے زمانے میں مسلمانوں کی مغرب زدہ ایک کھیپ ایسی ہے جو ربوا کو ہو بہو ربوا ماننے پر تیار نہیں بلکہ اس کو حلال کرنے کی تگ و دو میں مصروف ہیں۔ وہ اس نظر سے اسلام کو دیکھتے ہیں جس نظر سے مغرب اور اس کا معاشرہ دیکھتا ہے، اس لئے وہ ہر صورت کو حرام ماننے پر تیار نہیں، بلکہ تخصیص کے قائل ہیں۔

<u>ان کا دعویٰ اور دلیل:</u> ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ قرآن نے جس سود کو حرام قرار دیا ہے وہ وہ صورت ہے جو اس زمانے میں رائج تھی اور وہ صورت یہ ہوتی تھی کہ غریب لوگ تھے ان کے پاس کھانے پینے یا علاج معالجہ وغیرہ جیسی ضروریات کے لئے رقم نہیں ہوتی تھی وہ اپنی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے قرض لیا کرتے تھے ایسے لوگوں سے جو امداد کے مستحق ہوں قرض دے کر زیادتی کا مطالبہ کرنا انسانیت کے خلاف ہے، اس لئے یہ تو حرام ہونا چاہئے جیسا کہ اسلام نے اس کو حرام قرار دیا، لیکن موجودہ دور میں تو قرض تجارت کے لئے لیا جاتا ہے، یہ قرض اس زمانے میں رائج نہ تھا تو پھر یہ حرام کیوں ہے؟ بلکہ یہ حرام نہیں ہو سکتا اس لئے کہ جو شے اس دور میں رائج نہ ہو قرآن اس کی حرمت کا حکم کیسے دے سکتا ہے۔

جواب: اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ ہر شے کی ایک ایک جزئی کو بیان نہیں کرتا بلکہ عموماً ایک اصول بیان کرتا ہے چنانچہ سود کے بارے میں بھی اسلام نے یہ اصول بیان کر دیا کہ یہ حرام ہے۔ اب چاہے اس کی کوئی بھی صورت ہو حرام ہوگی، خواہ وہ اس زمانے میں پائی جاتی ہو یا نہ پائی جاتی ہو، پھر اگر ان لوگوں کی بات مان لی جائے تب تو شراب کی وہ تمام صورتیں جو اس زمانے میں نہ پائی جاتی تھیں اب پائی جاتی ہیں، حرام نہ ہوں بلکہ حلال ہوں۔ کیونکہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے اس وقت تو شراب صرف انگور کے کچے شیرے کی خراب قسم کی بھٹیوں

اجارہ:۔ اس کی عملی صورت یہ ہوتی ہے کہ بینک قرض لینے والے شخص سے یہ پوچھ لے کہ تمہیں کس شے کی ضرورت ہے، اس کو بجائے رقم دینے کے وہی چیز خرید کر کرایہ پر دے دی جائے اور قسطوں میں کرایہ وصول کر لیا جائے۔ جب کرایہ کے طور پر اس کی رقم وصول ہو جائے تو تب یہ شے اس کو بطور ہبہ کے دے دی جائے، یہ بھی جائز ہے۔

مرابحہ:۔ اس کی عملی صورت یہ ہے کہ جو شے قرض لینے والے کو ضرورت ہو وہ شے لے کر اس کو نفع پر بیچ دی جائے، پھر اس سے رقم قسطوں میں وصول کر لی جائے، یہ بیع ہے اور جائز ہے۔

یہ تینوں طریقے جائز ہیں لیکن پہلا طریقہ سب سے زیادہ پسندیدہ ہے، بقیہ دو اتنے پسندیدہ نہیں ہیں۔ اس لئے بنیادی طریقہ کار بطور متبادل کے وہی ہے۔

سود کے متعلق چند وعیدات

آخر میں چند روایات اس غرض سے پیش نظر کہ ممکن ہے کہ خوفِ خدا کی وجہ سے کوئی اس موذی بیماری کو ترک کر دے تو راقم کے لئے بھی اس کے ثواب میں حصہ ہو جائے گا، عرض کیے دیتا ہوں۔

سننے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے اور کہیں گے: اے خدا! جہنم سے میرے امتی کی آواز آ رہی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کہیں گے: تیری امت میں سے یہ آدمی دنیا میں شراب پیتا تھا اور توبہ کے بغیر مر گیا۔ رسول اللہ درخواست کریں گے: یا اللہ! تو اس کو معاف کرنے کے بعد میری شفاعت سے نجات عطا فرما۔

اے بندے! اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ اور اپنی کی ہوئی غلطیوں سے معذرت کر۔

شرابی کا ٹھکانہ جہنم میں فرعون اور ہامان کے قریب ہوگا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرابی قبر سے پیاسا اٹھایا جائے گا، اس کی زبان اس کے سینے پر پڑی ہوگی، اس کے پیٹ میں آگ ہوگی جس نے اس کی آنتوں کو جلا دیا ہوگا اور وہ خوفناک اور کرخت آواز میں چیخے گا جس سے لوگ ڈریں گے، بچھو اس کی جلد اور گوشت پر ڈسیں گے اور اس کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جس سے اس کا دماغ بھوکھول اُٹھے گا اور جہنم میں اس کا ٹھکانہ فرعون و ہامان کے قریب ہوگا۔ جس شخص نے شرابی کو کھانے کا ایک لقمہ دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر سانپ اور بچھو مسلط کریں گے، جس نے اس کا کوئی کام کیا اس نے اسلام کو مٹانے میں مدد کی، جس نے اس کو کوئی چیز قرضہ میں دی تو اس نے مسلمان کو قتل کرنے میں مدد کی اور جو شخص اس کے ساتھ بیٹھا اللہ تعالیٰ اس کا حشر اندھوں کے ساتھ کریں گے۔ جو شخص شراب پیتا ہو اس کے ساتھ نکاح نہ کرو، اگر بیمار ہو تو اس کی عیادت نہ کرو۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے رسول بنا کر مبعوث فرمایا جو شخص شراب نوشی کرے تو وہ تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید میں ملعون ہے۔ جس نے شراب نوشی کی اس نے تمام انبیاء پر اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کا انکار کیا۔ شراب کو کافر کے سوا کوئی حلال نہیں سمجھتا اور میں ایسے شخص سے بری ہوں۔ شرابی ہمیشہ پیاسا مرتا ہے اور وہ مرنے کے بعد ہزار سال تک ہائے پیاس کی صدائیں لگاتا رہتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا، بے شک شرابی قیامت کے دن لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو ارشاد فرمائیں گے اس کو لے جاؤ تو ستر ہزار فرشتے اس کو منہ کے بل میدان میں لے جائیں گے۔ مزید تم

والے بندے کی ایک سسکی مجھے تمام زمینوں اور آسمانوں سے زیادہ عزیز ہے۔ جس شخص نے توبہ کو لازم پکڑا اور دربارِ الٰہی میں آ گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں۔

دودھ میں پانی ملانے والے کا انجام

بصرے کے ایک شخص نے بکریاں پال رکھی تھیں اور ان کا دودھ فروخت کر کے گھر کا خرچ چلاتا تھا۔ بکریوں کو چرانے اور دودھ دوہنے کے لیے اس نے ایک ملازم رکھا ہوا تھا۔ نوکر دودھ میں لے کر مالک کے پاس آتا تو مالک اس میں اپنی ملانا شروع کر دیتا، نوکر سمجھاتا کہ ''حضورؐ، بے ایمانی ٹھیک نہیں، قیامت کے روز اللہ کو کیا جواب دیں گے؟'' مالک نوکر کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اسے ڈانٹ کر چپ کرا دیتا۔ ایک دن نوکر بکریوں کو پہاڑ کے دامن میں بٹھا کر کسی کام کے لیے اوپر چلا گیا۔ اتنے میں تیز بارش ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے طوفان کی شکل اختیار کر گئی۔ اس قدر تیز سیلاب آیا کہ راستے میں پڑے بڑے بڑے پتھر اور درخت بھی اس میں بہہ گئے۔ پانی کا ایک ریلا بکریوں کو بھی بہا لے گیا۔ شام کو نوکر دودھ کے بغیر مالک کے گھر پہنچا تو اس نے پوچھا: ''دودھ کہاں ہے؟'' نوکر نے کہا: ''آپ روزانہ دودھ میں پانی ملاتے تھے، آج سارا پانی جمع ہو کر سیلاب بنا اور بکریوں کو بہا لے گیا۔''

فضول خرچ کی کہانی

مامون کے ایک مصاحب نے ایک رات مامون کو بتایا:

''میرے پڑوس میں ایک نہایت دیندار، نیک اور کفایت شعار آدمی رہتا تھا۔ اس کا اکلوتا بیٹا بھی تھا جو نوعمر اور ناتجربہ کار تھا۔ مرتے وقت اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے وافر دولت دی ہوئی ہے، اگر سنبھال کر رکھو اور کفایت شعاری سے خرچ کرو تو کئی پشتوں کے لیے کافی ہو گی۔ ابھی تم نوعمر ہو اور نہیں جانتے کہ دولت کمانے کے لیے کتنی محنت و

زکوٰۃ ادانہ کرنے والوں کا

عبرتناک انجام

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ. (البقرۃ: ۴۳)

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنھم ینفقون. اولئک ھم المومنون حقا ط لھم درجٰت عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم. (الانفال: ۳)

''وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے رزق سے خرچ کرتے ہیں، یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لیے ان کے رب کے ہاں اعلیٰ مراتب، بخشش اور بھلا رزق ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب بندۂ مومن سونے کے بیس مثقال کا مالک ہو جائے اس کے ذمہ آدھا مثقال زکوٰۃ لازم ہے اور جو شخص دو سو درہم چاندی کا مالک ہو تو سال گزرنے کی صورت میں اس پر بھی زکوٰۃ لازم ہے۔ اسی طرح رہائش کے علاوہ گھر پر بھی سال گزرنے کی صورت میں زکوٰۃ لازم ہے۔ اگر اس نے

مسئلہ ۷: مالِ زکوٰۃ سے والد مرحوم کا قرضہ ادا کرنا جبکہ ادائیگی قرض کی کوئی اور صورت نہ ہو اور خود صاحبِ نصاب بھی نہ ہو تو کسی سے زکوٰۃ لے کر ادا کر سکتا ہے اگرچہ والد کا قرض ادا کرنا اولاد کے ذمہ نہیں ہوتا جبکہ والد نے ترکہ میں کوئی چیز نہ چھوڑی ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۰۸ ج ۶)

مسئلہ ۸: مال تجارت اگر ابتداء میں مقدارِ نصاب ہو تو بعد حولانِ حول اس کے ساتھ منافع کی بھی زکوٰۃ دینا چاہئے۔ من كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول مالًا من جنسه ضمه الى ماله وزكاه سواءٌ كان المستفاد من نمائهٖ اولا. (ہندیہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۷۵ ج ۱)

مسئلہ ۹: اولاد کی شادی کے اخراجات کا تصور حوائجِ اصلیہ میں داخل نہیں ہے اور وہ مانع وجوبِ زکوٰۃ نہیں ہے، البتہ نابالغ یا بالغ معذورین کا نفقہ تو باپ کے ذمہ ہے، اس لئے کہ محض نفقہ حوائج اصلیہ میں داخل ہے۔ "ونفقة اولاد الصغار على الاب" (ہدایہ باب النفقہ ص ۴۴۴ ج ۲)

مسئلہ ۱۰۔ بیوی کے زیور کی زکوٰۃ شوہر کے ذمے نہیں بلکہ خود عورت کے ذمے ہے، البتہ شوہر اگر خوش دلی سے بیوی کی طرف سے ادا کر دے تو ہو جائے گی۔ "الزكوٰة واجبة على الحرّ العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابًا ملكًا تامًّا وحال عليه الحول" (ہدایہ ص ۱۶۷ ج ۱)

زکوٰۃ کن چیزوں پر واجب ہے؟

مسئلہ ۱۱: سونے اور چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ واجب ہے۔ ترمذی شریف میں حدیث موجود ہے، حضور اکرم ﷺ نے ایک عورت سے دریافت فرمایا کہ ان کنگنوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا نہیں! تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیا تو یہ چاہتی ہے کہ خدائے پاک ان کے بدلے آگ کے کنگن تمہیں پہنائے؟ (ترمذی: ص ۱۳۸ ج ۱)

مسئلہ ۱۲: زکوٰۃ کی رقم الگ رکھی چوری ہو گئی تو اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ "ولا يخرج من العهدة بالعزل بل الاداء للفقراء" (درمختار)

مسئلہ: مدارس کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے بلکہ مدارس میں زکوٰۃ دینا زیادہ ثواب ہے، اس میں فرض کی ادائیگی بھی ہے اور تبلیغ دین کی اعانت بھی ہے۔ بلکہ ایک علاقہ کی زکوٰۃ دوسرے علاقہ کے مدارس کو دینا بھی جائز ہے۔ اسی طرح اگر اس کے رشتہ دار فقراء ہیں تو ان کے لئے بھی زکوٰۃ منتقل کرنا جائز ہے۔ علماء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اہل علم فقراء پر زکوٰۃ خرچ کرنا جہلاء پر زکوٰۃ خرچ کرنے سے افضل ہے۔

وکره نقلها الا لی قرابة بل فی الظهیرية لا تقبل صدقة الرجل وقرابته محاویج حتّٰی یبدأ بهم فیسد حاجتهم او احوج او اصلح او اورع او انفع للمسلمین او من دار الحرب الی دار الاسلام او الی طالب علم وفی المعراج التصدق علی العالم الفقیر افضل او الی الزهاد او کانت معجلة قبل تمام الحول فلا یکره خلاصه (درمختار علی الشامی ج۳ ص۳۵۶)

مجالس الابرار میں ہے کہ زکوٰۃ پرہیزگار کو دو کہ وہ اس امداد سے امداد فی العبادۃ حاصل کرتا ہے اور اس کو دینے والے بھی ان کی عبادت کے ثواب میں شریک بن جائیں گے یا زکوٰۃ عالم دین کو دو کہ عالم دین کی خدمت کرنا اس کے علم میں امداد کرنا ہے البتہ عالم سے وہ عالم مراد ہے جو علم آخرت کے لئے حاصل کرتا ہو نہ کہ برائے دنیا۔

اسی طرح احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ہمیشہ اپنی زکوٰۃ وخیرات اہل علم پر ہی خرچ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں درجۂ نبوت کے بعد علماء کے درجہ سے افضل کسی کا مرتبہ نہیں دیکھتا ہوں۔ اگر اہل علم تنگدست ہو گئے تو دینی خدمت نہ ہو سکے گی، نتیجتاً امور دینیہ میں نقص آجائے گا۔ لہٰذا علمی خدمت کے لئے ان کو فارغ و بے فکر کر دینا سب سے بہتر ہے۔

اور فضائل العلم والعلماء میں ایک حدیث ذکر کی گئی ہے کہ جس نے طالب علم کو ایک درہم دیا تو گویا اس نے راہِ خدا میں جبل اُحد کے برابر بہترین سونا خیرات کیا۔

مسئلہ: سیلاب زدگان اگر محتاج ہوں تو ان کو مالِ زکوٰۃ کا مالک بنا دیا جائے یا جو کھانے پینے کی اشیاء ان کو مدِ زکوٰۃ میں سے دی جائیں اور ان کو ان اشیاء کا مالک بنا دیا تو زکوٰۃ ادا ہو گی ورنہ نہیں۔ لان الزکوة هی تملیک المال من فقیر مسلم غیر هاشمی......

عذاب قبر ایک حقیقت ہے

جناب ڈاکٹر نور احمد لکھتے ہیں: چند سال قبل ایک جماعت کے ساتھ جانا ہوا۔ مانسہرہ سے آگے ایک چھوٹے سے قصبے میں پہنچے۔ مسجد میں سامان رکھا اور تعلیم شروع کی، مسجد سے باہر ادھر ادھر کافی لوگ فارغ بیٹھے تھے، ہم لوگ ان کے پاس گئے اور مسجد میں آنے کی دعوت دی تا کہ تعلیم میں شریک ہوسکیں۔ کچھ لوگ ہمارے ساتھ مسجد میں آنے پر تیار ہو گئے۔ ایک صاحب نے کہا کہ میں نماز کے وقت آؤں گا اور نماز کے بعد عذاب قبر کا ایک واقعہ آپ لوگوں کو سناؤں گا۔ چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد یہ صاحب ہمارے پاس بیٹھ گئے اپنا تعارف کروایا کہ وہ ریٹائرڈ فوجی جوان ہے۔ ۱۹۶۵ کی پاک وہند جنگ میں ایک قبرستان میں اسلحے کا ایک عارضی ذخیرہ بنایا گیا تھا اور کچھ اور نوجوانوں کے ساتھ اس کی بھی وہاں پہرے پر ڈیوٹی تھی۔ دن کا وقت تھا اور کوئی خاص کام نہیں تھا۔ چناچہ اس نے قبرستان میں گھومنا شروع کر دیا۔ ایک پرانی قبر کے پاس سے گزر رہا تھا تو یوں محسوس ہوا جیسے قبر کے اندر سے ہڈیاں ٹوٹنے کی آواز آرہی ہو۔ اس فوجی جوان نے بتایا کہ میں نے بندوق کے بٹ کے ساتھ قبر کی اینٹیں ہٹائیں تا کہ دیکھوں کہ یہ آواز کیسی ہے؟ جیسے جیسے میں مٹی ہٹاتا گیا آواز اور تیز ہوتی گئی اور میری دلچسپی اور خوف بھی بڑھتا گیا۔ دن کا وقت تھا روشنی خوب پھیلی ہوئی تھی، کیا دیکھتا ہوں کہ قبر کے اندر انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ پڑا ہوا ہے اور اس پر چوہے کی شکل کا ایک جانور بیٹھا ہوا ہے اور جب وہ اپنا منہ اس ڈھانچہ پر مارتا ہے تو سارا ڈھانچہ اکڑ جاتا ہے اور ہڈیوں کے ٹوٹنے اور چیخنے کی آواز آتی ہے میرے سامنے تین مرتبہ اس جانور نے اپنا منہ ہڈی پر مارا۔ مجھے بہت ترس آیا کہ یہ جانور مردے کو تکلیف پہنچا

رہا ہے۔ چنانچہ رائفل سے جب میں نے اس جانور کو مارنے کا ارادہ کیا تو وہ مٹی میں چھپ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ جانور قبر سے نکل کر میری طرف لپکا۔ مجھ پر کچھ ایسی دہشت سوار ہوئی کہ میں اسے مارنا بھول کر بھاگ کھڑا ہوا۔ کافی دور جانے کے بعد میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ جانور میرے پیچھے تیزی سے بھاگا آ رہا تھا۔ قریب ہی پانی کا ایک جوہڑ تھا اس جانور سے بچنے کے لئے میں اس جوہڑ میں داخل ہو گیا میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ وہ جانور جوہڑ کے کنارے پر آ کر رک گیا اور قدرے توقف کے بعد اس نے اپنا منہ پانی میں ڈل دیا۔ یکا یک پانی کھولنے لگا۔ میں بھاگ کر جوہڑ سے باہر نکلا۔ میری ٹانگیں جل رہیں تھیں، جلد سرخ ہو چکی تھی اور آبلے بھی پڑ چکے تھے۔ درد کی شدت سے میرا چلنا محال تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی۔ چنانچہ مجھے ایبٹ آباد کے ہسپتال میں داخل کروایا گیا اور پھر وہاں سے راولپنڈی کے بڑے فوجی ہسپتال (C.M.H.) میں منتقل کر دیا گیا۔ میری ٹانگوں کا گوشت گلنا شروع ہو گیا اور ہر وقت بدبودار پیپ اور خون رستا رہتا تھا۔ کسی علاج سے افاقہ نہ ہوا تو مجھے علاج کیلئے امریکہ بھجوایا گیا مگر مرض بڑھتا گیا، جوں جوں دوا کی۔ اس وقت ٹانگوں کی صرف ہڈیاں بچ گئیں گوشت آہستہ آہستہ گل کر علیحدہ ہوتا جا رہا ہے اور ہر وقت مردے کی سی بدبو آتی رہتی ہے۔ پھر اس نے ہمیں اپنی دونوں ٹانگیں دکھائیں جن پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔

قبر کی آگ

یہ ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے میں ایم بی بی ایس کے دوسرے سال میں تعلیم حاصل کر رہا تھا تشریح البدن (اناٹومی) کا مضمون پڑھنے کے لئے انسانی ہڈیوں کی ضرورت پڑتی تھی۔ کالج ابھی نیا نیا بنا تھا اور انسانی ہڈیوں کا ذخیرہ بہت محدود تھا۔ چنانچہ میرے چند دوستوں نے نشتر میڈیکل کالج کے ساتھ والے قبرستان (جو ان دنوں قلعہ والا قبرستان کہلاتا تھا) کی طرف رجوع کیا قبرستان کے مجاور سے جا کر بات کی۔ کچھ پس و پیش کے بعد وہ بائیس روپے میں پورا انسانی ڈھانچہ فراہم کرنے پر رضامند ہو گیا۔ لڑکے رات کو ایک بوری اور بائیس روپے مجاور کو دے آتے اور اگلے روز ان کو پورا انسانی ڈھانچہ مل جاتا۔ مجاور کا یہ

ان کے علاج پر اُٹھنے والے اخراجات کراچی سے ایک حاجی صاحب (جو ہمارے پروفیسر صاحب کے سسر ہیں) بھیجا کرتے تھے۔ جب یہ نیک خاتون فوت ہوگئی تو حاجی صاحب کو کراچی میں اطلاع دی گئی۔ وہ تشریف لائے اور سیدھے اس بی بی کی قبر پر گئے واپس آکر سب سے پہلے مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے بی بی کی قبر میں اپنی خاص رحمتیں نازل فرمائی ہیں۔ اگلے روز حاجی صاحب پھر قبرستان تشریف لے گئے اور جب واپس لوٹے تو بے حد غمگین تھے۔ آتے ہی رونا شروع کردیا، کھانا، پینا بند کردیا مگر نماز کی پابندی جاری رہی۔ ہر وقت استغفار میں مشغول رہتے۔ تین دن کھانا پینا بند کرنے کی وجہ سے کمزور ہوگئے۔ تو ڈاکٹر صاحب جو ان کے داماد تھے مجھے لے گئے جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ حاجی صاحب مسجد میں پڑے ہوئے آہستہ آہستہ اللہ سے استغفار اور آہ وزاری کررہے ہیں۔ آواز میں اتنا درد اور سوز تھا کہ پاس بیٹھنے والے پر بھی گریہ طاری ہوجاتا تھا۔ میں نے انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی۔ میرے بار بار کے اصرار پر انہوں نے بتایا کہ حضرت مولانا احمد علی رحمتہ اللہ علیہ لاہوری نے ان کو کشف قبور ک وظیفہ بتایا تھا وہ انہوں نے پہلے روز اس بی بی کی قبر پر کیا تو نہایت اچھی خبر ملی۔ دوسرے روز ساتھ والی قبر پر وہی وظیفہ پڑھا تو دیکھا کہ سب قبریں آگ سے بھری پڑی ہیں اور مردے آگ میں تڑپ رہے ہیں۔ کسی قبر میں آگ کم ہے کسی میں زیادہ حتیٰ کہ پورے قبرستان میں صرف تین قبریں اس آگ سے محفوظ تھیں۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ یہ منظر دیکھ کر روؤں نہ تو اور کیا کروں، اللہ سے ان کے لئے تخفیف عذاب کی دعا مانگ رہا ہوں ایسا دردناک عذاب ہے کہ اگر آپ دیکھ لیں تو ذہنی توازن کھو بیٹھیں یا دہشت سے مرجائیں۔ پھر حاجی صاحب نے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی سنایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ عذاب قبر اس قدر دردناک ہے کہ اگر انسان اس کو دیکھ لیں یا آواز سن لیں تو پاگل ہوکر جنگلوں میں بھاگ جائیں اور اپنے مردے دفن کرنا بند کردیں۔ میں نے حاجی صاحب سے پوچھا کہ قبریں آگ سے کیوں بھری ہوتی ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ ایک تو نماز چھوڑنے پر دوسرے استنجا سے بے توجہی کرنے کی وجہ سے، اس دردناک نظارہ کی وجہ سے حاجی صاحب اکثر رویا کرتے تھے اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہوگیا۔

برے اعمال کی سزا

سرگودھا شہر کا واقعہ ہے کہ ایک محلہ میں ایک جماعت ٹھہری ہوئی تھی۔ جماعت کے ساتھی محلے میں گشت کے لئے نکلے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک مکان سے بہت سارے مرد اور عورتیں خوفزدہ ہو کر جلدی سے نکل کر بھاگ رہے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہاں ایک آدمی فوت ہو گیا تھا اور اس کے تمام رشتہ دار اکٹھے تھے۔ ابھی مردے کو نہلانے کی تیاری کر رہے تھے کہ ایک بہت بڑا سانپ کہیں سے آیا اس نے میت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جس کی وجہ سے میت کے رشتہ دار گھر سے بھاگ رہے ہیں۔ جماعت کے ساتھی مکان کے اندر گئے تو واقعی ایسا ہی پایا۔ جماعت والوں نے میت کے لواحقین کو بتایا کہ یہ سانپ نہیں بلکہ اعمال کا وبال ہے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ خوب گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے۔ اور میت کے لئے استغفار کی جائے۔ میت کے رشتہ دار اتنے خوفزدہ تھے کہ انہوں نے قریب، جانے سے انکار کر دیا۔ جماعت والوں نے دعا استغفار اور ذکر واذکار کا اہتمام کیا۔ کچھ دیر بعد وہ سانپ غائب ہو گیا۔ چنانچہ میت کو نہلایا اور کفن پہنایا گیا۔ جب میت کو دفن کرنے کے لئے قبر کے پاس لے جا کر رکھا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ قبر میں بھی موجود ہے جو کہ قبر کھودتے وقت وہاں موجود نہیں تھا۔ بڑی مشکل سے میت کو قبر میں اتارا گیا۔ جونہی میت کو قبر کے حوالے کیا سانپ پھر میت کے گرد لپٹ گیا۔ چنانچہ وہ لوگ جلدی سے قبر کو بند کر کے واپس آ گئے۔

قبر میں بچھو

دس سال پہلے کا ذکر ہے کہ میں قائداعظم میڈیکل کالج میں بطور پرنسپل کام کر رہا تھا قریب کی بستی سے ایک ڈسپنسر اپنے ایک قریبی عزیز کے مرض کے بارے میں مشورہ کرنے کے لئے آیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے بتایا کہ اس بستی میں ایک حجام فوت ہو گیا جب اس پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی تو لوگوں نے اس کو ہلایا اور کہا کہ کلمہ پڑھ (حالانکہ یہ ایک غلط طریقہ تھا) اس نے کلمہ نہ پڑھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ جب دفن کرنے

کتابیات

القرآن کتاب اللہ

صحیح بخاری شریف:	امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ
صحیح مسلم شریف:	امام مسلم قشیریؒ
جامع ترمذی:	حضرت امام ترمذیؒ
سنن نسائی:	امام نسائیؒ
سنن ابن ماجہ:	امام ابن ماجہؒ
سنن ابوداؤد:	امام ابوداؤد بجستانیؒ
مسند احمد:	امام احمد بن حنبلؒ
الشفاء:	حضرت قاضی عیاضؒ
مظاہر حق شرح مشکوٰۃ	علامہ نواب قطب الدینؒ
کنز العمال	علامہ علی متقی ہندیؒ
سیرۃ حلبیہ	علامہ علی بن برہان الدین حلبیؒ
سیرۃ ابن ہشام	علامہ ابن ہشامؒ
البدایہ والنہایہ	علامہ ابن کثیرؒ
تنبیہ الغافلین	علامہ ابو اللیث ثمر قندیؒ
نفیس پھول	علامہ ابن جوزیؒ